عشرۂ مجالس

اقوام عالم اور عزاداریٔ حسینؑ

علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

عشرۂ مجالس

اقوامِ عالم اور عزاداریٔ حسینؑ

یکم محرّم تا ۱۰ محرم ۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۹۹۷ء

بمقام

امام بارگاہ خیمۂ سادات، لاہور

خطیبِ اعظم

علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

نام کتاب : عشرۂ مجالس اقوامِ عالم اور عزاداریٔ حسینؑ
مقرّر : علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی
اشاعت : ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۰۱۲ء
تعداد : ایک ہزار
کمپوزنگ : طارق وحید
قیمت : ۴۰۰ روپے
ناشر : مرکزِ علومِ اسلامیہ

کتاب ملنے کا پتہ

مرکزِ علومِ اسلامیہ

فلیٹ نمبر 102، مصطفیٰ آرکیڈ، سندھی مسلم کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی
کراچی۔ فون: 02134306686
website: www.allamazameerakhtar.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

پہلی مجلس

ہم کوثر ہیں

نہ رہے گی ---------------------------------------

۹۔ اس سال پاکستان کی گولڈن جوبلی منائی جارہی ہے، آیئے اس موقع پر ہم بتائیں کہ ہم نے پاکستان کو کیا کیا دیا-------------------

۱۰۔ زمین پر کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں عباسؑ کا پرچم نہ ہو ------------

۱۱۔ حسینؑ کی طاقت کو دنیا سمجھے کہ نبیؐ کا نواسا کتنی روحانی قوت لے کر آیا تھا کہ جو کلمے کی بنیاد بن گیا، جس نے اپنا لہو پلا دیا کلمے کی بنیادوں میں، جس نے دینِ الٰہی کو زندہ کر دیا ہو، وہ خود کیوں نہ زندہ رہے اور وہ زندہ رہے گا ---------------------------------------

۱۲۔ مختلف ملکوں میں اقوامِ عالم کس کس انداز سے یا حسینؑ کہتی ہیں ------

۱۳۔ نیویارک ٹیلی ویژن پر ۱۹۸۹ء میں ہماری تقریر مجلسِ شامِ غریباں کے پروگرام میں ٹیلی کاسٹ ہوئی -------------------------

۱۴۔ جنگلوں میں ہاتھیوں کا جلوس جس میں ہزاروں چراغ ہوا کے دوش پر نظر آتے ہیں، یہ جلوس شبِ عاشور نکلتا ہے ---------------

۱۵۔ کربلا میں حسینی برہمن دت قوم کی قربانیاں-------------------

۱۶۔ مدینے سے امام حسینؑ کا سفر (کلامِ میر انیسؒ) ---------------

دوسری مجلس

عزاداری محبت کی پہچان ہے

صفحہ نمبر ۶۱ تا ۹۰

۱۔ مسلمان یہ نہ سمجھیں کہ حسینؑ یہیں تک محدود ہیں ---------------

۲۔ ہمارا روحانی عقیدہ حسینؑ دو عالم کے امام ہیں ---------------

۳۔ چودہ صدیوں سے مسلمانوں نے کتنی اقوام کو مسلمان بنایا؟--------

۴۔ سب کو اسلام کے دائرے میں آنا ہے تو کون لائے گا؟ ----------

۵۔ حسینؑ ہر قوم کو بلا رہے ہیں ---------------------------

۶۔ غیر مذاہب کا خیال ہے کہ اسلام میں ہمیشہ خانہ جنگی رہی --------

۷۔ زبانی کلمہ پڑھنا اور ہے دین کی روح کو سمجھنا اور ہے -----------

۸۔ جہاں علم نہیں وہاں صراطِ مستقیم نہیں ہے --------------------

۹۔ اِن مجالسِ عزا کے دم سے عید میلاد النبیؐ قائم ہے --------------

۱۰۔ عباسؑ کے پرچم کے سائے میں پاکستان جی رہا ہے -----------

۱۱۔ امام ابوحنیفہ امام جعفرِ صادقؑ ہی کے شاگرد ہیں -------------

۱۲۔ کائنات میں آلِ محمدؐ کی درسگاہ سب سے بڑی ہے------------

۱۳۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام حنبل اسی درسگاہ سے پڑھ کر نکلے

۱۴۔ صاحبِ علم کی موت اُس کی فتح ہوتی ہے ----------------

۱۵۔ جاہل مرتا ہے تو بے نام و نشان نسلیں ختم کر کے مرتا ہے ---------

۱۶۔ ہم اپنی زندگی کے لمحات کو ضائع نہیں کرتے، کارآمد بناتے ہیں ----

۱۷۔ ہم اہلِ بیتؑ کا کام صرف ان کی محبت میں کرتے ہیں-----------

۱۸۔ مسلمانوں کی تاریخ میں تیرہ ہزار صحابہ کے نام کہاں ہیں؟ --------

۱۹۔ ہم نے محبت کے امتحان دیئے ہیں تب یہاں بیٹھے ہیں----------

۲۰۔ حضرت عمر کا پورا شجرہ ددھیال اور ننھیال کا ہے کسی کے پاس؟------

۲۱۔ ماننا اور ہے، محبت کرنا اور ہے ---------------------------

۲۲۔ خلفاء سے محبت کرو، سیاسی نعرہ مت بناؤ ---------------------

۲۳۔ آلِ محمدؐ کے طیّب وطاہر شجرے اور حضرت عمر کے شجرے کو چیلنج -----

۲۴۔ عالمِ اسلام میں کوئی فاروقی اپنی ساری پشتیں حضرت عمر سے ملا کر نہیں دِکھا سکتا

۲۵۔ سادات کی علیؑ سے پینتیس (۳۵) پشتیں بنتی ہیں، سنا سکتے ہیں ----

۲۶۔ کس کس زبان میں کون کون سی کتاب حضرت عمر پر لکھی گئی؟ -----

۲۷۔ ہم سب سے محبت کرتے ہیں ---------------------------

۲۸۔ گولڈن جوبلی کا تقاضا ہے کہ بگڑے کام کو سنوارا جائے ----------

۲۹۔ ہمارے خلاف جو پروپیگنڈا ہے اُسے دور کیا جائے -------------

۳۰۔ کائنات کا مرکزی نقطہ صرف کربلا ہے ---------------------

۳۱۔ بنی اسرائیل نے صبح سے عصر تک ایک دن میں ستر انبیاء کو قتل کیا ---

۳۲۔ اللہ عذاب میں کبھی جلدی نہیں کرتا اس لئے کہ اُس کی پکڑ مضبوط ہے

۳۳۔ جہنم میں جانے والے مڑ مڑ کر کیسے دیکھیں گے؟ --------------

۳۴۔ ہم سب حسینؑ کی رعایا ہیں، ہمارا بادشاہ حسینؑ ہے ------------

۳۵۔ ہم بے نیاز ہیں ہمیں حکومتوں کی مدد درکار نہیں ہے ------------

۳۶۔ ''ابراہیمؑ ہمارے شیعوں میں سے ایک شیعہ تھا'' --------------

۳۷۔ ایک شیعہ بھی اگر جہنم میں گیا تو گلزار بنا دے گا---------------

۳۸۔ جس کے پاس علم ہو اُس سے حسد کیا جاتا ہے ----------------

۳۹۔ ''علیؑ سے کہیں زیادہ بہادر علیؑ کا بیٹا عباسؑ تھا'' سوکس کمانڈر ------

۴۰۔ چین کے مصنف نے لکھا کہ پوری کائنات میں سب سے زیادہ بہادر حسینؑ تھے

۴۱۔ کائنات کے بادشاہوں، بہادروں، دانشوروں اور شاعروں نے صرف حسینؑ

تیسری مجلس

انبیاء کی عزاداری

صفحہ نمبر ۹۱ تا ۱۱۲

۲۔ پورے قرآن میں اللہ نے ہنسنے کی تعریف نہیں کی، رونے کا ذکر پانچ مقامات پر

۳۔ رونا اللہ کا پسندیدہ عمل ہے، مسلمانوں کے لئے بدعت بن گیا-----

۴۔ نبی ہنستا نہیں صرف مسکراتا ہے ------------------------

۵۔ رسولؐ کا وقتِ آخر، مہدیؑ کا ذکر، زہراؑ کی مسکراہٹ------------

۶۔ لوگوں کو شک ہے کہ سرکارِ مہدیؑ ہم سے ملنے آتے ہیں ----------

۷۔ دورانِ مجلس بارش اور سامعین کا اطمینان سے بیٹھے رہنا ----------

۸۔ حسینؑ کی عزاداری کا وارث فرشِ عزا پہ تعزیت لینے آتا ہے ------

۹۔ جس قوم نے آدمؑ جیسے نبی کو نہ چھوڑا وہ ہمیں کب -------------

۱۰۔ کسی نبی سے کبھی خطا نہیں ہوئی، نبی معصوم ہوتا ہے ------------

۱۱۔ آدمؑ جب تک زندہ رہے حسینؑ کو روتے رہے -------------

۱۲۔ یہ عزاداری کی تفصیلات آنے والی نسلوں کے کام آئے گی --------

۱۳۔ عزداریٔ حسینؑ کا آغاز عالمِ نور سے ہوا ہے -------------------

۱۴۔ حضرت نوحؑ نے نوسو برس نوحہ کیا -------------------------

۱۵۔ جو گریہ، آدمؑ تھا وہی گریۂ نوحؑ تھا --------------------------

۱۶۔ ہر عہد میں واقعہ کربلا وحی بن کر پیغمبروں پر آیا----------------

۱۷۔ جب تک حسینؑ کے ذاکر نہیں آئے اللہ حسینؑ کی مجلس پڑھتا رہا ----

۱۸۔ مجلس پڑھنا سنتِ الٰہی ہے، مجلس سننا سنتِ انبیاء ہے ------------

۱۹۔ کعبہ صرف اللہ کا گھر ہے وہاں اللہ ہے نہیں مگر کربلا -------------

۲۰۔ جو یزید کو مانیں ان کے لئے جہنم حضرت موسیٰؑ کا منشور ---------

۲۱۔ جو بھی کربلا سے گزرے قاتلِ حسینؑ پر لعنت کرے -----------

۲۲۔ جبریلؑ نے پورا واقعۂ کربلا رسولؐ خدا کو سنایا اور کربلا کی مٹی لاکر دی --
۲۳۔ شیشی میں رکھی خاکِ کربلا کو ہر نماز کے بعد دیکھنا اُمِ سلمیٰؑ کی عادت تھی
۲۴۔ سب سے پہلا تعزیہ نبی کے گھر میں بنا اور رکھا گیا ----------
۲۵۔ حسینؑ کی مدینے سے روانگی، خاک اُڑنے لگی، مدینہ ویران ہوگیا -
۲۶۔ حضرت اُمِّ سلمٰی نے عصرِ عاشور ۶۱ ھ کو رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا

چوتھی مجلس

سقراط اور عزاداری

صفحہ نمبر ۱۱۳ تا ۱۳۴

۱۔ ہماری زمین کے مالک صرف صالح بندے ہوں گے (قرآن) ---
۲۔ حضرتِ عباسؑ کی زیارت "اے اللہ کے صالح بندے عباسؑ تم پر سلام"
۳۔ دانیال نبیؑ نے فرات کے کنارے کھڑے ہوکر حسینؑ کا نوحہ پڑھا --
۴۔ جب شیعہ نہیں تھے اُس وقت سے حسینؑ کا ماتم ہورہا ہے --------
۵۔ جس کے پاس علم ہوتا ہے وہ جھگڑا نہیں کرتا ----------------
۶۔ محرّم کا چاند دیکھ کر ہمارے بچے کھیلنا کیوں چھوڑ دیتے ہیں -------
۷۔ عیسائی جاہل نہیں عالم تھے، مباہلے سے دست بردار ہوگئے -------
۸۔ لندن کا میوزیم خوبصورت دروازہ، علم ہونے کی دلیل ----------
۹۔ جہاں علم ہوتا ہے وہاں احترام بھی ہوتا ہے ----------------
۱۰۔ یونان اپنے فلسفے اور علم کی وجہ سے آج تک زندہ ہے ----------
۱۱۔ یونان کے مشہور فلسفی سقراط کا خواب ----------------
۱۲۔ سقراط علیؑ والا تھا، اس لئے اُس کا نام تاریخ میں جگمگا رہا ہے -------

۱۳۔ اللہ نے قرآن میں سب نبیوں کے نام نہیں بتائے کیوں؟ ------

۱۴۔ یونان کے فرمانروا کی پیشکش اور سقراط کا جواب ------------

۱۵۔ علم چودہ صدیوں سے سچ بول رہا ہے ----------------

۱۶۔ اللہ نے مکھی کیوں بنائی؟ تیرے جیسے جابر، ظالم، فاسق کے غرور کو توڑنے کے لئے

۱۷۔ مکھی، مچھر، معصوم کے جسم سے دور رہتے ہیں ------------

۱۸۔ یونان میں مجرم کو سزا دینے کا قدیم طریقہ کیا تھا؟ ------------

۱۹۔ سقراط نے عالمِ تصور میں کربلا اور شام کے مناظر کو دیکھا تھا ------

۲۰۔ سقراط نے معصومین کو پہچان لیا تھا ----------------

۲۱۔ زین العابدینؑ بیمار نہیں تھے ----------------

۲۲۔ جہاد کی دو قسمیں جہادِ اکبر اور جہادِ اصغر امام حسینؑ نے بیٹے کو بتایا ---

۲۳۔ میدان میں لڑنے کی حسرت، عابدؑ پر غشی کا عالم ------------

۲۴۔ عونؑ و محمدؑ کے مصائب ----------------

پانچویں مجلس

ہندوستان کے بادشاہ اور عزاداری

صفحہ نمبر ۱۳۵ تا صفحہ نمبر ۱۶۲

۱۔ لفظ عزاداری صرف حسینؑ سے منسوب ہے ----------------

۲۔ لاہور میں رنجیت سنگھ کا تعزیہ مشہور ہے مگر تعزیہ ہے کس کا؟ ------

۳۔ حسینؑ کی دی ہوئی چیز کو کوئی نہیں چھین سکتا ------------

۴۔ صرف تعزیے پر عشرہ پڑھا جا سکتا ہے ----------------

۵۔ پہلا تعزیہ رسولؐ کے گھر میں جنابِ اُم سلمٰیؑ نے رکھا----------

۶۔ کیا دنیا کی ہر مسجد خانہ کعبہ کی نقل ہے؟------------------

۷۔ ہر قوم حسینؑ کے ذریعے اپنا نام زندہ رکھنا چاہتی ہے----------

۸۔ علَم کے پٹکوں کے ڈیزائن پر فرانس کے اسکالر کی پی ایچ ڈی------

۹۔ اگر تعزیہ بدعت ہوتا، حرام ہوتا تو رسولؐ منع کرتے مگر حکم دیا کہ رکھو--

۱۰۔ چنگیز اور ہلاکو خان کا چشم و چراغ ہندوستان میں تعزیے کا موجد----

۱۱۔ تعزیے کے دو نقشے جنابِ امیر المومنینؑ نے خواب میں تیمور لنگ کو دیئے

۱۲۔ ضریحِ حسینؑ سے تعزیہ جنابِ زینبؑ سے منسوب ہے----------

۱۳۔ مغلوں کا بانی ایک کاندھے پر تعزیہ ایک کاندھے پر ضریح رکھ کر لایا-

۱۴۔ لکھنؤ میں پورا تعزیہ شکر اور مٹھائی کا بنا ہوا--------------

۱۵۔ تازہ گھاس کا تعزیہ، مشکیزوں سے پانی کی بارش----------

۱۶۔ جب یزید اور کافر کا نام منبر سے آتا ہے تو عقیدت مندوں کا نام کیوں نہ آئے

۱۷۔ تعزیہ ملکۂ برطانیہ کے قصر میں پہنچ گیا------------------

۱۸۔ ہمایوں کو دوبارہ تخت کن شرائط پر ایران کی مدد سے ملا----------

۱۹۔ تیمور سے لے کر بہادر شاہ ظفر تک سب مغل بادشاہ شیعہ تھے------

۲۰۔ حکام سچے جھوٹے مولویوں کو پہچانتے------------------

۲۱۔ اورنگزیب کا دور، تعزیے پر پابندی، بوڑھی عورت کا تعزیہ اُٹھانا----

۲۲۔ اورنگزیب کی بارہ ائمہ کے نام پر بارہ وصیتیں------------

۲۳۔ بسنت کا تہوار گائے کے پیشاب کی یاد میں رکھا گیا------------

۲۴۔ ہم تو رونے بیٹھتے ہیں کسی کو کیا پریشانی ہے------------------

چھٹی مجلس

قرآن میں حسینؑ کی عزاداری

صفحہ نمبر ۱۶۳ تا ۱۸۷

ساتویں مجلس

قرآن میں حسینؑ کی عزاداری

صفحہ نمبر ۱۸۸ تا ۲۱۵

۲۔ اللہ نے ہر آن آلِ محمدؐ کو ترقی دی ہے ------------------------
۳۔ سامعین کا مطالعہ کم ہو تو نکتے ضائع ہو جاتے ہیں ---------------
۴۔ یورپ کی فلمیں دہشت گردی سکھا رہی ہیں ---------------------
۵۔ جہل قریب آئے گا تو خوف بڑھے گا -------------------------
۶۔ سناتے بہو کو ہیں ڈانٹ بیٹی کو پڑتی ہے -----------------------
۷۔ سب سے پہلا ہتھیار تیر ایجاد ہوا تھا ---------------------------
۸۔ ہم عَلم کی مشک میں تیر کیوں لگاتے ہیں؟ ---------------------
۹۔ حسینی یونیورسٹی اپنی جگہ قائم رہتی ہے ------------------------
۱۰۔ حسینؑ خود بھی جیئے اور سب کو جلا دیا ------------------------
۱۱۔ حسینؑ کے چچا نے مجلس پڑھ کر شاہِ حبشہ کو ے بعثت میں رُلایا ------
۱۲۔ مجلس فضائل کا ذکر اعلانِ حق ہے اور مصائب کا ذکر اعلانِ صبر ہے --
۱۳۔ یعقوبؑ کا رونا صبرِ جمیل قرار پایا (قرآن) ---------------------
۱۴۔ جو نبی کے راج دُلارے ہوتے ہیں لوگ اُس کے دشمن بن جاتے ہیں
۱۵۔ یہودا نے قتلِ یوسفؑ سے روکا، بعد کی نبوتیں یہودا کی نسل میں آئیں
۱۶۔ بعض اوقات گرتے بھی راز کھولتے ہیں --------------------------
۱۷۔ یعقوبؑ جیسا نبی زندہ جاوید کا ماتم کرے تو ہم کیوں نہ کریں -----
۱۸۔ آگ کا ماتم سب سے پہلے برما میں ہوا --------------------------
۱۹۔ ہندوستان میں سب سے پہلے ہندو قوم نے آگ پر ماتم کیا -------
۲۰۔ ہندوؤں میں حسینی دت کون ہیں؟ ----------------------------
۲۱۔ شہزادہ قاسمؑ کے حالات اور مصائب ---------------------------

آٹھویں مجلس

عزاداری عہد بہ عہد

صفحہ نمبر ۲۱۶ تا ۲۴۹

۱۸۔ ہم نہ کوفی ہیں نہ شامی، نہ کل بدلے تھے نہ آج بدلیں گے ------

۱۹۔ جو نبیؐ کی نواسی کہہ دے وہ حق ہے ہم وہی کریں گے ----------

۲۰۔ اتنا ماتم کرو اتنا ماتم کرو کہ ظلم گھبرا جائے ----------------

۲۱۔ چالیس سال سیّد سجادؑ کسی خوشی کی محفل میں نہیں گئے ---------

۲۲۔ آج سیّد سجادؑ کے پاس پندرہ کروڑ کا لشکرِ عزاداری ہے ----------

۲۳۔ بنی اُمیہ کے شاعر کمیت کا مرثیہ شام سے مدینہ، بچوں کا جلوس -----

۲۴۔ حسینؑ کے مرثیے پر سیّدانیوں نے اپنے زیور فدا کر دیئے ------

۲۵۔ رقم دے کر ماتم کروانا حرام نہیں ہے ----------------

۲۶۔ عزاداری کا سفر عرب ممالک سے سندھ اور ہند میں -----------

۲۷۔ اورنگ زیب کے روکنے کے باوجود بیٹی زیب النساء مجلس کراتی رہی

۲۸۔ انگریز نے لکھا کہ شیعہ قوم سے بڑھ کر شریف قوم کوئی نہیں ہے ---

۲۹۔ انگریز نے کبھی عزاداری پر پابندی نہیں لگائی ---------------

۳۰۔ مسلم لیگ کے پہلے اجلاس لکھنو میں سب حسینؑ کے عزادار تھے ---

۳۱۔ سب حسینؑ والے ہمارے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں‘‘ قائداعظم ---

۳۲۔ قائداعظم آٹھ محرّم کو مجلس کرتے تھے -----------------

۳۳۔ پاکستان بنے نہ بنے عاشور کے دن کوئی بات نہیں ہوگی ---------

۳۴۔ عاشور کے دن صرف نبیؐ کے نواسے کا ذکر ہونا چاہیئے ---------

۳۵۔ عاشور کے دن دنیاوی کام اور شخصی زندگی میں برکت نہیں ہوتی ----

۳۶۔ قائداعظم نے کہا تھا کہ آئین پاکستان میں اقوالِ علیؑ سے کام لیں گے -----

۳۷۔ نہج البلاغہ کا خطبہ مالکِ اشتر کے نام آرمی میں قائداعظم نے بٹوایا --

نویں مجلس

دانشوروں کی نظر میں عزاداری

صفحہ نمبر ۲۵۰ تا ۲۶۴

۲۔ اس وقت روئے زمین پر پندرہ کروڑ عزادار ہیں ——————

۳۔ ٹوکیو جاپان میں ۱۹۹۷ء میں عزاداری شروع ہوگئی ------------

۴۔ ملک فتح کرنا اور ہے انسانوں کے دماغ فتح کرنا اور ہے--------

۵۔ حاکمِ وقت حجرِ اسود کو بوسہ دیتے ہوئے دھکّے کھا رہا تھا----------

۶۔ صرف کہہ دینا کہ ہم حسینؑ کو مانتے ہیں کافی نہیں -----------

۷۔ اسلام کی عزت و توقیر حسینؑ سے ہے--------------------

۸۔ جب تک حسینؑ کی راہ نہ اپناؤ گے کامیاب نہ ہوگے -----------

۹۔ دین حسینؑ کے سائے میں سانس لیتا اور آرام کرتا ہے ---------

۱۰۔ جو حسینؑ کی زندگی کے قائل نہ ہوں موت اُن کے لئے ہے ------

۱۱۔ حسینؑ نے موت کی کلائی کربلا میں مروڑ دی ------------------

۱۲۔ رب کی مرضی اور اقتدار حسینؑ کے ہاتھ میں تھا---------------

۱۳۔ حسینؑ سے رب کو اِذن لینا پڑا --------------------------

۱۴۔ لڑائی ایک دن کی تھی اللہ سے باتیں بچپن کی تھیں--------------

۱۵۔ اللہ اور حسینؑ کے وعدوں کو کوئی نہ مٹا سکتا ہے نہ رُخ موڑ سکتا ہے ---

۱۶۔ جیسے ہی محرّم آتا ہے پریشانی شروع ہو جاتی ہے--------------

۱۷۔ حسینؑ کا غم سیاسی نہیں روحانی ہے ---------------------

۱۸۔ چھوٹی خبروں تک رپورٹر پہنچ جاتا ہے، مگر امام باڑوں کے بڑے اجتماع نظر نہیں آتے------------------------------------

۱۹۔ مارک ٹیلی (Mark Tele) محرّم کی اہمیت بتائے گا ---------

۲۰۔ انگریز قوم اچھی باتیں تلاش کرتی ہے --------------------

دسویں مجلس

مجلسِ شامِ غریباں

صفحہ نمبر ۲۶۵ تا ۲۷۸

گیارھویں مجلس

مذاہبِ عالم اور عزاداری

صفحہ نمبر ۲۷۹ تا ۳۰۴

۱۳۔ انسانیت کو ختم کرنا دراصل درندگی کو پھیلانا ہے ----------------

۱۴۔ درندہ صرف سیّد کو نہیں کھاتا ----------------

۱۵۔ قحط میں شرفاء کے گزراوقات کا بندوبست ----------------

۱۶۔ سونے سے بھری دیگیں امام باڑے کی کھدائی سے نکلیں ----------------

۱۷۔ جب مہدیؑ آئیں گے زمین اپنے خزانے اُگل دے گی ----------------

۱۸۔ تہذیب بناؤ، ادب بناؤ، تمدن بناؤ ----------------

۱۹۔ حسینؑ کا تعزیہ رکھا، مفلس ہندو کی بیٹیوں کی شادی ہوگئی ----------------

۲۰۔ موجودہ نہر فرات آصف الدولہ نے بنوائی تھی ----------------

۲۱۔ حسینؑ کے شہر کی مٹی ہر جگہ ملتی ہے ----------------

۲۲۔ لکھنؤ میں ساڑھے بارہ ہزار امام باڑے ہیں ----------------

۲۳۔ لکھنؤ کی مسجد پوری خاکِ شفا سے بنی ہے ----------------

۲۴۔ امام باڑوں کے جھنڈے نہیں بدلتے ----------------

۲۵۔ کائنات کا ایک پرچم علمِ حسینؑ جسے دیکھ کر نبیؐ یاد آتے ہیں ----------------

۲۶۔ انسان کا ہاتھ پکار کر توحید کی گواہی دے رہا ہے ----------------

۲۷۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (اللہ کا ہاتھ سب سے بلند ہے) ----

۲۸۔ یزید اقتدار کے باوجود حسینؑ کے بیٹے سے بیعت نہ لے سکا ----------------

۲۹۔ حسینؑ کے انتظار میں بہن جاگتی رہتی ----------------

۳۰۔ زینبؑ کی حسرت بھائی دھوپ میں، سایہ نہ کرسکیں ----------------

❁❁❁❁

محبت شجاع رانا

عزاداریٔ اِمام حسینؑ اور اقوامِ عالم

''علاّمہ ضمیر اختر نقوی کی تقریروں سے اقتباس''

مطبوعہ دی نیشن ویک اینڈ لاہور۔ مورخہ ۱۷مئی، ۱۹۹۷ء (ہفتہ)

عزائے شہادتِ امام حسینؑ کی ابتدا تاریخی اعتبار سے واقعۂ کربلا کے بعد سے نہیں ہوئی بلکہ اس کی ابتداً اللہ کے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام کی آمدِ کربلا کے واقعہ کے بعد سے ہوئی۔ اپنے بیٹے ہابیل کے اپنے دوسرے بیٹے قابیل کے ہاتھوں قتل ہونے کے بعد حضرت آدمؑ نے اس سنگلاخ علاقہ کا (جہاں واقعۂ کربلا رونما ہونا تھا) سفر کیا اور اس سفر کے دوران آپ کے پاؤں زخمی ہوگئے اور ان سے خون بہنے لگا۔ جب حضرت آدمؑ نے اللہ پاک سے اس علاقہ کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی درخواست کی تو خداوندِ عالم نے ان پر منکشف کیا کہ اس جگہ کا نام کربلا ہے۔ پھر حضرت آدمؑ کو حضرت محمد مصطفیٰؐ کے نواسے حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے متعلق بتلایا گیا کہ انھیں اللہ کی راہ میں نہایت بے دردی سے ان کے تمام خاندان کے افراد کے ساتھ قتل کردیا جائے گا۔ حضرت آدمؑ یہ سن کر بہت رنجیدہ ہوئے اور بہت روئے۔ اس واقعہ کو حضرت امام حسینؑ کی پہلی عزاداری کا نام دیا جاسکتا ہے۔

دَرج بالا واقعہ ڈاکٹر پروفیسر ضمیر اختر نقوی نے اپنی ایک بہت بڑی مجلس عزا کے

خطاب کے دوران بیان فرمایا جو ''خیمۂ سادات'' ایڈورڈ روڈ لاہور میں منعقد ہوئی۔ محرم کے دوران ڈاکٹر ضمیر اختر نقوی صاحب ''عزائے حسینؑ اور اقوامِ عالم'' کے موضوع پر تقریباً بیس (۲۰) نہایت مدلّل مجالس پڑھیں گے۔ ڈاکٹر ضمیر اختر ایک نہایت مقتدر خطیب اور مصنف ہیں۔ آپ نے تقریباً ایک سوتیس (۱۳۰) کتابیں مذہب اور ادب پر تحریر فرمائی ہیں اور پچھلے ۳۷ سال سے تمام عالم میں (دنیا کے مختلف ممالک میں) عزائے حسینِ مظلوم پر مجالس سے خطاب کرتے آ رہے ہیں۔ آپ ایک نامور محقق، ریسرچ اسکالر اور مذہبی فلسفی ہیں جن کی تاریخ پر مضبوط گرفت ہے۔ خداوندِ عالم کا قرآن پاک میں ارشاد ہے ''تم ہنستے ہو لیکن روتے نہیں تم سب بڑی لاعلمی میں ہو'' (سورۂ نجم آیت ۵۹۔۶۰)

''تم اپنے خدا کے پاس واپس جاؤ گے اور وہی تمہیں ہنساتا اور رلاتا ہے''

(سورۂ نجم آیت ۴۲۔۴۳)

پھر ڈاکٹر ضمیر اختر نے حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ کیا جو نو سو (۹۰۰) سال زندہ رہے اور اپنی پوری زندگی روتے رہے۔ ''نوح'' کے معنی ہیں وہ شخص جو روتا اور بُکا کرتا ہے۔ حضرت نوحؑ کا نام انجیل (Bible) میں نوحا (Nooha) ہے جو کہ اردو لفظ ''نوحہ'' کی مانند ہے جس کے معنی ایک قسم کی رثائی نظم یا رثائی اشعار کے ہیں۔

اللہ پاک نے حضرت نوحؑ کو حکم دیا کہ وہ اپنی نجات کے لئے ایک کشتی بنائیں۔ حضرت نوحؑ کو لکڑی کے تختے ایک جگہ جمع کرنے میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ اللہ پاک نے حضرت جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ وہ کشتی بنانے میں حضرت نوحؑ کی مدد کریں اور پانچ میخوں (کیلوں) کی کشتی بنائیں۔ جب حضرت نوحؑ نے پانچویں میخ (کیل) ٹھونکی تو اس میں سے خون بہنے لگا یہ دیکھ کر حضرت نوحؑ بہت متعجب ہوئے اور حضرت جبرئیلؑ سے اس کا سبب پوچھا تو حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا پانچ میخیں (کیلیں) یہ سب

بالترتیب ظاہر کرتی ہیں اللہ، محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کے اسما کو۔ آخری میخ (کیل) سے جو خون نکلا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کیل (میخ) حضرت امام حسینؑ کے نام سے منسوب ہے جنھیں کربلا میں شہید کر دیا جائے گا۔ جب کشتی چلی تو پورا کرۂ ارض پانی سے لبریز تھا۔ جب کشتی کربلا کے مقام پر رکی تو وہاں حضرت نوحؑ نے ایک نظم فرات کے ساحل پر پڑھی جو کہ نبی آخرالزّماں حضرت محمدؐ کے نواسے کی شہادت اور ان کے سوگ کے ذیل میں تھی۔

ڈاکٹر ضمیر اختر نے فرمایا کہ تمام واقعات تورات اور زبور (حضرت داوٗد علیہ السلام کے دعاؤں کے مجموعہ) میں ہیں اور وہ واقعات انجیل (Bible) میں بھی درج ہیں، انجیل نے حضرت امام حسینؑ کے شہادت کے ہونے والے واقعہ کا اظہار کیا ہے۔

سقراط یونان کا مشہور عالم، محقق اور فلسفی تھا، اس نے اپنے والد سے کہا کہ اس نے خواب میں تین ستارے دیکھے ہیں جن پر اللہ، محمدؐ اور علیؑ کے اَسما لکھے ہوئے ہیں۔ ڈھائی ہزار سال پہلے سقراط بیمار پڑا لیکن اُس نے سانپوں کے دیوتا سے علاج کرانے سے انکار کر دیا۔ گو کہ اس کا دل زیرِ سایہ (Shadowed) تھا لیکن اس نے دعویٰ کیا کہ اس نے ایک شخص کو دیکھا ہے جو کہ سانپ کے ٹکڑے ٹکڑے کر سکتا ہے اور جب ہی سے سقراط خدا کی وحدانیت پر یقین رکھتا تھا۔ یونان کے بادشاہ نے اسے قید خانہ میں ڈال دیا اور اسے بھاری زنجیریں پہنا دیں۔

سقراط زنجیریں پہنے ہوئے جب چلتا تھا تو بہت تأسف کرتا تھا اپنی ذات کے اوپر نہیں بلکہ عابد جوان کے لئے جو بیمار ہوگا پھر بھی شام کی سڑکوں پر پابندِ سلاسل کر دیا جائے گا۔

ڈاکٹر ضمیر اختر نے دنیا کا سفر کیا ہے، اس بسیط تحقیق کے سلسلے میں کہ کس طرح عزاداریٔ حسینؑ یورپ، ایران، عراق، آذر بائیجان، تاشقند، افریقہ، ہندوستان،

پاکستان اور دنیا کے دیگر ملکوں میں ہوتی ہے۔

صحیح روح عزاداری شہادتِ امام حسینؑ کی یہ ہے کہ اللہ کے سچے مذہب کو مکمل طور پر زندہ رکھا جائے جو ہمیں ہدایت دے سکے کہ انسانیت کے لئے صحیح راستہ کیا ہے۔ ہم حضرت امّ سلمیٰ سلام اللہ علیہا زوجۂ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی بتلائی ہوئی ایک روایت کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک دن رسولؐ کی طبیعت ناساز تھی اور آپ نے اپنی زوجہ حضرت اُمِّ سلمیٰؑ سے کہا کہ وہ کسی سے نہیں ملیں گے اور اپنے بستر پر دراز ہوگئے اسی وقت حضرت امام حسینؑ جن کی اس وقت پانچ سال سے زیادہ عمر نہیں تھی اپنے نانا کے مکان میں داخل ہوئے اور حضرت رسول اکرمؐ کے حجرے کی طرف بڑھنے لگے، حضرت اُمِّ سلمیٰ نے ننھے حسینؑ کو روکا اور کہا کہ اس وقت رسول اکرمؐ کسی سے نہیں ملیں گے۔ اس گفتگو کے دوران رسول اکرمؐ نے امام حسینؑ کی آواز سن لی اور فوراً ہی بستر سے اُٹھ کر باہر آگئے۔ رسول اکرمؐ اپنے نواسے ننھے حسینؑ کو اپنے حجرے میں لے گئے اور اپنے نواسے سے باتیں کرنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت اُمِّ سلمیٰ حجرے میں داخل ہوئیں انھوں نے حضرت امام حسینؑ کو رسول اکرمؐ کے سینے پر سوتے ہوئے دیکھا اس وقت رسول اکرمؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ رسول اکرمؐ نے اپنے ہاتھ میں ایک مٹھی خاک لی اور اُسے سانس کھینچ کر سونگھا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے اُمِّ سلمیٰ سے فرمایا کہ حضرت جبرئیلؑ نے مجھے پوری کہانی سنادی ہے میرے نواسے کی کربلا میں شہادت کی اور انہوں نے کربلا کی وہ خاک بھی مجھے دے دی ہے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ امام حسینؑ اور اس خاک دونوں کی خوشبوئیں ایک جیسی ہیں۔ حضرت اُمِّ سلمیٰ نے فرمایا کہ رسولِ اکرمؐ نے وہ خاک مجھے دے دی اور مجھے ہدایت کی کہ اسے احتیاط سے رکھوں اور جب یہ خاک خون میں تبدیل ہو جائے تو پھر مجھے یقین کرنا چاہئے کہ

نواسہ قتل ہو گیا۔

حضرت اُمِّ سلمٰی نے وہ خاک احتیاط سے ایک شیشے کے مرتبان میں رکھی اور اس مرتبان کو طاق پر رکھ دیا۔ ہر نماز کے بعد وہ اس مرتبان میں خاک کو دیکھتی تھیں حقیقت میں یہ امام حسینؑ کا پہلا تعزیہ تھا جسے حضرت اُمِّ سلمٰی نے شیشے کے مرتبان کے روپ میں سجا کر رکھا تھا۔

دسویں محرم کو ظہر کی نماز کے بعد ام سلمٰی کچھ دیر کے لئے سو گئیں انہوں نے رسول اکرمؐ کو خواب میں دیکھا جو خون سے بھرے ہوئے کئی شیشے اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میرا نواسہ قتل کر دیا گیا لیکن میں نے اس کے خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں گرنے دیا۔ جب حضرت اُمِّ سلمٰی خواب سے بیدار ہوئیں تو وہ تیزی سے اس خاک کو دیکھنے کے لئے شیشے کے مرتبان کے پاس پہنچیں انھوں نے دیکھا کہ مرتبان کی خاک خون میں تبدیل ہو چکی ہے اُمِّ سلمٰی نے وہ مرتبان اٹھایا اور اسے صحن میں لے گئیں اور شہادت امام حسینؑ پر عزاداری اور تعزیت کے لئے اور خواتین کو بلایا۔ حضرت اُمِّ سلمٰی نے حضرت صغریٰ دخترِ امام حسینؑ کو بتلایا کہ ان کے والد کو قتل کر دیا گیا ہے۔ رسول اکرمؐ کی ازواج میں سے صرف حضرت اُمِّ سلمٰی شہادت ِامام حسینؑ کے بعد تک زندہ رہیں۔

تمام دنیا میں عزائے حسینؑ منائی جاتی ہے کچھ قومیں اور کچھ مقامات عزاداری اور تعزیہ داری کی وجہ سے بہت مشہور ہوئے۔ تیمور لنگ تاریخی اعتبار سے امام حسینؑ کا تعزیہ پہلی مرتبہ ہندوستان میں لایا۔

راجہ صاحب محمود آباد، آصف الدّولہ، حیدر علی اور ٹیپو سلطان شہادتِ امام حسینؑ کا غم تازہ کرتے تھے۔

سونے ، موتیوں اور قیمتی پتھروں سے تعزیے بنا کر۔ راجہ رنجیت سنگھ کو بڑی شہرت حاصل ہوئی اس کے اپنے ، حضرت امام حسینؑ کے تعزیے کی وجہ سے ۔ حضرت امام حسینؑ کے روضے کا نہایت قیمتی تعزیہ اب بھی انگلینڈ کی ملکہ کے محل میں ہے جو کوئی برطانوی باشندہ چرا کر لے گیا تھا۔

لیاقت علی خان ہر محرم میں اپنے ہاتھ سے تعزیہ بناتے تھے۔ علامہ اقبال نے زبردست محنت اور تگ و دَو کی ''امامت'' کے معنی اور اس کی صحیح روح سمجھنے میں ۔ قائد اعظم محمد علی جناح ہر سال بڑے جوش و جذبے سے شہادتِ امام حسینؑ مناتے تھے۔ قائدِاعظم کی والدہ نے پہلے ان کا نام ذوالجناح رکھا تھا جو بعد میں صرف جناح رہ گیا۔

ڈاکٹر ضمیر نقوی کی علمی تحقیق قابلِ صد ستائش ہے جو مذہبی جذبے کو تقویت پہنچاتی ہے ۔ اسلام کی صحیح روح زندہ ہے دراصل حضرت امام حسینؑ کی بے مثال قربانی کی وجہ سے جس کی عزاداری پورے جوش و جذبے اور لگن کے ساتھ منائی جاتی ہے۔

سیّد جاوید عباس جعفری:

پیش لفظ

ایک حقیر فقیر کی طرف سے بے ربط تحریر آپ کے لئے!

اب سے پندرہ بیس سال ماضی میں جائیں تو بلا شرکت غیرے اَدب پر ہماری اجارہ داری نظر آتی ہے، مگر عصرِ حاضر میں ہمارے ہاں کوئی بڑا دانشور، بڑا ادیب، بڑا خطیب، بڑا شاعر، بڑا محقق نظر نہیں آتا، گھوم پھر کر نظر عصرِ حاضر کے دو چار لوگوں پر ہی پڑتی ہے، انہیں میں سے ایک جامع الکمالات شخصیت کا نام ہے علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی، علاّمہ صاحب کا شمار علمی دنیا کی چند ممتاز شخصیات میں ہوتا ہے، جنہوں نے بطور خطیب، ادیب، محقق و شاعر دنیا بھر کے علمی حلقوں سے اپنا لوہا منوایا ہے، جن کی تخلیقی قوت، تحریری و تحقیقی صلاحیت و علمی و ادبی خدمت کے پیشِ نظر دنیا بھر کے دانشوروں نے خراجِ تحسین پیش کیا ہے، علاّمہ صاحب کی تقریر ہو یا تحریر علمی مضامین ہوں یا تحقیقی مقالے ان سب کا رُخ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی عقیدت و مودّت کی طرف ہوتا ہے۔ یوں تو علاّمہ صاحب کے سینکڑوں عشرے اور مجالس منفرد اور اُچھوتے موضوعات پر موجود ہیں، جو گزشتہ چالیس بیالیس سال سے علاّمہ صاحب پڑھتے چلے آرہے ہیں، ان میں کچھ موضوع ہمارے ملکی و غیر ملکی حالات و واقعات کا آئینہ دار ہیں، غیروں کو چھوڑ دیجئے، ہمارے اپنے ہی لوگ عزاداری کو اعتراضات کی زد پر رکھ کر محبان حسینؑ کو عزاداری سے دور کرنے کی سعی لاحاصل کر رہے ہیں، ایسے میں علاّمہ صاحب نے زیرِ نظر عشرۂ اولیٰ بعنوان ''اقوام عالم اور عزاداریٔ حسینؑ'' جیسا موضوع انتخاب کر کے دشمنانِ عزاداری کی معاندانہ تشہیر پر ضرب لگائی ہے، علاّمہ صاحب نے قرآن،

حدیث، فقہ، ادب، فلسفہ، تاریخ، جغرافیہ، فلکیات، سیاسیات، معاشیات و سائنس کو عزاداری کے تعلق سے بیان کرکے اپنی خطابت کو ہر بار کی طرح ایک دفعہ پھر درجۂ کمال تک پہنچایا ہے، عزاداری قبل از شہادتِ حسینؑ جنابِ آدمؑ کی عزاداری و واقعات، لکھنؤ کی تاریخ و عزاداری و واقعات اور شامِ غریباں کی تاریخ کو اتنے خوبصورت اور موثر انداز سے تفصیلی بیان کیا ہے کہ سننے والا ان گنت کیفیات سے بہرہ مند ہوتا ہے، کبھی خوشی کبھی حیرت، ابھی استعجاب کی صورت ہے تو دوسرے ہی پل اطمینان کی فضا اپنا وسیع دامن پھیلائے سامنے آ موجود ہوتی ہے اور انسان روحانی طور پر خود کو آسمانوں میں اُڑتا ہوا محسوس کرتا ہے۔ علاّمہ صاحب کی عالمانہ نکتہ آفرینیاں اور محققانہ موشگافیاں سامعین کی توجیہات کا مستقل مرکز بنی رہتی ہیں، علاّمہ صاحب کے الفاظ کی نشست و برخاست اس طرح متعین ہوتی ہے کہ ان کی مراد اور ان کی قدر و قیمت سامعین تک خود بخود منتقل ہوتی رہتی ہے، میں نے جب یہ عشرۂ اولیٰ جو علاّمہ صاحب نے ۱۹۹۷ء میں امام بارگاہ خیمۂ سادات لاہور میں پڑھا تھا، آڈیو کیسٹ میں ریکارڈ کی گئی تقریروں کی خوبصورت آواز سے نکلے ہوئے جملوں کو کاغذ پر منتقل کرنا شروع کیا تو مجھے علاّمہ صاحب کی لامحدود معلومات پر بے انتہا فخر و پیار آتا رہا، کہ علاّمہ صاحب اپنے سامع کو ایسے ایسے تحقیقی جملوں سے نوازتے ہیں کہ عقل دنگ ہو جاتی ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ واقعی تحقیق حق کی تلاش کے لئے ہوتی ہے، علاّمہ صاحب نے مصائب اہلِ بیتؑ بھی رسماً بیان نہیں کئے بلکہ تاریخ وار ہر کربلا کے شہید کے مصائب تفصیل سے بیان کئے ہیں کہ آنسو ہیں کہ بس بہتے ہی چلے جاتے ہیں، علاّمہ صاحب کے چند حاسدین جو اُن کے عِلم سے حسد رکھتے ہیں ان کے خلاف تنقید در تنقید کا پروپیگنڈا کرتے ہیں، چونکہ اُن کو یہ علمی تقریریں ہضم نہیں ہوتیں، معرفتِ اہلِ بیتؑ سے دور افراد یہ نہیں سوچتے کہ

کوئی عظمتِ اہل بیتؑ گھٹا رہا ہو تو اُس پر تنقید جائز ہے یا ناجائز، کوئی عزاداری اہل بیتؑ پر تنقید کر رہا ہو تو اُس کا جواب نہ دیا جائے، کوئی نوجوانوں کے عقائد و نظریات کو خراب کر رہا ہو تو کیا اُس کو درست نہ کیا جائے، علاّمہ صاحب نے کبھی کسی کی ناراضگی کی پرواہ نہیں کی اور ایسے لوگوں پر بہت بے رحمانہ تنقید کی، مگر اس کا مقصد ایسے لوگوں کی اصلاح ہوتی ہے کہ وہ راہِ راست پر آ جائیں، اب علاّمہ صاحب نے اپنے عشروں کو کتابی شکل دے کر ایک اور کارنامہ انجام دیا ہے، کیونکہ وہ ان امانتوں کو نئی نسل تک پہنچانا اپنا ادبی فریضہ سمجھتے ہیں، حالانکہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ہاں مطالعہ کا ذوق بالکل ختم ہو چکا ہے، جبکہ علاّمہ صاحب اپنی تقریروں میں ہمیشہ مطالعہ پر زور دیتے آئے ہیں، دانشور، ادیب، خطیب کسی بھی تہذیب یافتہ قوم کا سرمایہ ہوتا ہے، اُس کی تخلیقی کاوش کے پیچھے برسوں کی ریاضت کارفرما ہوتی ہے، ایسے میں اگر ہم اُن کی حوصلہ افزائی نہ کریں اور توصیف و تعریف کے دو الفاظ بولنے میں بخل سے کام لیں تو یہ یقیناً ان کے ساتھ زیادتی ہوگی، لہٰذا محبانِ حسینؑ سے گزارش ہے کہ مطالعہ کا ذوق پیدا کریں کتابیں ضرور خریدیں، بلکہ پڑھیں بھی ہم برصغیر پاک و ہند کے لوگ خوش نصیب ہیں کہ ہمارے درمیان اتنی بڑی علمی شخصیت موجود ہے، جو ہم پر مسلسل علمی فیض کے دریا بہائے جا رہی ہے، لہٰذا ان کی جتنی قدر کی جائے کم ہے، آخر میں دعا ہے کہ رب العزت محمدؐ و آلِ محمدؐ کے صدقے میں علاّمہ صاحب کی توفیقات میں اضافہ عطا فرمائے، ان کو عمر نوح عطا فرمائے، ایک سورۂ فاتحہ علاّمہ صاحب کے والدین کے لیئے پڑھ کر بخش دیں، جنہوں نے اِس علمی گلستان کے گُل سرسبد کی آبیاری کی۔

سیّد جاوید عباس جعفری

۸ ستمبر ۲۰۰۷ء

فیاض زیدی:

پیش لفظ

مصائب و آلام، زندگی کے کٹھن مراحل، دشوار گزار راہیں اور راہوں میں بچھے ہوئے کانٹے کبھی ہمیں اپنی منزل کی طرف گامزن ہونے سے نہ روک سکے۔ ہمارے آباوٴاجداد کی دی ہوئی عظیم الشان قربانیاں صفحہ کائنات پر ہمیشہ مشعل نور کی طرح روشن رہیں گی۔ اس حقیقت سے بھی گریز نہیں کہ ہمیں کبھی سکون کا سانس نہیں لینے دیا گیا، شکلیں انداز اور طریقۂ کار بدلتے ہوئے، زمانے کے ساتھ بدل جاتے ہیں، مگر ایک لفظ کل بھی تھا، آج بھی ہے اور رہے گا وہ ہے "ظلم"، ظلم کی بے شمار قسمیں ہیں جن میں ایک عام سی قسم یہ ہے "جینے نہ دو" مگر اسے اَئمہ طاہرینؑ کا معجزہ ہی کہا جائے گا کہ ہم زندہ ہیں اور رہیں گے ہمارے بے مثال اور لازوال چہاردہ معصومینؑ ہم سے کتنا پیار کرتے ہیں، اِس کا ادنیٰ سا ثبوت ہماری زندگیاں ہیں، نسلیں گزر گئیں اور گزرتی رہیں گی، کربلا منارۂ نور ہے، روشن ہی رہے گا اور دنیا کو پیغامِ حق سناتا ہی رہے گا۔

حسینؑ، عزاداری، کربلا صرف ہمارا سرمایۂ حیات، نصب العین اور منزل جاودانی نہیں، باشعور، غیر متعصب اور شریف اقوامِ عالم نے ہمیشہ اپنے اپنے انداز میں حسینؑ کو خراجِ عقیدت پیش کیا اور یہ سلسلہ جاری ہے، علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی مدظلہ العالی نے بارہا یہ بات منبر سے کہی ہے کہ اگر بھٹکا ہوا انسان دائرہ اسلام میں آنا چاہے تو مسجد کے دروازے تو اُس کے لئے بند ہیں اور مسجد کے مولوی صاحب اُسے کافر کہہ

کر شاید بات کرنا بھی پسند نہ کریں، ایسے عالم میں اُسے اُمید کی ایک ہی کرن نظر آتی ہے جسے عرف عام میں امام باڑہ، امام بارگاہ حسینیہ، عزاخانہ، الاؤ یا عاشورہ کہتے ہیں، یہاں کوئی نہیں پوچھتا کہ تم کون ہو؟ یہاں نہ مذہب کی قید ہے نہ قومیت کی پابندی ہے نہ کوئی زبان، رنگ اور نسل کا مسئلہ ہے جو آ گیا وہ حسینی ہے۔ جس نے حسینؑ کے در پر سر کو جھکا دیا، جس نے حسینؑ کا کلمہ پڑھ لیا وہ فنا کی منزل سے گزر کر عالم بقا کا راہی بن گیا۔

انیتا رائے (Anita Rai) ایک ہندو لڑکی تھی، مگر اُس کا دل صاف اور نیت پاک و پاکیزہ تھی، اُسے کسی نے مجبور نہیں کیا، اُس کی روحانی فکر نے رہنمائی کی وہ علیؑ و حسینؑ کے در پہ سجدہ ریز ہوگئی اور امر ہوگئی، انیتا رائے ایک ایسی انگلش رائٹر (English Writer) بن گئی کہ کوئی انگریزی کیا دیگر یورپی زبانوں کا ادیب اُس کے سامنے سر تسلیم خم کیے بغیر نہیں رہ سکتا، مشہور مصنف تھامس ہکسلے (Thomas Haxley) نے لکھا:

''اگر تھوڑا علم خطرناک ہوتا ہے تو وہ انسان کہاں ہے جو کہے کہ میں بالکل خطرے سے باہر ہوں۔''

انیتا رائے نے جواب دیا ''میں نے وہ شخص ڈھونڈ لیا ہے۔''

کاش! آج کا مسلمان انیتا رائے سے ہی سبق سیکھ لے مگر ناممکن ہے۔ وہ عظیم اور مقدس ہستیاں صرف خلوص اور محبت دیکھتی ہیں اور بدقسمتی سے مسلمانوں کے پاس نہ خلوص ہے نہ محبت، ''گھبرائے گی زینب'' ایک ہندو کے قلم کا شاہکار ہے، جس کی قبر لکھنؤ میں آج بھی مسلمانوں کو یہ دعوتِ فکر دے رہی ہے کہ دیکھو:

''ہندو ہوں مگر دشمنِ شبیرؑ نہیں ہوں''

علاّمہ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں ہر مجلس کو الگ الگ عنوان دیا ہے اور

مختصر سے وقت میں زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کی ہیں، یہ موضوع اتنا وسیع ہے کہ عمریں چاہئیں بلکہ صدیاں درکار ہیں جب کہیں ''اقوامِ عالم اور عزاداریٔ حسینؑ'' جیسے موضوع کا حق ادا ہو سکے گا، یہ علامہ صاحب کا کمالِ فنِ تحریر و تقریر ہے کہ وہ موضوع سمیٹ لینے کی مکمل صلاحیت کے حامل ہیں۔ وہ نہ صرف اچھوتے اور مشکل موضوع کا انتخاب کرتے ہیں بلکہ انتہائی احسن طریقے سے اُس موضوع سے مدلّل انصاف بھی کرتے ہیں۔ دنیا کہیں صدیوں میں جا کر علاّمہ ضمیر اختر کی عظمتِ فن کا ادراک کر پائے گی۔ وہ علوم آلِ محمدؐ کے نئے گوشوں کو متعارف کرنے، بیان کرنے اور سمجھانے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں، مولاؑ اُنہیں حاسدوں کی نظرِ بد اور دشمنوں کے شر سے سدا محفوظ رکھے۔ آمین

پہلی مجلس

ہم کوثر ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

۱۴۱۸ھ کے محرّم کا آغاز ہے خیمۂ سادات کے عشرے کی موضوع کے اعتبار سے پہلی مجلس آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں یہاں کی مجالس کے لئے عنوان مقرر ہے ''اقوامِ عالم اور عزاداریٔ حسینؑ''

آپ حضرات کو ہم یہ زحمت ضرور دیں گے آج پہلی محرّم ہے پہلا دن ہے عزاخانے کے انتظام کے سلسلے میں کہ حضرات کو یہیں بیٹھنا پڑے گا کیونکہ حضرات مسلسل آرہے ہیں، براہِ مہربانی ان کو جگہ دے دیں! آپ تھوڑا تھوڑا آگے آجائیں، آج کی حد تک کہ کل سے انتظام مکمل ہوجائے گا تو اُسی طرح انشاءاللہ جیسے کہ ہر سال یہاں مجالس ہوتی ہیں منبر پر ہی اُسی طرح خطاب ہوگا آج ذرا چونکہ پہلا دن ہے اس لئے انتظام میں ذرا تاخیر ہوگئی ہے لیکن مجلس کل سے روزانہ اپنے وقت سے شروع ہوگی۔ آٹھ بجے ہم روزانہ نماز ادا کریں گے۔ یہاں کے فوراً بعد ہمیں دوسری مجلس پڑھنے کے لئے جانا ہوتا ہے اور ایک مجلس پڑھ کر ہم آپ کے پاس آتے ہیں۔ اس موضوع کا انتخاب جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ آپ کے اس شہر لاہور میں نواں

سال ہے ہمارا، نو سال پورے ہو گئے آپ سے خطاب کرتے ہوئے، آپ ہمیں اچھی طرح جانتے ہیں ہم آپ کو اچھی طرح جانتے ہیں اور آپ کو ہماری گفتگو سمجھنے میں کوئی دِقت نہیں ہوتی۔ دوستانہ ماحول میں گفتگو ہوتی ہے، مزاج سے آپ ہمارے اچھی طرح واقف ہو گئے ہیں ہم آپ کی محبتوں اور شفقتوں سے واقف ہیں کہ اہل لاہور کس جذبے اور لگن سے عزاداری کرتے ہیں اور اسی کا صلہ آپ کو ملا ہے کہ انشاء اللہ آپ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہیں گے جب تک قرآن کی یہ آیت موجود ہے یاد رکھئے یہ قوم کوثر ہے دشمن ابتر ہے کوثر ہم ہیں دشمن کوثر نہیں ہے طاہر ہم ہیں دشمن نجس ہے آیۂ تطہیر ہمارے لئے ہے کوثر ہمارے لئے ہے سورہ رحمٰن ہمارے لئے ہے سورہ مزمل ہمارے لئے ہے سورہ مدثر ہمارے لئے ہے۔...... المغضوب...... یعنی دشمنِ آلِ محمدؐ پر اللہ کا غضب نازل ہو چکا۔

ہم ہیں صراطِ مستقیم اور ہم ہر سال کہتے ہیں بغیر کسی اختلاف کے ہمارا اختلاف اہلِ سنت کی برادری سے کوئی نہیں ہے ہماری مجالس میں شیعہ سنی سب شریک ہوتے ہیں، عزاداری کا احترام ہر فرقہ کرتا ہے، جانے کون ہیں وہ لوگ کہ جنہیں نہ ہم جانتے ہیں اور نہ حکومت نہ اخبارات کہ کچھ پتہ نہیں ہے کہ یہ لوگ کدھر سے آتے ہیں اور کہاں چلے جاتے ہیں جانے الہٰ دین کا چراغ ہے ان کے پاس یا کالی ٹوپی جادو کی اوڑھے ہوئے ہیں تو ظاہر ہے کہ جادوئی لوگوں کو ہم کہاں پا سکتے ہیں ہم تو معجزے والے لوگ ہیں۔ دشمن جادوئی لوگ ہیں، ہم معجزہ ہیں اور معجزے سے جادو نہیں ٹکرا سکتا۔ معجزہ جادو کو باطل کر دیتا ہے نہ معلوم کتنے جادوگروں کو ہمارے معجز نما راہ نماؤں نے تہہ خاک کر دیا۔ معجزے سے جادو نہیں ٹکرا سکتا چاہے وہ شیطانی ٹوپی پہنے یا الہٰ دین کا چراغ رکھیں ان کے پاس اگر الہٰ دین کا چراغ ہے تو ہمارے پاس سراجِ منیر ہے، صلوٰۃ......

بہر حال جس کی جو ذمہ داریاں ہیں وہ پوری کرے ہمارا کام ہے مجلس میں بیٹھ جانا علم کے دھاروں کو موڑ دینا جہلا کی طرف علم کے پھول لٹا دینا کہ جس کے نصیب میں جتنے آئیں لوٹ لے جائے یہ تو در کھلتا ہے ہر سال باب شہرِ علم کا در ہے۔ سخی کی بارگاہ ہے، سخی کی بارگاہ ہے لٹایا ہے، علم لٹاتے رہیں گے، آئے بھکاری آئے لے جائے، نہ معلوم کائنات میں کتنوں کو خیرات دے دی ہم نے، ہماری خیرات سے سب پلے ہیں، ہمارے ٹکڑوں پہ اسلام پلا ہے، ہمارے گھر کی بھیک سے پلا ہے، ہمیں کوئی پرواہ نہیں قیامت آ جائے زلزلے آ جائیں آئین بدل جائے نظام کچھ کہے، جملے سونے کے حروف سے لکھو، قیامت تک سردار ہم ہی رہیں گے، غلام غلام ہی رہیں گے...... سرداری نہیں چھین سکتا کوئی ہماری، سیّد و سردار ہیں جس کو ہم نے کلمہ پڑھوایا ہے وہ غلام ہے ہمارا قیامت تک غلام رہے گا اب اگر غلام بغاوت کرے، کرتا رہے سردار کا کام ہے معاف کر دینا چونکہ ہم رحمت اللعالمین کی اولاد ہیں چونکہ ہمارے جد نے ہمیشہ معاف کیا ہے، ہم بھی معاف کر دیتے ہیں...... جاؤ آج پہلی محرّم ہے ہم نے معاف کیا...... جاؤ معاف کیا ہم سخی کی اولاد ہیں ہم معاف کرتے ہیں لیکن ایک جملہ یاد رکھنا۔ خدا کی قسم چودہ صدیوں میں، ہم نے ظلم سہے ہیں، سر دیئے ہیں گردنیں کٹائی ہیں گھر لٹایا ہے لیکن کسی پر ہاتھ نہیں اُٹھایا کسی کا گھر نہیں لوٹا کسی کو بے خطا کبھی قتل نہیں کیا کسی پہ پانی نہیں بند کیا۔ کسی کو ہم نے ذلیل و رسوا نہیں کیا چودہ صدیوں میں اس لئے کہ ہم نبیؐ کی اولاد ہیں، ہم زہراؑ کی اولاد ہیں، ہم علیؑ کی اولاد ہیں، ہم سخی کی اولاد ہیں ہم رحیم کی اولاد ہیں ہم کریم کی اولاد ہیں ہم عظیم کی اولاد ہیں ہم ذبحِ عظیم کی اولاد ہیں، ہم طاہر کی اولاد ہیں، ہم صاحبِ معراج کی اولاد ہیں، اس لئے ہم نے کبھی کسی کی طرف کڑی نگاہ نہیں ڈالی، جس طرح پاکستان میں خصوصاً کراچی اور لاہور میں

مسلسل روزانہ شیعہ حضرات کو قتل کیا جار ہا ہے، ڈاکٹروں کو قتل کیا جار ہا ہے، جو لوگ ان جرائم کے ذمے دار ہیں انہیں ہم بددعا نہیں دیتے، لیکن ایک جملہ یاد رکھنا اگر کبھی ہم جلال میں آ گئے اور چار سیدانیوں نے یہ کہہ دیا کبھی جلال میں آ کر کہ آدھی رات کو حضرت عباسؑ کے علم کے نیچے گامے شاہ میں سر پر قرآن رکھ کر بال کھول کر مملکت کے لئے بددعا کر دی تو کوئی نہ رہے گا، پھر کوئی نہیں رہے گا زمین فنا ہو جائے گی زمین نگل جائے گی آسمان گرے گا سیدانی کی بددعا نہ لینا کبھی سیدزادے کی بددعا نہ لینا ہم بددعا نہیں کرتے اگر ظلم حد سے بڑھ گیا اور ہاتھ اُٹھ گئے بددعا کے لئے تو ہم بھی دیکھیں گے ہم مباہلے والے لوگ ہیں ہم اتحاد کا پیغام دیتے ہیں، ہم یہی ہر سال کہتے ہیں شیعہ سنی بھائی بھائی ہم نے کسی فرقے سے کبھی کوئی تعرض نہیں کیا، جھوٹے الزامات ہمیں پسند نہیں، کبھی ہماری مجالس میں کسی صحابی کو برا نہیں کہا گیا، ہم صحابہ کو برا نہیں کہتے، ہم ازواج کو برا نہیں کہتے، ہم سے زیادہ احترام کون کرے گا صحابہ کا، ہم ہی نے تو سکھایا ہے کہ صحابہ کا احترام کیسے ہوتا ہے، ہم ہی نے تو سکھایا ہے ازواج کا احترام کیسے ہوتا ہے، اگر محرّم نہ ہوتا تو تمہیں کیسے معلوم ہوتا دنیا والوں کو کیسے معلوم ہوتا کہ ازواج کا احترام کیسے ہوتا ہے، ہمارے حسینؑ نے بتایا کہ نبی کی زوجہ کا احترام کیا ہے، زینبؑ کو لے گئے اُم کلثومؑ کو لے گئے زوجہ اُم لیلیٰؑ کو لے گئے اُمِ ربابؑ کو لے گئے بھائی کی بیوہ اُم فروہؑ کو لے گئے بچی سکینہؑ کو لے گئے لیکن رسولؐ کی بیوی اُمِ سلمیٰؑ کو نہیں لے گئے کہ نبیؐ کی بیوی کی چادر نہ چھنے حسینؑ نے نبیؐ کی بیوی کا احترام بتایا تو ہم بھی یہی بتاتے ہیں کہ نبیؐ کی زوجہ کا احترام ہم کرتے ہیں صحابہ کا احترام صحابہ کی گود میں حسینؑ کھیلے ہیں سب صحابہ حسینؑ کے غلام تھے سب صحابہ نبیؐ کی گود میں حسینؑ کے قدم چومنے کو تیار رہتے تھے، جو قدم نبیؐ کے دوش پہ رہتے تھے صحابہ چاہتے تھے حسینؑ کے یہ قدم ہمارے دوش پہ

آ جائیں تو بخشش ہو جائے گود میں لینے کو تیار رہتے تھے، نبیؐ سے کہتے تھے حسینؑ کو ہمیں گود میں دے دیجئے تو ہر صحابی کو حسینؑ نانا سمجھتے تھے، ہر صحابی کو جابرؓ بن عبداللہ انصاری، سلمانؓ فارسی، ابوذرؓ سب کو نانا کہتے تھے، نانا سمجھتے تھے چونکہ سارے صحابہ کو حسینؑ نانا کہتے تھے تو ہم اب تک نانا کہتے ہیں، ہم بھی نانا کہتے ہیں صحابہ کرام کو چونکہ نانا ہیں تو نانا دادا کا تو سب ہی احترام کرتے ہیں تو فرق یہ ہے نتھیال و ددھیال میں جو فرق ہوتا ہے رسولؐ ہمارے دادا صحابہ نانا اب ددھیال نتھیال میں جو فرق ہوتا ہے وہ آپ کو معلوم ہے، آپ کو پتہ ہے اُنھیں صحابہ کا احترام کرتے ہیں دادا ہمارے ابو طالبؑ، دادا ہمارے علیؑ، دادا ہمارے عبدالمطلبؑ خدا کی قسم تمہارے علاوہ اسلام کا کوئی فرقہ یہ کہہ بھی نہیں سکتا، کہہ کے دکھائے کوئی کہ عبدالمطلبؑ ہمارے دادا تم کہہ سکتے ہو کہ عبدالمطلبؑ ہمارے دادا، ہاشمؑ ہمارے دادا، کلابؑ ہمارے دادا، لویؑ ہمارے دادا، قصیٰؑ ہمارے دادا، ہمیسعؑ ہمارے دادا، الیسعؑ ہمارے دادا، عدنانؑ ہمارے دادا، اسماعیلؑ ہمارے دادا، ابراہیمؑ ہمارے دادا ہم کہہ سکتے ہیں کوئی نہیں کہہ سکتا شجرہ کوئی ملا ہی نہیں سکتا کہیں گے سب کہ ہم ابراہیمؑ کی اولاد ہیں لیکن شجرہ ملائیں تو بات ہے، ہم تو اپنے نام سے شروع کریں تو اپنا شجرہ پردادا سے لے کر آدمؑ تک ملائیں، شجرے والوں ہی کے شجرے ہوتے ہیں تو سب سے ضروری بات یہ ہوتی ہے، مزاجوں کو سمجھو کل کی تقریر میں چاندرات کی میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم سے کہو تو فقہ حنفی پہ تقریر کر دیں، فقہ حنبلی پہ تقریر کر دیں، فقہ شافعی پہ تقریر کر دیں، فقہ مالکی پہ کر دیں، لیکن کیا کوئی دنیا کا عالم یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ ہم ملتِ جعفریہ کے فقہ پر تقریر کر دیں گے نہیں کر سکتا۔ نہیں کر سکتا۔ اس لئے نہیں کر سکتا کہ ہم سب کے مزاجوں کو سمجھتے ہیں سب کی محفلوں کو سمجھتے ہیں ہماری تو صدیاں گزر گئیں مزاج سمجھتے سمجھتے۔ مزاج سمجھتے سمجھتے اور ہم کبھی اختلافی مسائل پر گفتگو ہی

نہیں کرتے، اتنا خوبصورت عنوان ہم نے انتخاب کیا ہے''اقوام عالم اور عزاداری حسینؑ'' یہ عنوان نہیں ہے اسلامی فرقے اور عزاداری حسینؑ فرقہ بندی میں نہیں اقوام عالم ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ...... جملے کا لطف لیں ۱۹۱۸ء میں جوشؔ نے کہا تھا ''ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ'' کب کہا تھا ۱۹۱۸ء میں یہ ۱۹۹۷ء ہے جب کہا تھا تو کہا تھا کہ پکارے گی اب ہر قوم پکار رہی ہے ہمارے ہیں حسینؑ یہی ہے عنوان ہر قوم پکار رہی ہے یہاں کام میں اتنی دیر نہیں لگتی جوشؔ نے کہا تھا پکارنے لگی کرنے لگی یہ صدی اب پوری ہو چکی، یہ ہے سنہ ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰ اور ختم ہے تین سال کے بعد یہ صدی ہم نے گزار دی حسینؑ حسینؑ کرتے کرتے، کچھ نے صدیاں گزار دیں کچھ نہ پا کر، ہم نے صدی گزاری علم کے خزانے لٹا کر! سب صدی منانے کی تیاری کر رہے ہیں، توجہ پورا ورلڈ (World) لگا ہوا ہے تیاری میں نئی صدی کا استقبال کیسے کریں کیسے کریں جیسے کر رہے ہو ویسے کرو سلامی دو، کاہے کی سلامی دو...... جو بنائے ہیں نئی نئی فیکٹریوں میں اسلحے اُس کی سلامی دینا ہمارے پاس تو عباسؑ کا علم ہے سلامی دینے کے لئے، امن کا پرچم ہے سلامی دینے کے لئے، جس کے پاس امن کا پرچم نہ ہو جیسے چاہے اس صدی کو سلامی دے ایک طرف صدی کے استقبال کا مسئلہ ہے ورلڈ (World) کا اور دوسری طرف پاکستان کا ایک مسئلہ ہے وہ آپ کو معلوم ہے اخبارات میں آپ پڑھتے ہوں گے، سنا اور دیکھا ہوگا ٹیلی ویژن میں کہ اس سال پاکستان کو پچاس سال پورے ہو گئے گولڈن جوبلی (Golden Jubilee) ہے گولڈن جوبلی سال ہے گولڈ ہی گولڈ (Gold) نظر آ رہا ہے ہمیں چاروں طرف گولڈن (Golden) گولڈن ہو رہا ہے ماحول، گولڈن جوبلی (Golden Jubilee) ہو رہی ہے ۱۹۴۷ء میں قائداعظم محمد علی جناح نے بنایا تھا پچاس سال

پورے ہو گئے، اب چیلنج ہے کہ پچاس سال کا جشن کون مناتا ہے دیکھو ہم پاکستان کا پچاس سالہ جشن یوں منا رہے ہیں کہ ہم دس دن یہ بتائیں گے کہ پچاس سال میں شیعہ قوم نے پاکستان کو کیا دیا...... چلو رکھو عنوان، ٹیلی ویژن والے عنوان رکھیں اخبارات والے عنوان رکھیں اور یہ بتائیں کہ کس قوم نے پچاس سال میں پاکستان کو کیا دیا، ہم صرف یہ بتائیں گے کہ ہم نے پاکستان کو پچاس سال میں تہذیب دی ادب دیا شاعری دی نثر دی، مجلس میں بیٹھنے کا طریقہ دیا، انسانیت سکھائی لباس دیا ثقافت دی ہے، عزاداری دی ہے، امن دیا ہے، سکون دیا ہے، عدل دیا ہے، پچاس سال میں پیسہ دیا ہے، چندہ دیا ہے، جانیں دی ہیں اور بھی کوئی کہے کہ ہم نے پچاس سال میں کیا کیا دیا جو پچاس سال میں ہم نے پاکستان کو دیا ہے تو ہم بتائیں گے گولڈن جوبلی سال ہے تو ہم یہ بتائیں گے کہ اس پچاس سال میں اس ملک میں عزاداری کی گولڈن جوبلی کیسے ہو رہی ہے پاکستان کی عزاداری کو پچاس سال پورے ہو گئے، ہمارا بھی گولڈن جوبلی سال ہے پاکستان کی عزاداری کا گولڈن جوبلی سال ہے، ورنہ ایسی ایسی گولڈن جوبلیاں عزاداری کی ہو چکیں چودہ صدیاں ہو گئیں عزاداری کو ۱۴۱۸ برس ہو گئے عزاداری کو بلکہ ساڑھے بارہ ہزار برس ہو گئے عزاداری کو یہاں تو ابھی ایک ملک کے پچاس سال ہوئے ہیں حسینؑ کی عزاداری کی مملکت کے بارہ ہزار برس پورے ہو گئے اور یہ بارہ ہزار تو اس لئے کہے کہ جب وقت Limit میں آ گیا وہاں سے حساب ہے وقت تاریخ میں لیا جاتا ہے آدم کی خلقت سے ہم نے بھی وہاں سے لیا ہے آدم کو بنے بارہ ہزار برس پورے ہو گئے تو عزاداری کو بھی بارہ ہزار برس پورے ہو گئے لیکن عزداری آدم کی خلقت سے پہلے سے ہے، یہ ہے یہاں کا موضوع عزاداری اقوام عالم میں کہاں سے کہاں تک عالم نور سے لے کر خلقت آدم سے پہلے جب عزاداری حسینؑ

شروع ہوئی وہاں سے لے کر بعدِ قیامت تک یہ ہم بیان کریں گے اپنے اس عشرے میں خواب وخیال میں بھی ایسا عنوان کوئی نہیں سنا سکتا۔ جس نے قیامت نہیں دیکھی وہ کیا بتائے گا کہ قیامت میں کیا کیا ہوگا، ہم بتائیں گے کہ ہم ماتم کیسے کریں گے قیامت میں، ہم بتائیں گے کہ جب آدمؑ نہیں بنے تھے اُس سے پہلے حسینؑ کا ماتم کیسے ہوا یہی تو ثبوت ہے شہید کا ماتم شہید کے مرنے پہ نہیں ہوتا شہید کا ماتم اس کی زندگی میں ہوتا ہے وہی شہید ہے حسینؑ وہ شہید ہے کہ جب دنیا میں پیدا نہیں ہوا تھا اُس سے پہلے اس کا ماتم ہے، عالمِ نور میں اُس کا ماتم ہے عالمِ نور میں اُس کی عزاداری ہے، آدم کی خلقت سے کئی ہزار برس پہلے جب اللہ نے روحوں کو بنایا تو قرآن میں یہ آیۂ میثاق ہے آواز دی اللہ نے وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ (سورہ اعراف آیت نمبر 172) آواز دی روحوں کو بلایا عالمِ ذر میں قیامت تک پیدا ہونے والی روحیں اُس کے دربار میں آئیں اور مالک کائنات نے آواز دی میں تمہارا رب ہوں...... ہر روح نے پکار کر کہا ہاں تو ہمارا رب ہے...... آواز دی اللہ نے جو کہیں گے تم مانو گے...... روحوں نے آواز دی تو ہی مالک ہے جو کہے گا وہ مانیں گے آواز دی رب نے اُس نور کو دیکھو روحوں نے نور کی طرف دیکھا کہا یہ ہمارے حبیب محمدؐ کا نور ہے روحوں نے اُس نور کو دیکھا اللہ نے آواز دی کہ دنیا میں جب تم کو ہم خلق کریں گے پیکرِ انسانی میں پیکرِ خاکی میں اور اپنے نبی کو نور بنا کر بھیجیں گے تو تم اس کو نبی مانو گے تمام روحوں نے کہا، حق حق حق مانیں گے اللہ نے کہا اب دوسرا نور دیکھو یہ علیؑ کا نور ہے یہ میرے محبوب کا وصی ہے وزیر ہے، خلیفہ ہے کیا اس کو امام مانو گے؟ سب نے کہا ہاں مانیں گے اب اللہ انوار دکھاتا چلا گیا یہ حسنؑ کا نور

ہے یہ حسینؑ کا نور ہے اس کو اپنے عہد میں امام مانو گے روحوں نے کہا ہاں مانیں گے توجہ ہے نہ آپ کی، یہ گفتگو ہے عالمِ ذر میں خلقت آدمؑ سے پہلے، قرآن میں آئیہ میثاق ہے تفصیل گھر پر جا کر پڑھ لینا، الگ سے گفتگو نہیں کرتے افسانے نہیں سناتے قرآن اور حدیث کے دائرے میں گفتگو ہوتی ہے، سب نے کہا ہاں مانیں گے علمِ الٰہی سے بڑھ کر کوئی علم نہیں اُس نے اپنے علم سے ہر روح کو دیکھ کر پرکھا اور سمجھ گیا اللہ کہ کون کون روحیں اُس کو نبی مانیں گی اور کون نہیں مانیں گی، کون کون روحیں علیؑ کو امام مانیں گی اور کون کون نہیں مانیں گی۔ ان روحوں ں میں کون کون حسینؑ کو مانے گا اور کون نہیں مانے گا، کیا اللہ کو نہیں معلوم کہ ان روحوں میں سلمان کی روح بھی ہے، ابوذر کی روح بھی ہے، مقداد کی روح بھی ہے، عمار کی روح بھی ہے، میثم کی روح بھی ہے، قنبر کی روح بھی ہے، بلال کی روح بھی ہے، توجہ رکھنا...... اور اسی میں ابوجہل کی روح بھی ہے، انہیں روحوں میں...... یزید کی روح بھی ہے، کہا تو سب نے کہ مانیں گے۔ مگر اللہ کے علم میں تھا کہ کون مانے گا اور کون نہیں مانے گا...... اللہ کائنات کا مالک ہے اس کو معلوم ہے کہ ابوجہل یہاں کہہ رہا ہے کہ مانیں گے مگر وہاں جا کر نہیں مانے گا...... توجہ ہے نا آپ کی...... اللہ کو معلوم ہے کہ ان روحوں میں یزید کی روح بھی ہے یہاں کہہ رہا ہے کہ حسینؑ کو امام مانیں گے وہاں نہیں مانے گا۔ توجہ ہے نا آپ کی...... مالکِ کائنات تو عالم ہے تو مدرک ہے تو سب جانتا ہے علمِ غیب رکھتا ہے تجھے معلوم ہے کہ یزید جا کر فساد کرے گا...... ابوجہل جا کر فساد کرے گا فلاں فلاں سب فساد کریں گے اپنے اپنے دور میں فرعون فساد کرے گا، نمرود فساد کرے گا، شداد فساد کرے گا، ہامان فساد کرے گا، نہ فرعون موسیٰؑ کو جینے دے گا نہ نمرود ابراہیمؑ کو جینے دے گا، یہ نوحؑ کی قوم بھی اس میں موجود ہے یہ شداد ہے، یہ قوم ثمود ہے یہ قوم عاد ہے یہ اپنے اپنے

انبیاءؑ کو پریشان کریں گے اور تجھے معلوم ہے پھر بھی انہیں پیدا کرے گا...... بہت توجہ سے ماشاء اللہ آپ سن رہے ہیں پہلی تمہیدی تقریر ہے مگر ایسا لگ رہا ہے جیسے پانچویں چھٹی تقریر ہے اللہ آپ کو سلامت رکھے آپ سرشار رہیں ولائے علیؑ میں، ولائے حسینؑ میں اللہ آپ کے گھروں کو آباد رکھے، آپ سب فاطمہ زہراؑ کی ضمانت میں اُن کی چادر کے سائے تلے ہیں اُس دن سے ڈرے آپ کا دشمن زہراؑ بدعا نہ کردیں جنّت میں، رحمتؐ کی بیٹی ہیں اگر ہم نے شکایت کردی فاطمہ زہراؑ سے تو اُس سے بڑی عدالت نہیں ہے اُسی عدالت میں سب کو جانا ہے اس لئے ہم سے تعرض نہ کرو ہمارا احترام کرو ہمارے جلوسوں کا احترام کرو ہمارا ادب کرو، ہم باقی تو اسلام باقی ہم باقی تو ملک باقی ہم نہیں تو کچھ نہیں پھر کچھ نہیں رہے گا یاد رکھنا یہ جملے پھر کچھ نہیں رہے گا ہمیں رہنے دو ہمارے رونے میں برکت ہے، ہمارے آنسوؤں میں برکت ہے، اگر یہی آنسو پھول بن جائیں تو گلزار بنتا ہے اور اسی آنسو کو ہم چاہیں تو طوفانِ نوحؑ بنا دیں، زمانہ ڈوب جائے ان آنسوؤں میں...... وہ دن نہ آنے دینا...... مسلمانو! وہ دن نہ آنے دینا کہ ہمارے آنسو طوفانِ نوحؑ بن جائیں ہم تو کشتی بن کر بچ جائیں گے زمانہ بہہ جائے گا زمانہ اس سیلاب میں بہہ جائے گا، طوفان نہ آنے دینا احترام کرنا جلوسوں کا احترام، نامِ حسینؑ کا احترام، سوچے سمجھے دنیا، دعوتِ فکر دے رہے ہیں۔ سب سے ہمارا اتحاد ہے اتحاد ہی کا پیغام ہے، ہماری کسی سے کوئی دشمنی نہیں ہے، ہم کسی کی برائی نہیں چاہتے نہ شر چاہتے ہیں نہ فساد چاہتے ہیں اس لئے کہ قرآن میں ہے کہ جو زمین پر فساد کرے گا وہ جہنم میں جائے گا ہم جہنمی نہیں ہیں ہم فساد کو دور کرنے کے لئے امن قائم کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں، پروردگار تجھے معلوم ہے کون کون سی روحیں ہیں دنیا میں نہ جانے دے نہ پیدا ہونے دے...... مالک کائنات ابوجہل کو نہ بھیج دنیا میں اس

کی روح کو یہیں ختم کر دے، پروردگار فرعون، شداد، ہامان کو پیدا نہ کر۔ یہ سب کافر رہیں گے کافر مریں گے یزید کو پیدا نہ ہونے دے بہت شر کرے گا، حسینؑ کا پورا گھر قتل کر ڈالے گا کیوں بھیج رہا ہے اگر کوئی کہہ دے اللہ سے تو اللہ کیا جواب دے گا۔ ہماری مصلحتوں میں بولنے والے تم کون تم کون، اچھا کوئی اس بات تک آ جائے آیۂ میثاق کی تفسیر کرتا ہوں خطیب زمانے کا خطیب ہو کسی مذہب وملت کا اُس کے پاس کوئی جواب ہے کہ اللہ نے کیوں پیدا کیا ان کو روک لیتا تو فساد نہ ہوتا شیطان کو نہ پیدا کرتا تو فساد نہ ہوتا، فرعون کو نہ پیدا کرتا، نمرود کو نہ پیدا کرتا تو فساد نہ ہوتا، فرعون کو نہ پیدا کرتا نمرود کو نہ پیدا کرتا شداد کو نہ پیدا کرتا یزید کو نہ پیدا کرتا۔ اچھے لوگوں کو پیدا کرتا بروں کو نہ پیدا کرتا کسی کے پاس جواب ہے، سوا ہمارے کسی کے پاس جواب نہیں ہے یہ کیسا چیلنج (Challenge) ہے صرف ہم ہی جواب دے سکتے ہیں، کیوں! ہم ہی کیوں جواب دے سکتے ہیں ہم اس لئے جواب دے سکتے ہیں کہ ہم صرف علم کی منزل پر بابِ شہرِ علم کو مانتے ہیں علم کی منزل پر کسی کو نہیں مانتے جواب سنیں گے آپ۔ عجیب بات ہے مسئلہ ہے اللہ کا اور جواب دیں علیؑ یہ عجیب بات ہے اللہ تعالیٰ جواب نہیں دے رہا، جواب دے رہے ہیں علیؑ۔ اعلیٰ اور علیؑ ایک چھوٹے الف کا فرق ہے وہ اعلیٰ ہے یہ علیؑ ہیں الف اللہ نے ہٹا لیا تا کہ اعلیٰ اور علیؑ سمجھ میں آ جائے خالق اور مخلوق سمجھ میں آئے اتنا سا تو فرق ہے، جب اتنا سا فرق ہے تو مثال یا تو اللہ کہے کہ یہ ایسا ہے کر کے دکھائے کہ یوں پیدا کیا، ورنہ ہے کوئی جو اُٹھ کر بتائے کہ اللہ نے یوں پیدا کیا۔ ورنہ کون نبی ہے جو اُٹھ کر بتائے کہ اللہ نے ایسا کیوں کیا نہ آدمؑ نے بتایا نہ نوحؑ نے نہ عیسیٰؑ نے نہ موسیٰؑ نے نہ ابراہیمؑ نے کسی نے نہیں بتایا اس سوال کا جواب علیؑ نے بتایا، صرف علیؑ نے کائنات میں اس کا جواب بتایا، کیوں پیدا کیا فرعون کو کیوں سزا نہیں دی، روک لے

یہیں اس کی روح کو قتل کر دے نہ پیدا ہونے دے نمرود، فرعون، شداد، یزید، ابو جہل، وغیرہ وغیرہ کو۔

علیؑ کی بیعت شروع ہوئی لوگ آنے لگے بیعت ہونے لگی اتنا اژدہام ہوا کہ علیؑ کی عبا پھٹ گئی ایسی کسی خلیفہ کی بیعت ہی نہیں ہوئی، پورے عرب نے علیؑ کو اس طرح مانا ٹوٹ ٹوٹ کے کہ بس ہم علیؑ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیں، علیؑ کی بیعت کر لیں۔ مسجدِ مدینہ میں منبر پر بیعت ہو رہی تھی اُسی مجمع میں ابن ملجم آیا جواب دے رہے ہیں مسئلہ ہو اللہ کا علیؑ جواب دے رہے ہیں، ابن ملجم آیا ہاتھ بڑھایا بیعت کی، بیعت کر کے چلا علیؑ نے آواز دی ابن ملجم ادھر آ پھر بیعت کر، بیعت کی، پھر چلا، پھر آواز دی واپس آ بیعت کر، پھر اس نے بیعت کی واپس چلا، تین بار بیعت کی واپس چلا تو علیؑ نے اصحاب سے کہا یہ ہے میرا قاتل...... یہ ہے میرا قاتل علیؑ کا یہ کہنا تھا کہ اصحاب نے تلواریں کھینچیں کہا کہ یا علیؑ پکڑ لیں اس کو آج مار دیں، علیؑ بلائیے اسے قتل کیجئے، جواب سنو علیؑ نے کہا خطا کی نہیں پہلے سزا کیسے۔ ابھی اس نے خطا کہاں کی خطا سے پہلے اسلام میں سزا نہیں دی جاتی۔ اب نہ پوچھنا اللہ سے کہ یزید کی روح کا گلا گھونٹ دے اللہ کہے گا کہ ابھی خطا کہاں کی پہلے سزا دے دوں تو فریاد کرے گا تیرا عدل نہ رہا، جیسا عادل اللہ ہے ویسا ہی عادل علیؑ ہے، اُسی عادل کی اولاد ہم سب ہیں جملہ دوں......

اُسی علیؑ کی اولاد ہم سب ہیں جس دن مسلم لیگ کا اجلاس راجہ صاحب محمود آباد کے ہاں ہو رہا تھا اور قائد اعظم محمد علیؒ جناح نے کہا تھا پاکستان بنانا ہے پیسہ دو اور اگر اسی وقت اُٹھ کر راجہ صاحب سید نہیں تھے صدیقی تھے حضرت ابوبکر کی اولاد ہیں، قائد اعظم محمد علیؒ جناح خوجے تھے، سادات بھی بیٹھے تھے علیؑ کی اولاد بیٹھی تھی اُٹھ کر کہتے قائد اعظم محمد علیؒ جناح سے کہ ملک بنے گا ہمیں معلوم ہے کہ سادات کے ساتھ وہاں کیا ہوگا

پہلے ان کو سزا دیجئے عادل کی اولاد معلوم تھا وہاں کیا ہوگا، اس کے باوجود پاکستان آئے، اب تم کہوگے کہ اس سوال کا جواب دیجئے علیؑ کو معلوم تھا ابن ملجم مجھے قتل کردے گا پھر بھی چھوڑ دیا، اب پھر اللہ تک بات جائے گی، معلوم تھا یزید حسینؑ کو قتل کرے گا پھر بھی چھوڑ دیا۔ معلوم تھا کہ نمرود ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکے گا پھر بھی چھوڑ دیا، جواب سنو گے وہیں سے جواب چلے گا اللہ نے ان کو کیوں بھیجا...... کہا اس لئے بھیجا تاکہ نمرود ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکے تو میرا بندہ پہچانا جائے کہ آگ کو گلزار کیسے بناتا ہے، علیؑ کو ابن ملجم قتل کرے تو ہمارا علیؑ پہچانا جائے **فزت برب الکعبہ**، تو ہم نے مسلم لیگ کے اجلاس میں زبان کو بند رکھا تاکہ لاہور میں کراچی میں ہمارے دشمن پہچانے جائیں بھئی اتنی سی بات سے پہچانا جارہا ہے یا نہیں، اچھا قسم کھا کر بتاؤ اتنی سی بات ہے پہچانا جارہا ہے یا نہیں اچھا قسم کھا کر بتاؤ کہ کل کے اخبار نے بتایا کہ نہیں بتایا کہ امریکہ نے ملک پر کیا الزام لگایا، ہمارا شریف ملک اور اتنا بڑا ملک ہم پر دہشت گردی کا الزام لگا دیا پاکستان کو کہہ دیا کہ یہ اڈہ ہے دہشت گردی کا، مسلمانوں کے لئے ڈوب مرنے کی جگہ ہے آپس میں ہم تو نہیں شامل ہم تو اس کو روکنے والے لوگ ہیں اُس کو فنا کرنے والے لوگ ہیں ہم مملکتِ پاکستان کے ساتھ ہیں جو جو لوگ امن قائم کرنے میں کوشاں ہیں ہم سب کا ہاتھ مضبوط کرنا چاہتے ہیں، جس طرح چاہے حکومت ہم سے تعاون حاصل کرے جو وہ کہیں گے ویسے کریں گے، اگر آپ نے اخباروں میں اپیل کی ہے کسی سینٹر (Centre) سے اشتعال انگیز گفتگو نہ ہو تو نہ کبھی کی تھی نہ کریں گے، نہ کسی فرقے کو برا کہا جائے گا نہ کسی فرقے کے رہنما کو برا کہا جائے گا، ہم نے تو عنوان ہی یہ رکھا ہے کہ یہودی حسینؑ کو کس طرح مانتا ہے عیسائی حسینؑ کو کس طرح مانتا ہے، ہندو حسینؑ کو کیسے مانتا ہے، اور بدھ مت کیسے حسینؑ کو مانتا ہے، پارسی کیسے حسینؑ کو مانتا ہے،

حنبلی کیسے مانتا ہے، شافعی نے کیسے مانا، مالکی نے کیسے مانا، حنفی نے حسینؑ کو کیسے مانا ہم بتائیں گے کہ دیوبندیوں نے کس طرح تعزیے اُٹھائے ہمیں معلوم ہے اورنگزیب کی فقہ کیا تھی، ہمیں معلوم ہے محدث دہلوی کا عقیدہ کیا تھا، ہم سے زیادہ ان باتوں کو سمجھانے والا کون ہے بس یہ کہ اخبارات سمجھیں اشتعال انگیز خبریں نہ چھاپیں، امن کے پیغام چھاپیں، مجالس میں جو امن کا پیغام علماء دیں اس کے ٹکڑے چھاپو تا کہ امن ہو، دہشت گردی کی خبریں چھاپ کر امن نہیں ہوگا اس سے اور انتشار پھیلتا ہے، اخبارات سے ہماری اپیل ہے اچھی اچھی خبریں چھاپو کل کے اخبار میں یہ آئے کہ ہر سینٹر (Centre) سے شیعہ امام باڑے سے امن کی اپیل ہوئی ہے اگر نہیں چھاپا تو انصاف نہیں ہے اخبارات کے پاس، پھر زرد صحافت ہے پھر مصلحت پسندی کی صحافت ہے پھر اس کے معنی ہیں اخبارات کی فروخت چاہتے ہو صرف اپنی ساکھ کو قائم رکھنا چاہتے ہو، اگر سچے ہو صحافت میں اور قلم تمہارا سچا ہے تو کل کے اخبارات میں لکھنا کہ دو سو پچھتّر لاہور کے امام باڑوں سے امن کی اپیل ہوئی ہے اور اتحاد کی اپیل ہوئی ہے ورنہ پھر اخبارات کے پاس اتحاد کی باتیں نہیں ہیں، چھاپنا پڑے گا چند چند سطریں لگاؤ کہ ہر سنٹر نے اپیل کی کہیں سے کوئی فساد کی بات نہیں ہوئی ہے، کسی فرقے سے کوئی تعرض نہیں ہوا ہے کسی فرقے کو کوئی برا بھلا نہیں کہا گیا، ہم اُس کی اولاد ہیں جس نے دشمن کو بھی دعا دی ہے ہم اُس کی اولاد ہیں جس نے اپنے قاتل کو شربت پلایا ہے اور کہا اگر ہم ان اصولوں پر عمل نہیں کریں گے تو کون کرے گا عمل کون کرے گا، ہم اُس رب کے ماننے والے ہیں اس نبیؐ کے ماننے والے ہیں اس امامؑ کے ماننے والے ہیں جس کی ہم تاریخ سنا رہے ہیں، اقوامِ عالم نے حسینؑ کا ادب کیا پیغام ہی پیغام ہے، آج کی تقریر میں لکھ لیں کاغذ پر نوٹ کر لیں کیا چند لوگ یہ سمجھتے ہیں

کہ پاکستان میں ہماری عزاداری پر کوئی زد آ جائے گی، تو ہمیں نقصان ہو جائے گا عنوان یہ ہے اس وقت روئے زمین میں پندرہ کروڑ شیعہ ہیں سارے ایک ایک لفظ کی ذمہ داری ہے پورے ورلڈ (World) میں پندرہ کروڑ سادات اور شیعہ ہیں اور روئے زمین پر کوئی خطہ نہیں کہ جہاں عباسؑ کا پرچم نہ ہو، اخبار نے تجزیہ کیا ہے کہ دو سو پچھتر (۷۵) سینٹر تو لاہور میں ہیں، ترانوے (۹۳) جلوسوں کا لائسنس (Licence) تو خود گورنمنٹ (Government) نے دیا ہے صرف لاہور میں ترانوے جلوس دس دن میں نکلیں گے صرف تیرہ سینٹر تو پرانی انارکلی میں ہیں، چالیس سینٹر تو کرشن نگر میں صرف ایک محلے میں چالیس جگہ اس وقت مجلس ہو رہی ہے، یہی وقت ہے اور پورے لاہور میں دو سو پچھتر (۷۵) جگہ اس وقت مجلس ہو رہی ہے اسی حساب کو لگاتے ہوئے شہر بہ شہر چلو لاہور سے فیصل آباد چلو نکلتے چلو روہڑی سکھر سے ہوتے کراچی تک پھر سرحدوں کو پار کرو میں نام گنواتا ہوں امرتسر سے چلو کلکتہ تک چلو اور پھر بنگلہ دیش سے انڈونیشیا، ملائشیا، بنکاک، جاپان سے ہوتے ہوئے امریکہ تک چلو اور پھر میں تمہیں بتاؤں کہ روئے زمین پر اس وقت کئی لاکھ مجلسیں ہو رہی ہیں تو اتنی لاکھ مجلسیں جہاں آٹھ بجے شروع ہوئی ہیں دنیا کی کوئی طاقت ہماری پانچ لاکھ مجلسیں روک سکتی ہے، ہے کسی میں ہمت، شیطان بھی آ کر دعویٰ کر دے کہ ہم اپنی طاقت سے اپنی شیطانی طاقت سے دو لاکھ سینٹروں کو بند کروا دیں گے اچھا...... کوئی اگر آ بھی جائے اور کہے کہ شیعوں کے سب سینٹرز (Centres) جو پورے ورلڈ (World) میں ہیں بند کر دو فساد مچا دو ساری عزاداری رکوا دو، امریکہ سے لے کر انڈونیشیا تک جہاں جہاں اقوام عالم غم منا رہی ہیں اس وقت بیٹھی ہوئی، بند کر دیں تو آپ کو پتہ ہے کیا ہوگا...... یہ غم وہ غم ہے جو ہم آپ کو دکھا کر مناتے ہیں، نکل پڑے ماتم کر رہے ہیں ایک غم جو زمانے

کو دکھا کر کرتے ہیں ایک ہے روحانی غم اُس میں ساری کائنات ملوث ہے ادھر پہلی محرّم آئی اور ادھر کعبے کا غلاف سیاہ ہوا، کعبے میں عزاداری ہٹاؤ لال غلاف ڈال لو سیاہ غلاف اتار لو کعبہ بھی سیاہ پوش ایک عزاداری یہ بھی ہے۔

مانا کہ زمانے کا رہے گا نہ یہ عالم
ترتیب تمدن کی یہ ہو جائے گی برہم
پھر اور کسی رنگ میں ہوگا تیرا ماتم
دنیا یہ نہ ہوگی مگر اسلام رہے گا
شبیر بہر حال تیرا نام رہے گا
انساں نہ کریں گے جو تیرے حق میں تکلم

چھوڑ دیں سب انسان شیعہ سنی سب چھوڑ دیں عزاداری نہ کریں تو کیا ہوگا۔

انساں نہ کریں گے جو تیرے حق میں تکلم
ماتم کی صدا دے گا پرندوں کا ترنم
آہوں سے بدل جائے گا غنچوں کا تبسم
دنیا یہ نہ ہوگی مگر اسلام رہے گا
شبیرؑ بہر حال تیرا نام رہے گا

کائنات کا ذرہ ذرہ پکارے گا ہم منائیں گے غمِ حسینؑ ہم منائیں گے دنیا اس طاقت کو نہیں سمجھی ثقافت تہذیب ادب میں ایک طاقت ہوتی ہے، علم کی روحانی طاقت ہے، ہم جہل کی باتیں نہیں کرتے علم کی باتیں کی ہیں اور علم میں ایک طاقت ہے قرآن کی طاقت ابھی سمجھی نہیں دنیا، سمجھ میں نہیں آئی دنیا کے حدیث کی ایک طاقت ہے، اسی طرح ذکرِ حسینؑ کی بھی ایک طاقت ہے، علم ہے اور علم میں طاقت ہے، علم کا دھارا رُکتا

نہیں جو علم پسند ہوتا ہے علم لے جاتا ہے، اُس کو پسند آتا ہے وہ علم لے کر چلتا ہے اور اس شان سے لے جاتا ہے اُسے کچھ نظر آتا ہی نہیں تم آتے ہو حسینؑ تمہارے امام ہیں، تم تعزیت کے لئے آتے ہو تم مظلوم کو رونے آتے ہو ذرا پوچھو کسی ہندو سے کہ وہ عزاداری کیوں کرتا ہے پوچھو کسی عیسائی سے وہ عزاداری کیوں کرتا ہے، پوچھو کسی یہودی سے وہ عزاداری کیوں کرتا ہے، پوچھو کسی پارسی سے وہ عزاداری کیوں کرتا ہے جاؤ...... امریکہ میں پوچھو ریڈ انڈین (Red Indian) کیوں عزاداری کرتے ہیں میں آپ کو بتاؤں گا میں آپ کو حیران کر دوں گا کہ کون سی وہ قومیں ہیں جن کو خواب میں بھی نہیں دیکھا پاکستان والوں نے اور وہ بھی عزاداری کرتے ہیں لنکا کے جنگلوں میں جہاں جنگلی بستے ہیں ہاتھی پالتے ہیں کشمیر کے جنگلوں میں نینی تال کے جنگلوں میں لکھیم پور کے جنگلوں میں صحراؤں میں افریقہ کے جہاں ذہن انسانی کی پرواز بھی نہیں ہے جو جیتے جاگتے شہروں میں رہتے ہیں اور صحراؤں کو نہیں دیکھا وہاں بھی عزداری ہے وہاں بھی ذکرِ حسینؑ ہے ہم بتائیں گے اسی ترتیب سے اور پھر اس کا تتمہ دوسرا عشرہ ہمارا جو یہاں عاشور کے بعد شروع ہوتا ہے بیس دن میں ہم اپنے اسی موضوع کو سنائیں گے۔ حسینؑ میں طاقت ہے اپنے آپ کو منوانے کی، حسینؑ نے اپنے آپ کو منوایا، حسینؑ نے ہر ملک میں عاشور کی چھٹی کروادی...... اب حسینؑ کی عاشور کی چھٹی کوئی ہم سے نہیں چھین سکتا ہے۔ حسینؑ کے غم کی چھٹی بحرین میں ہوتی ہے اسرائیل میں ہوتی ہے آپ کو پتہ ہے انڈیا میں ہوتی ہے پاکستان میں ہوتی ہے عراق میں ہوتی ہے ایران میں ہوتی ہے اردن میں ہوتی ہے شام میں ہوتی ہے لبنان میں ہوتی ہے لیبیا میں ہوتی ہے طاقت ہے حسینؑ میں اپنے آپ کو منوانے کی طاقت ہے حسینؑ اپنے کو یوں خود منوا لیتے ہیں۔

غمِ حسینؑ کوئی منائے یا نہ منائے حسینؑ کسی کے محتاج نہیں ہم کیوں احتجاج کریں یوم مناؤ یوم مناؤ، حسینؑ کائنات کے ذرّے ذرّے سے اپنا یوم منوا رہے ہیں اور منواتے رہیں گے حسینؑ کی طاقت کو دنیا سمجھے کہ نبیؐ کا نواسہ کتنی روحانی قوت لے کر آیا تھا کہ جو کلمے کی بنیاد بن گیا جس نے اپنا لہو پلا دیا کلمے کی بنیادوں میں، جس نے دینِ الٰہی کو زندہ کر دیا ہو وہ خود کیوں نہ زندہ رہے اور وہ زندہ رہے گا ہر رخ سے جس شے پر حسینؑ اپنا لہو ڈال دیں اس کی ایک تاریخ بن جائے حسینؑ اپنا عکس پھینک دیں کسی چیز پر تو اُس پر ایک کتاب لکھ دی جائے۔

انگریزوں کا دور تھا 1852ء دوسو سال پہلے انگریزوں کا آغاز تھا 1997ء ہے 1852ء دوسو سال پہلے انگریزوں کا آغاز ہوا تو انگریزی کتابیں چھپنے لگیں ایسٹ انڈیا کمپنی برطانیہ کی حکومت نے اپنے دانشور بڑے ادیب کو بھیجا کلکتہ جا کر ایک لغت تیار کروائیں جس میں ہندوستانی لفظ ہندی اور اُردو کے لفظ جو انگریز بولتے ہوں اور انگریزی میں لکھ کر لاؤ۔ علم پسند قوم ہے صدیوں سے علمی کام کر رہی ہے انگریز آیا پہنچا کلکتے ایک ہوٹل میں کمرہ لیا ٹھہرا تقریر ختم ہو گئی کل گفتگو کریں گے انشاء اللہ...... کئی دن گزر گئے ایک رات اُس نے شور دیکھا شاہراہ پر کچھ نوجوان لڑکے انگریز زور زور سے اپنے ہاتھوں کو سینے پر مار رہے ہیں اور شور کر رہے ہیں کوئی سو ڈیڑھ سو لڑکے انگریز بیس بائیس سال کے لڑکے ماتم کر رہے تھے، قریب گیا اُس نے لوگوں سے پوچھا یہ کیا ہے کسی نے کہا یہ محرّم ہے، محرم منا رہے ہیں شبِ عاشور ہے یہ جو انگریز یہاں رہ رہے ہیں کچھ دنوں سے تو اُن کے لڑکے بھی یہ یہاں کے ہندوستانیوں کو دیکھ کر ایسے ہی ماتم کر رہے ہیں کہا یہ کہہ کیا رہے ہیں، یہ انگریز لڑکے کیا کہتے ہیں جب ہاتھ مارتے ہیں سینے پر تو کہتے کیا ہیں انگریز قریب گیا سنا تو انگریز نوجوان کہہ رہے تھے ہاتھ مارتے

جاتے تھے سینے پر اور کہتے جاتے تھے ہابسن جابسن کون تھے جن کے تم نام لیتے ہو کہا یہ حسنؑ حسینؑ تھے ہم حسنؑ حسینؑ حسنؑ حسینؑ کا ماتم کر رہے ہیں، وہ انگریزی لہجے میں حسنؑ حسینؑ ہابسن جابسن لگ رہا تھا اُس نے نوٹ کیا اپنی ڈائری میں لکھا حیرت انگیز بات بتا رہا ہوں آپ کو، ڈائری میں لکھا کتاب اُس کی پوری ہوگئی لغت پوری ہوئی اُس نے اپنی لغت کے مقدمہ میں یہ واقعہ لکھا کہ ایک رات ہم نے یہ منظر دیکھا کہ وہ لڑکے یہ کہتے تھے ہابسن جابسن (Hobson & Jabson) حسنؑ اور حسینؑ ہمیں ان دونوں ناموں میں کشش معلوم ہوئی ہم نے اس لغت کا نام رکھا ہے ہابسن اینڈ جابسن اسی لغت کو ہابسن اینڈ جابسن کتاب کو دہلی نے شائع کیا ہے نئے ایڈیشن کے ساتھ میرے پاس ہے یہاں بھی لاہور میں آپ کو بازار میں ملے گی کسی بھی دوکان پر جہاں انڈیا کی کتابیں بکتی ہیں دہلی سے بھی چھپی ہے انگلینڈ سے بھی چھپی ہے متعدد بار چھپی ہے وہ کتاب اُس نے لکھا اُس کے بعد جہاں پر ایچ (H) آیا ہے اس میں ہابسن اینڈ جابسن آیا ہے، وہاں تفصیل لکھی ہے، اب آنے والی تقریروں میں تفصیل دوں گا وہاں اُس نے کم سے کم پچیس صفحے لکھے یہ ہابسن جابسن کون تھے اور اب اُس نے ریسرچ شروع کی انڈیا سے نکلا فرانس گیا برلن گیا ہالینڈ گیا انگلینڈ گیا ہر جگہ تلاش کیا کہ ان ملکوں میں ہابسن جابسن کو کیا کہتے ہیں اور ہر ملک کا حال بتایا ہے کہ جرمنی میں کیسے حسینؑ کا ماتم کرتے ہیں ہالینڈ والے کیسے ماتم کرتے ہیں انگلینڈ والے کیسے ماتم کرتے ہیں پچیس صفحے لکھے کہ دنیا کے ہر ملک میں حسنؑ حسینؑ کیسے مانے جاتے ہیں لغت موجود ہے دیکھ لو یہ ہے طاقت حسنؑ اور حسینؑ کی حسینؑ کی عزاداری کی تفصیل بتاؤں گا کہ ہر ملک میں کیسے ہوتی ہے عزاداری، تعزیہ صرف ہندوستان پاکستان میں نہیں نکلتا امریکہ اب

ترقی یافتہ ہوا ہے اصل قوم امریکہ کی ریڈ انڈین ہیں، پرانی قوم جنہوں نے امریکہ کو بسایا آج بھی عاشور کو وہ تعزیے نکالتے ہیں، ان کے تعزیوں کے نقشے آپ دیکھئے دنیا کے دوسرے سرے پر انڈونیشیا ملائشیا بنکاک میں آپ جایئے تو وہاں کے خوبصورت تعزیے آپ دیکھئے عجیب وغریب تعزیے بناتے ہیں کاش کہ ہم اس عزاداری کو باتصویر کر سکتے کہ ہم تصویریں آپ کو تقسیم کر دیتے تو آپ کو دکھاتے ایک عشرہ ہم نے ایسا بھی پڑھا ہے کہ ہم پڑھتے جاتے تھے اور تصویریں تقسیم کرتے جاتے تھے کہ یہ دیکھتے جایئے نقشے لیکن ظاہر ہے کہ مصروفیت ہے ورنہ ہم اُن تعزیعوں کی تصویریں، آگ کے ماتم کی تصویریں فوٹو اسٹیٹ کر کے آپ کو دیتے، کبھی کوشش کریں گے دنیا کی عزاداری کو ویڈیو میں لائیں تا کہ لوگ سچائی کو دیکھیں اس سچائی کو دیکھیں میں امریکہ میں عشرہ پڑھ رہا تھا ۱۹۹۰ء میں نیویارک ٹیلی ویژن اسٹیشن نے مجھے فون کیا کہ شامِ غریباں آپ کو پڑھنی ہے، میں نے کہا امریکہ میں اور نیویارک ٹیلی ویژن پر شامِ غریباں حیرت کا مقام ہے، کہا ہاں پڑھنی ہے آپ کو، میں ٹیلی ویژن اسٹیشن گیا شام غریباں پڑھنے کو وہاں پر جب وہ محرّم کا پروگرام سیٹ کر رہے تھے اور اُس میں انہوں نے آخر میں ہماری شامِ غریباں کو سیٹ کیا تو جو وہ پہلے دکھا رہے تھے تو وہ ایک آدھے گھنٹے کی فلم تھی جو Latest ترین اُسی دن عاشور جہاں جہاں ورلڈ میں منایا گیا تھا ان کے پاس وہ فلمیں پہنچی تھیں وہ اُس کی کٹنگ (Cutting) ایڈیٹنگ (Editing) کر کے تھوڑا تھوڑا اُس فلم کو بنا رہے تھے تو میں دیکھ کر حیران رہ گیا کہ لنکا کی عزاداری انہوں نے دکھائی لبنان کا قمع کا ماتم دکھایا انہوں نے شام کا ماتم دکھایا، انہوں نے عراق کا ماتم دکھایا مختلف ملکوں کی وہ جھلکیاں دکھا رہے تھے ہندوستان پاکستان کیا اور امریکہ کی

عزاداری دوسرے دن میں نے ٹیلی ویژن پر دیکھا کہ ''بنائے لا الٰہ ہست حسینؑ''
کیسٹ کا نام ہے آپ کیسٹ خریدیں اور یہ پروگرام آپ کو اتنی اتنی بار دکھایا جائیگا
نیویارک ٹیلی ویژن اور فلاں فلاں چینل پر...... ہے اسلام کی کوئی ایسی یادگار ہم نے تو
اپیل کسی سے نہیں کی کہ یہ کرو یہ بین الاقوامی یادگار ہے اسلام کی عزت اس میں ہے،
حسینؑ سے دین پہچانا جارہا ہے یادگار سے عزت ہے دین کی شہرت ہے تبلیغ ہے اسے
ہونے دو ہونے دو۔ ہم نے دیکھا ہم حیران رہ گئے کہ کیا احترام ہے حسینؑ کا کیا عظمت
ہے ان اقوام عالم کی نظر میں حسینؑ کی کیا برتری ہے کیا کشش انہیں نظر آتی ہے کشش
اللہ اللہ تقریر کے آخری جملے...... کیا کشش ہے لنکا کے جنگلوں میں سیاح تھے انگریز
شکار کھیل رہے تھے، درخت کی مچان پر بیٹھے تھے ایک بار دیکھا ہوا میں، فضا میں کئی لاکھ
چراغ ہوا پہ اُڑ رہے ہیں کئی لاکھ چراغ ہوا میں اُڑ رہے ہیں حیرانی سے منظر دیکھا کہ
پہاڑی سے یوں لگتا ہے کہ صفیں کی صفیں چراغوں کی اتر رہی ہیں۔ اُس نے دیکھا چراغ
ہوا میں پرواز کر رہے ہیں اُس نے پوچھا اپنے ساتھیوں سے جو جنگل میں راستہ بتاتے
ہیں یہ کیا ہے؟ آخری جملہ ہے تقریر کا یہ تقریر یہیں پر اس وقت رُک رہی ہے انشاء اللہ
کل گفتگو کریں گے کیا یہ کیا ہے؟ وہاں کے قریبی مزدوروں نے بتایا آج دس محرّم کی
رات ہے، کہا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ افریقہ کے ہندو ہیں جو ہاتھی پالتے ہیں ہاتھی
دانت کی تجارت کرتے ہیں ان کے پاس بہت سے ہاتھی ہیں یہ کئی ہزار ہاتھیوں کے
مالک ہیں لنکا کے جنگلوں میں ہاتھیوں کا کاروبار کرتے ہیں لیکن آج کی رات یہ ہر
سال ہاتھیوں پہ بیٹھ کر ایک ایک آدمی دونوں ہاتھوں میں روشن چراغ جلا لیتے ہیں،
ہاتھی چلتے جاتے ہیں لیکن ان کے چراغ نہیں بجھتے، یہ راستے میں یہی کہتے جاتے ہیں

داتا حسینؑ چراغ نہ بجھے، دیکھو مجلس ہو رہی ہے آخری جملہ سنو گے تو بہت روؤ گے مصائب یہی ہیں بس میں مصائب اس عشرے میں اس طرح نہیں پڑھ پاؤں گا جیسے آپ ہر سال سنتے ہیں کیونکہ موضوع ایسا ہے اسی طرح کے مصائب ہر روز پڑھے جائیں گے، مصائب کا انداز بھی تھوڑا سا بدل رہا ہے، داتا حسینؑ یہ چراغ بجھیں نہیں، چونکہ جنگل میں اندھیرا ہے ہاتھی نظر نہیں آ رہے صرف جلتے ہوئے چراغ نظر آ رہے ہیں یہ ہاتھی بڑھ رہے ہیں ہاتھی پر جو لوگ بیٹھے ہیں، ان کے ہاتھوں میں چراغ ہیں ایسا لگتا ہے ہوا میں یہ چراغ فضا میں پھیلے ہوئے ہیں، انگریزوں نے کہا یہ کہاں جا رہے ہیں، مقامی لوگ کہنے لگے ان کا ایک مرکز ہے سب وہاں پہنچیں گے اور یہ ہاتھی سے اُتر کر چراغ وہاں چڑھاتے جائیں گے آخری جملہ میں تقریر کا دوں گا، تو بہت روؤ گے، گریہ کرو گے اُس نے کہا یہ آج کی رات چراغ جلا کر کیا کہتے ہیں آخری جملہ دے رہا ہوں بہت روؤ گے، جب بعد میں یاد کرو گے تو تڑپ جاؤ گے اس جملے پر یہ کیا کہتے ہیں اور چراغ لے کر وہاں کیوں جاتے ہیں کہا یہ راستے بھر اُس چراغ کو لے کر یہ کہتے جاتے ہیں داتا حسینؑ تمہارے گھر کے چراغوں کو یزید نے بجھا دیا اب اس سے بڑا جملہ کیا دوں یہ کہتے ہیں اے علی اکبرؑ علی اصغرؑ یہ چراغ علی اکبرؑ کے نام کا ہے قیامت تک علی اکبرؑ کے چراغ روشن رہیں عزادارو تم سب علی اکبرؑ کے چراغ ہو اللہ تمہیں روشن رکھے۔ ایک قوم ہے دت قوم اُسے کہتے ہیں بامن دت اس قوم کی تاریخ یہ ہے بامن دت براہمن دت ان کے سات فرقے ہیں براہمنوں کے جن میں ایک فرقہ دت ہے ان کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ شریف النفس برہمن مدینے تک آباد تھے اور ان کے مندر عراق میں شدت سے بنے ہوئے تھے یعنی چودہ سو سال پہلے ایک برہمن راہب کا

مندر فرات کے کنارے جس دن عاشور کا واقعہ ہوا اُس دن وہ اپنے ڈیرے سے نکل کر کربلا میں آیا اُس نے حسینؑ سے ملاقات کی اُس کے سات بیٹے تھے اُس نے اپنے ساتوں بیٹوں کو حسینؑ پر سے قربان کر دیا اور خود بھی قربان ہو گیا حسینؑ نے اس کو دعا دی کہ تو غیر مذہب کا ہو کر اسلام کے کام آیا حسینؑ غیروں کو بہت دیتے ہیں اپنوں کو تو خیر دیتے ہی ہیں لیکن غیر کا دامن تو بالکل ہی بھر دیتے ہیں غیر ہے لے جائے غیر آئے روٹیاں لے جائے۔ اپنے فاقے کریں غیر آئے روٹیاں لے جائے غیروں کو کھلایا لباس دیا سب کچھ دیا حسینؑ نے دعا دی کہا تیری نسل رہے گی قیامت تک، اے دت تیری نسل رہے گی اب تیری پہچان یہ ہے کہ چونکہ تیرے سات بیٹوں کے گلے پر خنجر چلا ہے اس لئے تیرے ساتوں بیٹوں کے گلے پر ایک نشان بن گیا ہے ہرے رنگ کا ایک نشان گردن پر بنا رہے گا اب نسل پیدا ہوتی رہے گی وہ نشان باقی رہے گا، یہ دت قوم کی پہچان ہے کہ اُس کے گلے پر ایک ہرا نشان ہوتا ہے یہ پہچان ہے وہ دکھا کے کہتے ہیں قربانی دی تھی ہمارے اجداد نے کربلا میں اور یہ نشان رہے گا یہ جیتا جاگتا معجزہ ہندو کے پاس ہے تو ہم تو مسلمان ہیں دت قوم جہاں بھی ہے تعزیہ داری کرتی ہے۔

آج یکم محرم ہے، میر انیسؔ کے مرثیے سے امام حسینؑ کے سفر کا حال پیش کر رہا ہوں۔

فرزندِ پیمبرؐ کا مدینے سے سفر ہے　　　سادات کی بستی کے اُجڑنے کی خبر ہے
درپیش ہے وہ غم کہ جہاں زیر و زبر ہے　　　گل چاک گریباں ہیں صبا خاک بسر ہے

گلرو صفتِ غنچہ کمر بستہ کھڑے ہیں
سب ایک جگہ صورتِ گلدستہ کھڑے ہیں

آراستہ ہیں بہرِ سفر سَروِ قبا پوش عمامے سروں پر ہیں عبائیں بسرِ دوش
یارانِ وطن ہوتے ہیں آپس میں ہم آغوش حیراں کوئی تصویر کی صورت کوئی خاموش
منھ ملتا ہے رو کر کوئی سرورؑ کے قدم پر
گر پڑتا ہے کوئی علی اکبرؑ کے قدم پر

عباسؑ کا منھ دیکھ کے کہتا ہے کوئی آہ اب آنکھوں سے چھپ جائے گی تصویر یداللہ
کہتے ہیں گلے مل کے یہ قاسمؑ کے ہواخواہ واللہ دلوں پر ہے عجب صدمۂ جانکاہ
ہم لوگوں سے شیریں سخنی کون کرے گا
یہ اُنس یہ خلق حسنی کون کرے گا

رخصت کے لیے لوگ چلے آتے ہیں باہم ہر قلب حزیں ہے تو ہر اک چشم ہے پُرنم
ایسا نہیں گھر کوئی کہ جس میں نہیں ماتم غل ہے کہ چلا دلبرِ مخدومۂؑ عالم
خدّام کھڑے پیٹتے ہیں قبرِ نبیؐ کے
روضے پہ اُداسی ہے رسولؐ عربی کے

ہے جب سے کھلا حالِ سفر، بند ہے بازار یہ جنس غم ارزاں ہے کہ روتے ہیں دکاں دار
خاک اُڑتی ہے ویرانیٔ یثرب کے ہیں آثار ہر کوچے میں ہے شور کہ ہے ہے شہِ ابرار
اب یاں کوئی والی نہ رہا آہ ہمارا
جاتا ہے مدینے سے شہنشاہ ہمارا

حاضر درِ دولت پہ ہیں سب یاور و انصار کوئی تو کمر باندھتا ہے اور کوئی ہتھیار
ہودج بھی کسے جاتے ہیں محمل بھی ہیں تیار چلّاتے ہیں دربان کوئی آئے نہ خبردار
ہر محمل و ہودج پہ گھٹا ٹوپ پڑے ہیں
پردے کی قناتیں لیے فرّاش کھڑے ہیں

عوراتِ محلہ چلی آتی ہیں بصد غم کہتی ہیں یہ دن رحلتِ زہراؑ سے نہیں کم
پُرسے کی طرح رونے کا غل ہوتا ہے ہر دم فرش اُٹھتا ہے کیا بچھتی ہے گویا صفِ ماتم
غُل ہوتا ہے ہر سمت جدا ہوتی ہے زینبؑ
ہر اک کے گلے ملتی ہے اور روتی ہے زینبؑ

امام حسینؑ گھر میں تشریف لائے، اُس وقت جنابِ صغراؑ کی باتیں سُن کر:۔

سُن کر یہ سخن شاہ کے آنسو نکل آئے بیمار کے نزدیک گئے سر کو جھکائے
منہ دیکھ کے بانوؑ کا سخن لب پہ یہ لائے کیا ضعف و نقاہت ہے خدا اُس کو بچائے
جس صاحبِ آزار کا یہ حال ہو گھر میں
دانستہ میں کیوں کر اسے لے جاؤں سفر میں

کہہ کر یہ سخن بیٹھ گئے سیّدِ خوشخو اور سورۂ الحمد پڑھا تھام کے بازو
بیمار نے پائی گُلِ زہراؑ کی جو خوشبو آنکھوں کو تو کھولا پہ ٹپکنے لگے آنسو
ماں سے کہا مجھ میں جو حواس آئے ہیں اماں
کیا میرے مسیحا مرے پاس آئے ہیں اماں

ماں نے کہا ہاں ہاں وہی آئے ہیں مری جاں جو کہنا ہو کہہ لو کہ یہاں اور ہے ساماں
دیکھو تو ادھر روتے ہیں بی بی شہِ ذیشاں صغراؑ نے کہا ان کی محبت کے میں قرباں
وہ کونسا ساماں ہے جو یوں روتے ہیں بابا
کھل کر کہو کیا مجھ سے جدا ہوتے ہیں بابا

یہ گھر کا سب اسباب گیا کس لیے باہر نے فرش نہ ہے مسندِ فرزندِ پیمبرؐ
دالان سے کیا ہو گیا گہوارۂ اصغرؑ اُجڑا ہوا لوگو نظر آتا ہے مجھے گھر
کچھ منہ سے تو بولو مرا دم گھٹتا ہے اماں
کیا سبطِ پیمبرؐ سے وطن چھٹتا ہے اماں

بانوؑ کو اشارہ کیا حضرت نے کہ جاؤ — اکبرؑ کو بلاؤ علی اصغرؑ کو بھی لاؤ
آئے علی اکبرؑ تو کہا شاہ نے آؤ — روٹھی ہے بہن تم سے گلے اُس کو لگاؤ
چلتے ہوئے جی بھر کے ذرا پیار تو کر لو
لینے اُنھیں کب آؤ گے اقرار تو کر لو

پاس آن کے اکبرؑ نے کی یہ پیار کی تقریر — کیا مجھ سے خفا ہوگئیں صغراؑ مری تقصیر
چلانے لگی چھاتی پہ منھ رکھ کے وہ دلگیر — محبوب برادر ترے قربان یہ ہمشیر
صدقے ترے سر پر سے اُتارے مجھے کوئی
بل کھائی ہوئی زلفوں پہ وارے مجھے کوئی

رخساروں پہ سبزے کے نکلنے کے میں صدقے — تلوار لیے شان سے چلنے کے میں صدقے
افسوس سے ان ہاتھوں کے ملنے کے میں صدقے — کیوں روتے ہو اشک آنکھوں سے ڈھلنے کے میں صدقے
جلد آن کے بھینا کی خبر لیجیو بھائی
بے میرے کہیں بیاہ نہ کر لیجیو بھائی

لکھنا مجھے نسبت کا اگر ہو کہیں ساماں — حق دار ہوں میں نیگ کا میرے بھی رہے دھیاں
اور مرگئی پیچھے تو رہے دل میں سب ارماں — لے آنا دُلھن کو مری تربت پہ میں قرباں
خوشنود مری روح کو کر دیجیو بھائی
حق نیگ کا تم قبر پہ دھر دیجیو بھائی

پیارے مرے بھیا مرے مہ رو علی اکبرؑ — چھپ جائیں گے آنکھوں سے یہ گیسو علی اکبرؑ
یاد آئے گی یہ جسم کی خوشبو علی اکبرؑ — ڈھونڈھیں گی یہ آنکھیں تمہیں ہر سُو علی اکبرؑ
دل سینے میں کیونکر تہ و بالا نہ رہے گا
جب چاند چھپے گا تو اُجالا نہ رہے گا

امام حسینؑ فاطمہ صغرٰا سے رخصت ہو کر عصمت سرا سے باہر تشریف لائے:-

بیت الشرف خاص سے نکلے شہِ ابرار ــــ روتے ہوئے ڈیوڑھی پہ گئے عترتِ اطہار
فرّاشوں کو عباسؑ پکارے یہ بہ تکرار ــــ پردے کی قناتوں سے خبردار خبردار
باہر حرم آتے ہیں رسولؐ دوسرا کے
شُقہ کوئی جھک جائے نہ جھونکے سے ہوا کے

لڑکا بھی جو کوٹھے پہ چڑھا ہو تو اُتر جائے ــــ آتا ہو اِدھر جو وہ اُسی جا پہ ٹھہر جائے
ناقے پہ بھی کوئی نہ برابر سے گزر جائے ــــ دیتے رہو آواز جہاں تک کہ نظر جائے
مریمؑ سے سوا حق نے شرف ان کو دیئے ہیں
افلاک پہ آنکھوں کو ملک بند کیئے ہیں

عباسؑ علیؑ سے علی اکبرؑ نے کہا تب ــــ ہیں قافلہ سالارِ حرم حضرتِ زینبؑ
پہلے وہ ہوں اسوار تو محمل میں چڑھیں سب ــــ حضرت نے کہاں ہاں یہی میرا بھی ہے مطلب
گھر میں مرے زہرٰا کی جگہ بنتِ علیؑ ہے
میں جانتا ہوں ماں مرے ہمراہ چلی ہے

آ پہنچی جو ناقے کے قریں دخترِ حیدرؑ ــــ خود ہاتھ پکڑنے کو بڑھے سبطِ پیمبرؐ
فِضّہ تو سنبھالے ہوئے تھی گوشۂ چادر ــــ تھے پردۂ محمل کو اُٹھائے علی اکبرؑ
فرزند کمر بستہ چپ و راس کھڑے تھے
نعلین اُٹھا لینے کو عباسؑ کھڑے تھے

اک دن تو مہیا تھا یہ سامانِ سواری ــــ اک روز تھا وہ گرد تھے نیزے لیے ناری
محمل تھا نہ ہودج نہ کجاوہ نہ عماری ــــ بے پردہ تھی وہ حیدرِؑ کرار کی پیاری
ننھے کئی بچوں کے گلے ساتھ بندھے تھے
تھے بال کھلے چہروں پہ اور ہاتھ بندھے تھے

دوسری مجلس

عزاداری محبت کی پہچان ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آل محمدؐ کے لئے

''اقوام عالم اور حسینؑ کی عزاداری'' اس عنوان پر ہم مسلسل ۲۰ محرم تک آپ سے گفتگو کریں گے اقوام عالم یعنی دنیا کی جتنی بھی قومیں جتنے بھی ملک ہیں انہوں نے حسینؑ کی عظمت کو کیسے سمجھا اور حسینؑ کی یادگار کو کیسے مناتے ہیں یہ عنوان اس لئے انتخاب کیا گیا کہ مسلمان یہ نہ سمجھیں کہ حسینؑ صرف یہیں تک محدود ہیں، یوں تو ہمارا عقیدہ روحانی یہ ہے کہ وہ دو عالم کے امام ہیں، یہ بات ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آتی کہ حسینؑ آدمؑ کے بھی امام ہیں نوحؑ کے بھی امام ہیں ابراہیمؑ کے بھی امام ہیں موسیٰؑ و عیسیٰؑ کے بھی امام ہیں جبرئیلؑ کے بھی امام ہیں میکائیلؑ کے بھی امام ہیں تمام ملائکہ اور انبیاءؑ کے بھی امام ہیں، دو عالم کے امام ہیں، ہر شے کے امام ہیں، لیکن یہ بات ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آتی اس لئے کہ یہ روحانی بات ہے مادی نقطہ نظر سے کہ جہاں ذرائع ابلاغ کتابیں ٹیلی ویژن ریڈیو اور قوموں کی باتیں ہوتی ہیں وہاں ہم سامنے کی بات بتا رہے ہیں کہ اگر آج مسلمان اس بات کا دعوے دار ہے جیسا کہ علامہ اقبالؔ نے کہا کہ مسلمانوں کو زمین کی امامت دی گئی ہے اور ہر قوم کے لئے مسلمان امام ہیں اور ہدایت

کے لئے مسلمانوں کو مقرر کیا گیا ہے تو چودہ صدیوں میں مسلمانوں نے کتنی اقوام کو مسلمان بنایا کیا تبلیغ کی ہے مسلمانوں نے اور کتنی تبلیغ کر رہے ہیں، کہاں کس کو کلمہ پڑھوا کر حلقۂ اسلام میں لا رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ اب بہت مشکل ہو گیا ہے کہ یہودی عیسائی یا ہندو مسلمانوں کے کہنے سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں اب بہت مشکل ہو گیا ہے۔اس لئے مشکل ہو گیا ہے کہ اگر مسلمان کہیں بھی تبلیغ کریں کہ مسلمان ہو جاؤ تو عیسائی ہندو کہے گا کہ بھیا ہم یہیں پر بھلے ہیں تم تو کلمہ پڑھتے ہی گلا کاٹ دیتے ہو کم از کم یہودی ایک دوسرے کو نہیں مارتے ہم عیسائی ایک دوسرے کو نہیں مارتے ہم ہندو ایک دوسرے کو نہیں مارتے تو رہنے دو بھیا ہم کلمہ نہیں پڑھتے ہم ہندو ہی صحیح ہیں ہم عیسائی ہی صحیح ہیں ہم یہودی ہی صحیح ہیں، تبلیغ اب بہت مشکل ہو گئی ہے لیکن اگر قرآن سچا ہے اور ایک دن ساری دنیا کو ایک نقطے پر ایمان پر لانا ہے دنیا عدل وانصاف سے بھرے گی اور ساری دنیا کو کلمہ پڑھنا ہے اور سب کو دینِ الٰہی کی طرف آنا ہے سب کو اسلام کے دائرے میں آنا ہے تو وہ کون لائے گا وہ آپ کے بس کی بات نہیں ہے کہ آپ اُنھیں تبلیغ کرنے کے لئے جب اللہ مقرر کرے کہ کون منزلِ ہدایت پر آئے تو وہی ہادی قرار پائے گا، خدائی طاقت ہو تو اسلام کے دشمن کلمہ پڑھ کر مسلمان بنیں، تو اللہ نے اصل میں یہ طے کر دیا تھا آدمؑ کو بنانے سے پہلے کہ اگر ہم دنیا کے کافروں کو کلمہ پڑھا کر اپنا مسلمان بنائیں گے تو بس ہادی مقرر کر دیا وہ نام حسینؑ کا ہے، ہدایت کی منزل پر حسینؑ ہیں، حسینؑ بلا رہے ہیں ہر قوم کو حسینؑ بلا رہے ہیں اور اب تک چودہ صدیوں میں جو اسلام قبول کیا ہے غیر مذہب والوں نے وہ حسینؑ کی وجہ سے، کسی نے کچھ نہیں کیا، اس لئے کہ اسلام جو اپنا خاکہ پیش کرتا ہے غیر اقوام کے سامنے تو جب اس کو غیر مذہب والے پڑھتے ہیں تو وہ یہی کہتے ہیں کہ اسلام میں ہمیشہ خانہ جنگی ہوتی.

رہی کبھی جمل ہوئی کبھی صفین کبھی نہروان اور کبھی کربلا، اولادِ رسولؐ کو عیسائی نہیں یہودی نہیں ہندو نہیں قتل کرتے، ''مسلمان'' قتل کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ تم نے تو خود اپنے ائمہ کو قتل کیا تم قاتل ہو اپنے رہنماؤں کے تو ایسے دین کے لئے روشنی بن جاتے ہیں حسینؑ ایک ہدایت کا مینارہ بن جاتے ہیں اور آواز دیتے ہیں کہ اگر دین کو سمجھنا ہے تو ہم سے سمجھو ہم سمجھائیں گے اور تمہیں فرق بتائیں گے کہ دین قبول کر لینا اور ہے پہلے دین کو سمجھنا اور ہے دین سمجھنا آسان نہیں ہے زبانی کلمہ پڑھنا اور ہے دین کی روح کو سمجھنا اور ہے، حسینؑ کا یہ غمِ محرم میں عالمِ اسلام کو یہ پیغام دیتا ہے کہ کلمہ پڑھتے ہو تو دین کی روح کو سمجھو کلمے کی روح کو سمجھو دینِ حقیقی کو سمجھو، قرآن کے مقاصد کو سمجھو، پیغمبر کی تبلیغ کو سمجھو اگر یہ محرم نہ ہو تو دین سمجھ میں نہیں آتا کیوں نہیں سمجھ میں آتا اس لئے سمجھ میں نہیں آتا کہ ہر راستہ دین کا یہ آواز دیتا ہے ہم دین کی سمت لے جا رہے ہیں یہ ہے راہِ حق لیکن کسی نے اب تک یہ دعویٰ نہیں کیا کہ سچا علم ہمارے پاس ہے، جہاں علم نہیں وہاں صراطِ مستقیم نہیں، جہل کے راستوں پر دین نہیں چلا کرتا، ہم صرف اس کے دعوے دار نہیں بلکہ حق بجانب دلائل کے ساتھ کہا کرتے ہیں کہ تمام عالمِ اسلام میں علم صرف ہمارے پاس ہے اور ہمارے علم کے دروازے بند نہیں ہیں کھلتے رہتے ہیں اوروں نے دروازے نہیں کھولے کسی کے ہاں علم کے دروازے نہیں کھلے، ہمارے ہاں علم کے دروازے کھلے ہوئے ہیں یہ مجمعے اس بات کی دلیل ہیں کہ صرف لاہور میں دو سو پچھتر سینٹروں میں علم کا درس دیا جا رہا ہے اور ہزار ہا درس لینے والے بیٹھے ہیں یہ انداز کس کے پاس ہے کہاں ہے ہمارے دم سے ان مجالسِ عزا کے دم سے عید میلاد النبی بھی قائم ہے یہ نہ رہے گا تو ربیع الاوّل بھی نہ رہے گا سبز پرچم عید میلاد النبی پہ نہ لہرائیں گے۔ کالے پرچم کے صدقے میں عید میلاد النبیؐ کا پروگرام ہے اگر یہ پرچم

لے گیا کوئی تو وہ پرچم بھی نہ رہے گا اس پرچم کو لگا رہنے دو اس کے سائے میں جی رہا ہے سبز جھنڈا پاکستان کا۔ کالے جھنڈے کے سائے میں سب کچھ ہے، کعبہ بھی اسی کے سائے میں ہے، قرآن بھی اسی کے سائے میں ہے، حاجی بھی اسی کے سائے میں، فقہ بھی اسی کے سائے میں، سب اس کے سائے میں آ گئے کوئی اس کے سائے سے باہر نہیں ہے، عالم اسلام اس بات کا دعوے دار ہے کہ ہم حنفی فقہ پر چلتے ہیں امام ابوحنیفہ نے جو راستہ بتایا ہم امام اعظم کے راستے پر چلتے ہیں تو امامِ اعظم امام ابوحنیفہ کس جھنڈے کے سائے میں تھے امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہی تو شاگرد ہیں اعلان کر دو کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے شاگرد نہیں تھے ہٹاؤ جھنڈے کے پاس سے تو علم کہاں رہا جہل ہی جہل رہ جائے گا معلوم ہے کہ سچے علم کی یونیورسٹی سے وابستہ کرتا ہے آدمی جب بھی کوئی اپنے کو عالم منوانا چاہے گا تو یہ کہے گا کہ ہم علی گڑھ کے پڑھے ہیں ہم پنجاب یونیورسٹی سے پڑھے ہیں ہم آکسفورڈ کے پڑھے ہیں ہم پرنسٹن یونیورسٹی کے پڑھے ہیں یہی تو کہے گا نا آج تک نہیں سنا کہ اُس مدرسے کے پڑھے ہیں جہاں ہتھکڑیاں ڈالی جاتی ہیں کوئی نہیں کہتا کوئی نہیں کہتا جہاں علم بٹتا ہے لوگ وہاں کی نسبت دیا کرتے ہیں، کائنات میں علیؑ یونیورسٹی سے بڑھ کر آلِ محمدؐ کی درسگاہ سے بڑھ کر کوئی علمی درس گاہ نہیں سب یہیں سے عزت شہرت لے گئے غوث الاعظم یہیں سے لے گئے امام ابوحنیفہ یہیں سے لے گئے، امام مالک یہیں سے نکلے امام شافعی یہاں سے نکلے امام حنبل یہاں سے پڑھ کر نکلے اور آج تک جو کچھ سیکھ رہے ہو یہیں سے سیکھ رہے ہو علم علم علم اس علم کے دروازے کو نہ کوئی بند کر سکتا ہے نہ اُکھاڑ سکتا ہے نہ تباہ کر سکتا ہے علم مٹتا نہیں علی علیہ السلام نے فرمایا علم وہ دولت ہے جسے کوئی ڈاکو لوٹ نہیں سکتا انسان کی جان لے سکتا ہے دہشت گرد ہمارا علم نہیں چھین سکتا علم زندہ رہے گا علم زندہ

ہے اور انسان کب زندہ رہتا ہے انسان کہاں زندہ رہتا ہے نوے پچانوے کا ہو کر مرنا تو ہے ہم مر جائیں گے علم زندہ رہے گا مر گئے حافظ کفایت حسین مرحوم کہاں جسم باقی ہے لاہور میں چرچا پنجاب میں چرچا کس بات کا چرچا ہے کیا وہ زندہ ہیں علم کا چرچا مر گئے فاتح ٹیکسلا جناب بشیر صاحب مر گئے اس منبر پر پڑھنے والے جناب اظہر حسن زیدی صاحب، کس بات کا ذکر ہے علم علم علم، علامہ حائری قزلباش ہاؤس نثار حویلی میں مجلس پڑھنے والے مر گئے نہیں ہیں کس بات کا چرچا ہے علم علم علم، کہاں ہیں اقبال نہیں ہیں اقبال کس بات کا چرچا ہے علم علم۔

پوچھتے کیا ہو مذہب اقبالؔ
خاکسار بو ترابی ہے

علم علم علم زندہ ہے علم زندہ رہے گا۔ زندہ کسی کو نہیں رہنا موت..... موت کے اگر چارٹ (Chart) بنائے ہیں تو اس میں فتح نہیں ہے اور صاحب علم کی موت اُس کی فتح ہوتی ہے جاہل مرتا ہے تو بے نام ونشان مرتا ہے جاہل مرتا ہے تو نسلیں ختم کر کے مرتا ہے عالم مرتا ہے تو قیامت تک کی نسلیں بنا کر مرتا ہے، سمجھو سمجھو موت سے فتح نہیں ہے کوئی کسی کو قتل کر دے گا تو کامیاب ہو جائے گا، احمق ہے وہ اور میں اقدام کرنے والوں کو کچھ نہیں کہتا اس لئے کہ وہ جاہل ہیں، میں اس لئے دو جملے کہتا ہوں جس نے یہ پلان کاغذ پر بنایا ہے کہ پاکستان کی گولڈن جوبلی یوں منواؤ یہ شیعوں کا مسئلہ نہیں ہے میرے بھائیو صرف شیعوں کا مسئلہ نہیں ہے کہ شیعہ قوم یہ سوچ رہی ہے کہ جناب کیا پریشانیاں ہیں ہر طرف قتل و غارت ہے یہ ہے اور وہ ہے کہ ہم کس طرح پولیس کے سائے میں اور فوج کے سائے میں مجلسوں میں نکل رہے ہیں ہماری مجلسوں کو خطرہ ہے اور امام باڑے اور ہر فرقے کو خطرہ ہے، اگر ہم کو تم سے خطرہ ہے تو تم کو یہودیوں سے

خطرہ ہے اگر ہم تم سے نہ بچے تو تم یہودیوں سے کب بچو گے تم ہندوستان کے چمار حکمرانوں سے کیسے بچو گے، کیسے بچو گے سرحد پر دشمن بیٹھے ہیں اوران کی دوستیوں کا اور دشمنیوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے ہم تو قربانی دیتے آئے ہیں ہمارا تو کام ہے علم دے کر آخرت کا سفر اختیار کرنا، ہماری زندگی کے مقاصد ہیں کچھ ہم جہل میں نہیں جیا کرتے ہم اپنے زندگی کے لمحات کو ضائع نہیں کیا کرتے۔ ایک ایک لمحہ کارآمد بناتے ہیں اور اس کے بعد موت آجائے تو آجائے، کیوں اطمینان یہ ہے کہ یہاں سے اچھی زندگی اور یہاں سے اچھا رہن سہن اور معصومین کا قرب ملتا ہے کوئی پریشانی نہیں جس کے لئے کام کرتے ہیں دنیا کے لوگ چند پیسوں کے لئے باہر کی قوموں کا کام کرتے ہیں ہم اہلِ بیتؑ کا کام کرتے ہیں لوگ رشوت لے کر کام کرتے ہیں ہم اہلِ بیتؑ سے کچھ لئے بغیر کام کرتے ہیں کوئی تنخواہ مقرر نہیں ہے رسولؐ اللہ کی طرف سے ہماری لیکن ہر آدمی اپنے فرائض انجام دے رہا ہے فرش بچھانے والا فرش بچھا رہا ہے مجلس میں آنے والا مجلس میں آرہا ہے مرثیہ پڑھنے والا مرثیہ پڑھ رہا ہے تقریر کرنے والا تقریر کررہا ہے، بغیر تنخواہوں کے فریضۂ روحانی ادا ہو رہا ہے، طاقت کو سمجھ لینا تھا چودہ سو برس میں اور یہ جو اہلسنّت حضرات بریلوی گروپ ہمارے ساتھ آکر مجلس میں بیٹھتے ہیں سمجھ دار ہیں انہیں معلوم ہے کہ علم یہاں ہوتا ہے اور اسی لئے اُن کی طرف سے ہم کو اطمینان رہتا ہے کہ چونکہ انہیں اپنا بھی جلوس نکلوانا ہے ربیع الاوّل کا تو وہ خود کہتے ہیں کہ ہماری بقا شیعوں سے ہے جس کو نہ یہ جلوس نکالنا ہے نہ وہ جلوس نکالنا ہے صرف تخریب کاری کرنا ہے صرف اس کو نام استعمال کرنا ہے صحابہ کو برا کہتے ہیں صحابہ کو برا کہتے ہیں صرف ایک نام لیا ہوا ہے نام استعمال کررہے ہیں لیکن میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور پھر کہہ رہا ہوں کہ نام استعمال کرنے والے مجھ سے صرف ایک بار بات کریں جو صحابہ کا نام لیتے

ہیں کہ ہم صحابہ کا احترام نہیں کرتے تو ہم پھر چیلنج (Challange) کر رہے ہیں اور گزشتہ برسوں میں کر چکے ہیں کہ اب تک کی تاریخ میں مسلمانوں کی تیرہ ہزار صحابہ کا نام ہے، سو کا نام تم سناؤ تو جانیں دیکھئے میں چیلنج (Challange) کر رہا ہوں سو کا نام سو تو بہت دُور ہے پچاس کا نام اور ہم اسی منبر پر بیٹھے ہیں اور شروع کریں تو تیرہ ہزار کے نام بتائیں گے انہوں نے کیا کام کئے یہ بھی بتائیں گے، قبیلہ بتائیں گے قوم بتائیں گے کہاں رہتے تھے بتائیں گے کیا کیا کیا بتائیں گے صحابہ کو تم مانتے ہو یا ہم...... آپ بتایئے بہت بڑی بات ہے یہ نام لئے جا رہے ہیں نام لئے جا رہے ہیں چند سوال اگر میں کرلوں خدا کی قسم چند سوال کرلوں پورے پاکستان کے ہر فرقے کے علماء بغلیں جھانکنے لگیں گے صرف اتنا بتا دو بہت حضرت عمر کا نام ہے کہ ہم انہیں برا کہتے ہیں حالانکہ انہیں کا نام لے لے کر بہت ڈرایا دھمکایا جاتا ہے کہ ان کو نہیں مانتے تم مانتے ہو نا چلو تم مانتے ہو چیلنج (Challange) کر رہا ہوں دس دن کا وقت دیتا ہوں پردادا کا نام بتاؤ...... اور سگڑ دادا کا نام بتاؤ دیکھو دادا چھوڑ دیا اس لئے کہ خطاب اور نوفل تک تو سب بتا دیں گے باپ دادا کا نام اور اگر سات پشتوں تک بھی تم نے بتا دیا تو ہم سمجھیں گے کہ تم مانتے ہو لیکن ابھی امتحان ختم نہیں ہوا ہم دیکھیں گے کہ کتنی محبت ہے حضرت عمر سے تمہیں، پہلے ہم آزمائیں گے کہ محبت ہے یا سیاسی نعرہ ہے، محبت آزمائی جاتی ہے ہم نے محبت کے امتحان دیئے ہیں، تب یہاں بیٹھے ہیں اہلِ بیتؑ نے ایسے نہیں چنا ہے ہم کو ہم نے گلے کٹائے ہیں تب انہوں نے منبر دیا ہے اہلِ بیتؑ امتحان کر کے دیتے ہیں اللہ بھی امتحان کر کے مرتبہ دیتا ہے، ابراہیمؑ کو اور اسمٰعیلؑ کو یہاں پہلے امتحان ہوتا ہے تم بھی تو امتحان دو اگر سات پشتیں تم نے بتا بھی دیں حضرت عمر کی تو اب چیلنج کر رہا ہوں حضرت عمر کی ماں کا نام بتاؤ نانی کا نام بتاؤ دادی کا نام بتاؤ پردادی کا

نام بتاؤ، پردادی کا نام بتاؤ، سگڑدادی کا نام بتاؤ میں اٹھارہ پشتوں تک نانی اور دادیوں کے نام بتاؤں گا۔ ماننا اور ہے محبت کرنا اور ہے حضرت عمر سے محبت بھی کرو صرف مانو نہ اور محبت کی دلیل یہ ہے کہ ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ محبت کیسے کی جاتی ہے توجہ جہاں جہاں مسلمان ہیں ہمارے شیعہ سنی بھائی آج سب ہماری آج کی تقریر کو گھر جا کر اپنے بچوں کو محلے کے علماء کو سب کو بتائیں کہ خلفاء سے محبت بھی تو کرو صرف سیاسی نعرہ مت بناؤ، خواہ مخواہ کا شر نہ پھیلاؤ، شیعوں کو کوئی غرض ان باتوں سے نہیں ہے وہ صرف ذکرِ اہلِ بیتؑ کرتے ہیں، لیکن ہم پر الزام لگاؤ گے تو پھر اس کو ہم یوں سمجھائیں گے تمہیں کہ تم غلط کہتے ہو غلط کہتے ہو اب میں کہہ رہا ہوں علیؑ کی ماں کا نام فاطمہ بنت اسدؑ علیؑ کی نانی کا نام فاطمہؑ زائدہ علیؑ کی دادی کا نام فاطمہ مخزومیہ، اس طرح تم بھی بتاؤ علیؑ کے تین بھائی طالبؑ، عقیلؑ، جعفرؑ، حضرت عمر کے کتنے بھائی تھے نام بتاؤ علیؑ کی ایک بہن اُمِ ہانی حضرت عمر کی کتنی بہنیں تھیں بتاؤ، حضرت علیؑ کا سب سے بڑا بھانجا علیؑ بن ہبیرہ علیؑ کے بہنوئی کا نام ہبیرہؒ، حضرت عمر کے بہنوئی کا نام بتاؤ، حضرت عمر کے بھانجوں کا نام بتاؤ علیؑ کے بھتیجے موسیٰ بن عقیلؑ، عبدالرحمٰن بن عقیلؑ، عون بن عقیلؑ، محمد بن عقیلؑ، سعید بن عقیلؑ، عبداللہ بن جعفرؑ، عون بن جعفرؑ، محمد بن جعفرؑ، اتنے بھتیجے، حضرت عمر کے صرف چار بھتیجوں کے نام بتاؤ سنتے جایئے علیؑ کے اٹھارہ بیٹے محبت بتا رہا ہوں کیسے ہوتی ہے ماننا اور ہے محبت کرنا اور ہے علیؑ کے اٹھارہ بیٹے بڑا بیٹا حسنؑ بن علیؑ پھر حسینؑ بن علیؑ پھر محمد حنفیہؒ پھر عباس اکبرؒ، پھر عون اکبرؒ، پھر محمد اکبرؒ، پھر عمران بن علیؑ پھر عبدالرحمٰن بن علیؑ، پھر عباس اصغرؒ، پھر عبیداللہ بن علیؑ، عبداللہ بن علیؑ، عبداللہ اکبرؒ، عبداللہ علی اصغرؒ، علیؑ کی اٹھارہ بیٹیاں سب سے بڑی زینبؑ پھر اُمِ کلثومؑ، پھر رملہ، پھر نفیسہ، پھر رقیہ، میمونہ بنتِ علیؑ، اُمِ ہانی بنتِ علیؑ، اُم الحسینؑ بنتِ علیؑ، فاطمہ بنتِ علیؑ، خدیجہ بنتِ علیؑ، اٹھارہ بیٹے

اٹھارہ بیٹیاں حضرت عمر کے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیوں کے نام بتاؤ، حضرت علیؑ کی تیرہ بیبیاں سب سے پہلے جناب فاطمہؑ پھر خولہ بنت جعفرؑ، پھر ام البنینؑ پھر اسماء بنت عمیسؑ، پھر اُم حبیبؑ پھر اُمِ سعیدؑ پھر لیلیٰ بنت مسعودؑ، حضرت عمر کی سات بیبیاں تھیں سات میں سے ایک کا نام بتاؤ، کسی سوال کا جواب نہیں دے رہا ہوں تم لکھ کے بھیجنا کتابوں میں تلاش کرنا ایک دم سے تقریر میں کیا سناؤ گے، لیکن یہ بات بتائے دیتا ہوں حضرت عمر کی سات بیبیاں تھیں، اور ساتوں کے نام اُمِ کلثوم تھے، کون سی اُمِ کلثوم علیؑ کے پوتوں کے نام کہاں تک جاؤ گے محبت کی دلیل چاہیے مجھے پروتوں کا نام سگڑ پوتوں کے نام علیؑ سے چلو تو یہاں تک نام گناتا اپنے شجرے بتاؤں، ہے عالم اسلام میں کوئی فاروقی جو اپنا شجرہ حضرت عمر سے اپنے نام تک ساری پشتیں ملائے ہماری علیؑ سے لے کر پینتیس (۳۵) پشتیں بنتی ہیں سناؤں ابھی سناؤں محبت کرو خلفاء سے محبت کرو سیاسی نعرہ مت بناؤ، خلفاء کے نام کو اسلام کو سیاسی نعرہ مت بناؤ کوئی بھی ہو کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو علم ہو کسی قسم کا بھی آدمی ہو محبت کرو اپنے مذہب سے اپنے دین سے اپنے مسلک سے پہلے محبت کرو، محبت کر کے پھر تبلیغ کرنے نکلو ہم اُن کی سیرت پر عمل کریں ان کے اقوال پر چلیں ہم سے کہہ رہے ہو علیؑ والوں سے کہہ رہے ہو کیسے کریں چیلنج کیسے کریں، عربی میں پہلی کتاب حضرت عمر پر کون سی لکھی گئی، نام بتاؤ فارسی میں حضرت عمر پر پہلی کتاب کون سی لکھی گئی نام بتاؤ، اُردو میں پہلی کتاب حضرت عمر پر کون سی لکھی گئی، نام بتاؤ، ہم بتاتے ہیں عربی میں پہلی کتاب حضرت علیؑ پر کونسی، فارسی میں پہلی کتاب کونسی اُردو میں پہلی کتاب کون سی حسنؑ پر پہلی کتاب کون سی، حسینؑ پر پہلی کتاب کون سی، فاطمہؑ پر پہلی کتاب کون سی عربی میں فارسی میں، اُردو میں فرنچ میں جرمن میں جس زبان میں کہو ہم بتائیں محبت اور ہے، سیاسی نعرہ اور ہے ہاں بریلوی گروپ اہلِ

سنت والجماعت خلفاء سے بھی محبت کرتے ہیں صحابہ سے بھی محبت کرتے ہیں ازواجِ رسولؐ سے بھی محبت کرتے ہیں اور وہ یہ جانتے ہیں کہ ہم بھی سب سے محبت کرتے ہیں جھوٹے الزامات لگا کر اپنے سیاسی مقاصد کوئی پورے نہ کرے اور اس کا کنٹرول صرف حکومت کو نہیں کرنا سب سے بڑی ذمہ داری اخبارات کی ہے کہ صحیح ہمارے عقائد اخبارات کو یہ بتانا چاہئے کہ ہمارے عقائد کیا ہیں ہمیں کسی کو برا کہہ کے کیا ملے گا حکم قرآن ہے اگر حکم قرآن نہ ہوتا تو خدا کی قسم تو نہ ہم فرعون کو برا کہتے نہ نمرود کو برا کہتے نہ شداد کو، وقت کہاں محبت کی باتیں کرنے میں ارے ابراہیمؑ کا ذکر کرتے کرتے زبان تھکتی ہے تو نمرود کا ذکر کیا کریں تین سو آیتیں تو قرآن میں موسیٰؑ پر ہیں وہی نہیں ختم ہوتیں تو ہم فرعون کا ذکر کیا کریں جناب صالحؑ اور ہود کا ذکر کر کے تھک جاتے ہیں تو اب ہم شداد کا ذکر کیا کریں تو اگر حکم نہ ہوتا کہ بسم اللہ کے ساتھ شیطان کو بھگاؤ تو اس وقت بھی نہیں ہے اس لئے کہ کروڑھا حدیثیں اہلِ بیتؑ کی شان میں ہیں یہی ایک موضوع کا حق ادا ہو جائے، اقوامِ عالم اور حسینؑ اس میں گنجائش کہاں سے ہے کہ ہم کسی کو برا کہیں۔ اس غلط فہمی کو پنجاب اور سندھ کے اخبارات دور کریں۔ اخباروں کی ذمہ داری ہے سارے اخباروں کی ذمہ داری ہے جس طرح کام بگاڑا ہے انہوں نے پچاس برس میں گولڈن جوبلی یہ ہے کہ اس کام کو نبھاؤ ہمارے خلاف جو پروپیگنڈا اخباروں نے کیا ہے شیعہ مذہب کے خلاف اخباروں کا کام ہے کہ گولڈن جوبلی سب سے اچھی یہ ہوگی کہ جو ہمارے خلاف پروپیگنڈہ ہے اُس کو دور کرو۔ ہم نہ کسی زوجۂ نبی کو برا کہتے ہیں نہ کسی صحابیٔ پیغمبر کو برا کہتے ہیں اور کوئی نہیں کہتا جاؤ ڈھائی ہزار سینٹر ہیں جا کر سن لو سوائے اتحاد کی باتوں کے سوائے امن کی باتوں کے کچھ نہیں ملے گا امن کا پیغام ہے حسینؑ کا پیغام اگر تخریب کا پیغام ہوتا تو دنیا کی کوئی قوم نہ مانتی

کوئی قوم تسلیم نہ کرتی اس لئے کہ اللہ نے کائنات کا مرکزی نقطہ کربلا کو بنایا کہا یہ کائنات چکر لگائے گی کس نقطے پر نقطۂ کربلا پر گھوم رہی ہے زمین پر کائنات چکر میں ہے اور مرکز ہے کربلا مرکز کربلا عالمِ نور میں علم دیا پروردگار نے روحوں کو کہ یہ حسینؑ ہیں یہ کربلا ہے اللہ کو معلوم ہے اس میں شمر کی روح بھی ہے یزید کی روح بھی ہے اللہ نے پیدا کیا شمر کو بھی اور یزید کو بھی کیوں پیدا کیا اس لئے نہیں مارا کہ دنیا میں جائیں گے تو باطل بنیں گے یہاں اقرار کیا کہ حسینؑ امام ہیں اللہ ہے نبی ہے وہاں جائیں گے تب بغاوت کرتے ہیں تو بغاوت کرلیں، آنا تو اسی طرف ہے اللہ سزا میں جلدی کیوں نہیں کرتا یہ آپ کو معلوم ہے امام حسین علیہ السلام جب مکہ سے چلنے لگے تو حضرت عمر کے بیٹے عبداللہ بن عمر اور عبداللہ ابن عباس اور محمد حنفیہؒ یہ تینوں حضرات آئے اور امام حسینؑ سے کہا کہ آپ یہیں مکہ میں قیام کیجئے آپ کو یزید سے خطرہ ہے تو آپ نے فرمایا میں کسی جنگل میں مارا جاؤں بہتر ہے میرے لئے کہ خانہ کعبہ میں مجھے ایک خراش بھی آجائے میں نہیں چاہتا کہ نبی کے نواسے کا خون کعبے کے صحن میں گرے اور سنو اگر میں چیونٹی کے بل میں بھی گھس جاؤں گا تو بھی یزید مجھے قتل ضرور کرے گا اور اس کے بعد ایک جملہ کہا تینوں کو مخاطب کر کے کہا سنو بنی اسرائیل نے صبح سے لے کر عصر کے وقت تک ایک دن میں ستر انبیاء کو قتل کر دیا اور پوری قوم اطمینان سے بازاروں میں پھرتی رہی کھاتی رہی پیتی رہی چلتی رہی پھرتی رہی، اللہ نے عذاب میں جلدی نہیں کی۔ ستر انبیاء مارے جائیں تو اللہ عذاب نہ لائے، اور کہے بازاروں میں چلو کھاؤ پیو تفریح کرو عذاب نہیں آئے گا ستر انبیاء قتل ہو جائیں اور سب اطمینان سے اپنے اپنے گھروں میں سو جائیں محرم سے پہلے ستر سادات مارے جائیں ملک میں سب چلتے رہیں پھرتے رہیں سوتے رہیں کھاتے رہیں عذاب میں جلدی نہیں کرے گا اللہ جلدی نہیں

جلدی نہیں کیوں جلدی نہیں کرتا امام حسینؑ فرماتے ہیں اس لئے کہ اللہ کی پکڑ مضبوط ہے دیر ہے اندھیر نہیں سزا دے گا، تو ایسی سزا سے نہیں بچتا اللہ کی سزا سے کوئی نہیں بچتا تو اُس نے جلدی نہیں کی تو حسینؑ نے بھی یہی کہا جلدی نہیں کرتا اللہ اور ہمیں اس کی پرواہ نہیں کہ ہم سب قتل کر دیئے جائیں یہ ہے آخرت پہ یقین یہ ہے اپنے رب پر یقین صرف دنیاوی عدالتوں میں نہیں ہم کو انجام دیکھنا، پہلے انجام تو دیکھنے کا مزہ وہاں آئے گا اور اس دنیا میں پھر نہیں واپس آئیں گے بھائی ساٹھ ستر برس یہاں رہنا ہے اور پھر وہاں واپس جانا ہے اس کے بعد یہ سب فنا ہے اور ایک نئی دنیا کا آغاز ہے اور قرآن کہتا ہے سورۂ اعراف میں کہ

اَهٰؤُلَاۤءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ (سورۂ اعراف آیت ۴۹)

جب جہنم والے جہنم میں ڈالے جائیں گے تو مڑ مڑ کے کہیں گے کہ وہ سب کہاں ہیں جن کو ہم کافر سمجھتے تھے، وہ کہاں ہیں یہاں وہ تو نہیں آئے، وہ یہیں ہیں خیمۂ سادات میں بیٹھے ہیں عجیب بات ہے یہ کیوں نہیں گئے وہاں تو ایسا ایسا ہے اتنا یقین ہے آخرت پر کہ ہم ڈرا نہیں کرتے خوف نہیں آتا اور پھر نظر میں پوری تاریخ ہے عالم نور سے تو ہم دیکھ رہے ہیں عالمِ آخرت تک چھوٹی چھوٹی تاریخ کی کتابیں لکھ کر بچوں کو پڑھا دینا یہ عہد ہے بس ختم یہ پہلی سلطنت اور یہ دوسری اسلامی حکومت، ہم اپنی سلطنت کو خلقتِ آدمؑ سے پہلے سے دیکھ رہے ہیں اور قیامت تک دیکھ رہے ہیں وہ سلطنت حسینؑ جس کے مالک ہیں، ہم سب حسینؑ کی رعایا ہیں حسینؑ ہمارا بادشاہ ہے اور اُس کی سلطنت چھوٹی سی نہیں ہے عالمِ نور میں اعلان ہوا کوئی پرواہ نہیں اچھا یزید تو حسینؑ کو قتل کر دے گا، تو ہم ظالم نہیں ہیں کہ ہم یہیں مار دیں اور پیدا نہ ہونے دیں تو

پیدا ہوگا تو بادشاہ بنے گا مالک شام بنے گا تو لشکر مقرر کرے گا کہ کربلا میں حسینؑ کو قتل کرے گا تو پروردگار......اتنا ہی کر کہ جب یزید نے ارادہ کرلیا ہے کہ کربلا میں حسینؑ مارے جائیں گے تو آج ہی لشکر کو فنا کردے کم از کم شمر کے ہاتھوں کو مفلوج کردے یزید کی موت ہو جائے ،مر جائے ،حسینؑ تو بچ جائیں، اللہ کہتا ہے نہیں ان کو اپنا کام کرنے دو ہماری پکڑ اور ہے ہمارا کام اور ہے ہم رب ہیں یہ ہماری تخلیق ہیں ہم نے انہیں بنایا ہے ہم ان سے ڈرا نہیں کرتے انہیں اپنا کام کرنے دو۔ نمرود نے آگ جلائی۔ اللہ یہ تو آگ جل گئی تیرے لئے آسان ہے بادلوں کو بھیج بارش ہو آگ بجھ جائے ہم ایسا کیوں کریں تمہارا کہا کیوں مانیں تم کون ہمیں رائے اور مشورے دینے والے ہوتے ہو کوئی ہم نے شوریٰ کمیٹی بنائی ہے کہ ہمیں مشورے دے رہے ہو۔ تم کون ہو ہمیں رائے دینے والے جو ہمارے علم میں ہے وہ کریں گے ہم کائنات کے رب ہیں، اے پروردگار دیکھ منجنیق میں بٹھا دیا گیا ابراہیمؑ کو اب تیرے خلیل کو یہ پھینک دیں گے آگ میں پروردگار کہے گا پھینکنے دو۔ جو منجنیق چلا رہا ہے یا اللہ اس کے ہاتھوں کو تبت یدیٰ کر دے توڑ دے اس کے ہاتھ قطع کر دے اس کے ہاتھ۔ کیوں کریں۔ کیوں مانیں تمہاری بات کیا ہم نے نظریاتی کونسل بنائی ہے جو تم نظریے پیش کر رہے ہو۔ چپ بیٹھو ہم تمہاری رائے کیوں مانیں ہمارا علم تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا ہم وہ کریں گے جو ہمارا علم ہے، ہماری رائے تو مان نہیں رہا ہے جو اشرف ہے تو جبریلؑ بولے ہم جائیں مدد کرنے تو اب ظاہر ہے ملک تھا سید الملائکہ تھا اللہ نے کہا حسرت ہے تو جاؤ دیکھ لو تو جبریل نے پرواز کی اور چلے، کہا یا خلیل اللہ مدد درکار ہے، کہا درکار ہے مگر تم سے نہیں، ایسا بے نیاز ہو، ہم اتنے بے نیاز ہیں ابراہیمؑ کی طرح مدد کردیا نہ کرد ہمیں حکومتوں سے مدد درکار نہیں ہم اپنے رب پر یقین کئے بیٹھے ہیں تو عزاداری کر رہے

ہیں اُس کی مرضی ہو تو ہم سب جل کے کٹ کے مر جائیں، اُس کی مرضی ہو تو ہم یونہی زندہ رہیں اور ہمارا بال بھی کوئی بیکا نہ کر سکے اس کی مرضیوں پر ہم چل رہے ہیں، سفینۂ نوح ہے یہ مجلس عزا، یہ کشتی نوحؑ ہے اور یہ اللہ کی امان میں ہے اللہ کا سایہ ہے اللہ کا اپنا بادبان اسی پر لگا ہوا ہے کشتی چل رہی ہے ہم اللہ پر تکیہ کئے بیٹھے ہیں ابراہیمؑ نے کہا ہاں مدد درکار ہے مگر اُس سے، کس سے؟ جو خود جانتا ہے دل کا راز جانتا ہے، اسی لئے تو ہم دل کا راز کسی کو بتاتے نہیں، ابراہیمؑ نے بھی جبریل کو نہیں بتایا کہا اچھا، ہٹ گئے جبریل تو اب کیا ہے، اللہ ہر چیز کا انکار کیوں کر رہا تھا آپ کے کہنے پر آپ نے کہا یہ کر دو یہ کر دو یہ کر دو۔ اُس نے کہا وہ کریں گے جو فرشتے کے اختیار میں نہ انسان کے اختیار میں وہ کریں گے جو تمہارے تصور میں بھی نہیں آئے گا، یہ آگ میں گئے پہنچے آگ میں کہا ہم چھوٹے بن جاتے آگ بجھا کر بدلہ لے کر جو کام اُس نے کیا تھا ویسا کام کرتے ہم اُس کے ہاتھ شل کر دیتے تو وہ کہتا کہ بدلہ لے رہا ہے تو بڑا ہے تو تو نے میرے ہاتھ خشک کر دیئے ایک ایسا کام جو نمرود سے بھی متعلق نہیں جو جبریلؑ سے بھی متعلق نہیں جس میں کسی کو کوئی شکوہ ہی نہ ہو کہ اللہ نے ظلم کیا۔ آگ کو گلزار بنایا آتش کدے کے شعلے پھول بن گئے اک نئی بات ہو گئی، اللہ کا دوست، دوست دوست کے لئے قربانی دے تو کہا آگ میں پھینکا جائے ہم اللہ کے لئے قربانیاں دیں محرّم میں ہر سال اللہ کے اس دین کو باقی رکھنے کے لئے تو کیا اب بھی اللہ ہمیں جہنم میں ڈالے گا۔ اب بھی ہمیں جہنم دے گا ہم تیرے سارے کام کریں پھر بھی ہمیں جہنم ملے، کہا نہیں نہیں آگ میں گرے قرآن نے سورہ صافات میں آواز دی......

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ (سورۂ صافات آیت ۸۳)

''ابراہیمؑ ہمارے شیعوں میں سے ایک شیعہ تھا۔''

کیا بتایا اللہ نے اللہ نے بتایا کہ اگر شیعہ آگ میں پھینک دیا جائے تو شیعہ کے لئے آگ گلزار بن جاتی ہے، وہ دن نہ آئے کہ ہم جہنم میں پھینکے جائیں اس لئے کہ بڑا نقصان ہو جائے گا اگر ایک شیعہ بھی جہنم میں چلا گیا تو فوراً جہنم گلزار بن جائے گی اس لئے کہ شیعہ آگ میں پہنچا اور آگ گلزار بنی، قرآن میں ہے جناب ابراہیمؑ پہنچے اور آگ گلزار بن گئی، اب سمجھے آپ اگر دنیا کی سمجھ میں اب بھی شیعہ نہیں آیا تو قرآن سے سمجھے کہ شیعہ ہم پلّہ ابراہیمؑ ہوتا ہے، اور چونکہ قرآن نے اعلان کیا کہ ابراہیمؑ شیعہ تھے تو شیعوں نے کہا دیکھو ہم آگ پر بھی چلتے ہیں اور قدموں سے آگ کو بجھا دیتے ہیں روند دیتے ہیں آگ کو روند دیتے ہیں ہم جلا نہیں کرتے ذو معنی جملہ ہے ہم کسی سے جلا نہیں کرتے نہ آگ سے جلتے ہیں نہ کسی چیز سے جلتے ہیں، نہ کسی سے جلا کرتے ہیں ہر نعمت ہمیں ملی ہوئی ہے اور سب سے بڑی نعمت دنیا کی سب سے بڑی نعمت علم ہے اور قرآن کہتا ہے اُس سے حسد کیا جاتا ہے جس کے پاس علم کا خزانہ ہوتا ہے۔

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاٰتَیْنٰھُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا (سورۂ نساء آیت ۵۴)

''کافر تو اللہ کے خاص لوگوں سے فضیلت کی وجہ سے حسد کرتے ہیں جو اُنہیں اللہ نے دیا ہے تو اس کا کیا علاج ہے، ہم نے تو ابراہیمؑ کی اولاد کو یعنی آلِ محمدؐ کو کتاب اور علم و حکمت عطا کی اور اُن کو مُلکِ عظیم بھی دیا''۔

ہم کس سے حسد کریں گے، ہم جہلاء سے حسد نہیں کیا کرتے، علم کا خزانہ یہاں ہے دنیا ہم سے حسد کرے یہ فرش پر بیٹھنے والا ہر جوان ہر بچہ ہر خاتون علم کے سمندر ہیں ان کے سینوں میں علوم آلِ محمدؐ کے سمندر ہیں اور جو آ گیا اس محفل میں کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو وہ عالم بن کے جاتا ہے ہاں ہاں وہ عالم بن کے جاتا ہے ایک بار علیؑ

والے کی صحبت مل جائے آرمی پڑی ہوئی تھی سوئزر لینڈ میں اور کمانڈر (Commander) نے کہا کیوں آئے ہو ایک سپاہی علیؑ والا تھا، کہا چھٹی چاہئے، کہا کیوں، کہا کل عاشور ہے چھٹی چاہئے، کہا پہلے ہمیں یہ بتاؤ اسلام میں سب سے بہادر کون ہے، کہا علیؑ...... کہا تم نے صحیح جواب دیا، کہنے لگے اب آپ بتائیں، کہا دیکھو علیؑ بہادر تھے تو مگر علیؑ سے کہیں زیادہ بہادر علیؑ کا بیٹا عباسؑ تھا جس نے بھوک اور پیاس میں جنگ کی تھی۔ یوں اقوامِ عالم مطالعہ کرتی ہیں حسینی کارنامے کا، جب میں سناؤں گا آپ کو دنیا کی ہر قوم نے کربلا کو کیسے سمجھا، جب میں سمجھاؤں گا آپ کو دنیا کی ہر قوم نے کیسے کربلا کو سمجھا بہت بڑی کتاب ہے تاریخِ چائنا، بہت مشہور کتاب ہے کارکورین کی کتاب ہے اور اُس میں چائنا China کی تاریخ لکھی ہے چائنا China کی تاریخ سے حسینؑ کا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن عجیب بات ہے کہ اسلام کی تمام شخصیات میں اگر اسلام سے کسی کا نام ہے تو حسینؑ کا نام ہے پوری کتاب میں صرف حسینؑ کا نام ہے اور کہاں پہ نام آیا جب اُس نے چائنا کے بہادروں کا ذکر کیا اور اُن کا موازنہ دنیا کے شجاعوں سے کیا تو اس نے یہ جملہ لکھا کہ پوری کائنات میں جتنے بہادر گزرے ہیں اُن تمام بہادروں میں سب سے بہادر حسینؑ تھے اور حسینؑ سے بہادر روئے زمین پر کوئی نہیں گزرا اس لئے کہ تین دن کی بھوک پیاس میں جس کا جوان بیٹا اور جوان بھائی مار دیا جائے اُس کے بعد بھی حسینؑ یوں لڑے جیسے شیر لڑتا ہے، اور ہم نے تاریخ میں حسینؑ سے بہادر نہیں دیکھا کارلائل، گبن، جواہر لال نہرو، سبھاش چندر بوس، گاندھی، لیاقت علی خان، قائداعظم محمد علی جناح، چرچل، نپولین، بڑے بڑے سیاست دان جتنے بھی گزرے ہیں سب نے اپنے سر کو حسینؑ کی بارگاہ میں جھکایا کوئی شخصیت حسینؑ کے مقابل نہیں لا سکتا کہ کائنات کے بادشاہوں نے تاجداروں نے سپاہیوں نے

بہادروں نے دانشوروں نے شاعروں نے خراج عقیدت کسی اسلامی شخصیت کو پیش کیا ہو اُس میں نہ انبیاء آتے ہیں نہ خلفاء آتے ہیں نہ صحابہ آتے ہیں صرف حسینؑ ایک ہستی صرف حسینؑ۔ ''روح لیاقت''، لیاقت علی خان کی سوانح حیات اور جب اُن کی ماں کا انٹرویو لیا گیا کہ لیاقت علی خان پاکستان کے وزیراعظم کے بچپن کا کوئی واقعہ سنایئے تو ماں نے کہا ہم نے لیاقت کے بچپن میں بس ایک ہی بات دیکھی جب محرم کے جلوس نکلتے تو لیاقت دوڑتا ہوا جاتا اور علم اور تعزیوں کے جلوس کے پیچھے دوڑتا اور گھر آ کر پھر اپنے ہاتھ سے تعزیہ بناتا ور ماں کہتی ہیں لیاقت علی خان نے ہمیشہ خود اپنے ہاتھ سے تعزیہ بنایا اور خود اُٹھایا لیاقت علی خان پاکستان کا وزیراعظم تعزیہ دار تھا۔ یہ تو وزیر تھا نہ آپ کہیں گے وزیراعظم تھا اور پاکستان کا شہید وزیراعظم اور بانی پاکستان...
بغیر تعبیر کے خواب نامکمل اقبالؔ نے خواب دیکھا تعبیر ہے پاکستان، خواب دیکھنے والے نے بہت کچھ لکھا بہت کچھ سوچا لیکن ڈاکٹر اقبالؔ شاعرِ مشرق دنیا کا بڑا دانشور محرّم آتا تو سب کام چھوڑ دیتا پھر نثار حویلی لاہور کی مجلس میں بہت پابندی سے جاتا اور جہاں مجلس ہوتی اقبال وہاں جا کر بیٹھ جاتے اور اگر ایک شعر بھی آلِ محمدؐ کے بارے میں کہنا ہے اور ذرا سی بھی ذہن میں گرہ ہے تو علماء کو خط لکھتے امامت اقبالؔ کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی تو اکبر الہ آبادی کو خط لکھا خواجہ حسن نظامی کو خط لکھا سر اکبر حیدری وزیر اعظم حیدر آباد دکن کو خط لکھا بڑے بڑے دانشوروں کو خط لکھا کہ ہمیں ذرا امامت کے بارے میں کچھ بتائیں خطوط چھپ گئے بمبئی سے بھی چھپے ہیں دہلی سے بھی چھپے ہیں، اقبالؔ نے جو خط لکھے تھے کہ امامت کیا ہے پاکستان کا خواب دیکھنے والا شاعرِ مشرق اُس کے پیغام کو تو یاد رکھیں مسلمان کہ وہ کس کو مانتا تھا کسے امام مانتا تھا پہلے اُس نے تحقیق کی جستجو کی یونہی تقلیدی مذہب نہیں اختیار کیا اقبالؔ نے بڑے بڑے دانشوروں کو

خط لکھے جب خط چھپے تو پتہ لگا کہ اکبرالٰہ آبادی، خواجہ حسن نظامی اور سرا کبر حیدری ایک دوسرے سے پوچھتے تھے کہ اقبالؔ امامت کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں اور پھر ایک دوسرے کو خط لکھا کہ اقبال کو راز مل گیا امامت کا وہ خط بھی چھپے اور پھر اقبالؔ نے سب کو لکھا کہ آپ لوگ اطمینان رکھیئے ہم نے امامت کو پالیا لوگوں نے پوچھا کیسے کہا ہم علامہ حائری کے پاس مجلس میں نثار حویلی لاہور گئے تھے ہم نے علامہ حائری سے پوچھا کہ امامت کی تعریف کیا ہے، علامہ نے قرآن کی پانچ آئتیں پڑھیں ہماری سمجھ میں امامت آ گئی۔ ایسا ذہین ہو کہ پانچ آئتیں سنے اور امامت کو سمجھ لے۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ مجلس میں آ کر بیٹھا کرو تا کہ چند جملوں میں نبوت بھی سمجھ میں آئے امامت بھی سمجھ میں آئے قران بھی سمجھ میں آئے، آخرت بھی سمجھ میں آئے اقبالؔ کہتے ہیں علامہ حائری نے پہلی آیت پڑھی۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۰۷)

''مردان خدا میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنے نفس کو اللہ کے ہاتھ بیچتے ہیں اور اللہ کی مرضیاں خرید لیتے ہیں۔''

اقبال نے کہا امام سمجھ میں آ گیا اقبال نے کہا شب ہجرت علیؑ سوئے تھے علیؑ سے امامت کو سمجھا۔ انہوں نے دوسری آیت پڑھی:

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (سورۂ آل عمران آیت نمبر ۶۱)

اقبال نے کہا آ گئی امامت سمجھ میں سارے امام تو مباہلے میں آ گئے اقبال کہنے

لگے ہاں امام سمجھ میں آ گیا اور جب امامت سمجھ گئے اور شعر کہے تو اب اقبال کے ذہن کی گرہیں کھل گئیں بہت چھاپتے ہیں آپ کلیات اقبالؔ لاہور والے طرح طرح کے ایڈیشن پروین رقم زرّین رقم سب کی کتابت کے شاہکار، خوب بکتا ہے مگر اِس نظریے سے بھی پڑھا کریں آپ۔ اب اقبالؔ کہیں سے گزریں کہیں سے جائیں لاہور ثقافتی شہر ہے لوگ بیٹھا کرتے تھے ثقافتی جگہوں پر اقبالؔ کے چند مقامات تھے بیٹھنے کے یہ اُدھر نیلا گنبد ہے، علاّمہ اقبالؔ وہیں بیٹھتے تھے کرسی ڈال کے پرانی انارکلی نیلا گنبد اُدھر سے کوئی گزر رہا تھا اُس نے کہا اقبال عربی میں کرّار کے کیا معنی ہیں، کرار کسے کہتے ہیں کیونکہ امامت سمجھ میں آ گئی تو اقبال کے لئے جواب دینا مشکل نہیں تھا کہ کرّار کون ہے، اقبال جو بولتے تھے سوال کے جواب میں وہ شعر ہوتا تھا۔

می شناسی معنیٔ کرّار چیست

تم مجھ سے کرّاری کے معنی پوچھ رہے ہو کہ کرّاری کیا ہے

ایں مقامے مقاماتِ علیؑ ایست

علیؑ کے بلند مقاموں سے ایک مقام ہے کراری۔

کرّار غیر فرار، کرّار کے معنی ہیں بڑھ بڑھ کر حملے کرنے والا پیچھے نہ ہٹے، میدان سے نہ بھاگے، فرار اختیار نہ کرے، دشمن پر یلغار کرے اُسے کہتے ہیں کرّار، علیؑ کے علاوہ کسے کرّار کہا جاتا ہے کیا اسلام میں اور بھی کوئی کرّار ہے کوئی کرّار نہیں، اقبالؔ نے بتایا کہ ہم حسینؑ پر روتے ہیں پروردگار ان آنسوؤں کے صلے میں ہماری بخشش کرنا۔ اقبالؔ بہت روتے تھے صبح کی نماز جب پڑھتے تھے تو مناجات پڑھتے تو علیؑ کی مناجات رو رو کے پڑھتے تھے بہت روتے تھے ذکرِ حسینؑ پر اقبالؔ اور جب میر انیسؔ کا مرثیہ اقبالؔ سنتے تو بہت روتے اور میر انیسؔ کے سارے مرثیے اقبالؔ کو زبانی یاد تھے

جب نوجوان پسر شہ دیں سے جدا ہوا

دولت کوئی دنیا میں پسر سے نہیں بہتر

یہ دوسو بند کا مرثیہ اقبالؔ کو زبانی یاد تھا، آپ کہیں گے ہم کو کیسے معلوم، باقیات اقبال میں پڑھیے، اقبال نے عطیہ فیضی کو خط لکھا نینی تال میں تو اُس خط میں زبانی خط لکھتے چلے گئے انیس کا پورا مرثیہ لکھ دیا کون سا مرثیہ ''دولت کوئی دنیا میں پسر سے نہیں بہتر'' جو علم پسند ہوتا ہے وہ کبھی آلِ محمدؐ سے رُخ نہیں موڑتا وہ حسینؑ کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا جہاں علم آ گیا تو اسی در پر سر کو جھکا دیتا ہے، اقبالؔ بھی جانتے تھے عزاداری کیا ہے محرم ہوتے ہی نثار حویلی کی مجلسوں میں مبارک بیگم کی حویلی میں مجالس میں اقبالؔ پہنچ جاتے تھے۔ کوئی ذاکر لکھنؤ سے خاندان انیسؔ کا آیا اقبالؔ پہنچ گئے سننے کے لئے صرف اقبال نہیں لاہور کا ہر بڑا سنی سر عبدالقادر، جالب دہلوی، تاجور نجیب آبادی جتنے بڑے بڑے لوگ تھے شیعہ ہو یا سنی یا ہندو سب محرم میں جاتے تو کیا آپ ان لوگوں سے بھی بڑے ہیں جو لاہور میں بڑے بڑے لوگ گزر گئے کیا آپ ان سے بھی بڑے ہیں یہ سارے بڑے لوگ محرم میں مجالس میں شریک ہوتے تھے، انہیں معلوم تھا کہ ان مجالس میں جا کر اسلام کی روح کا علم ہوتا ہے، تہذیب اور ثقافت کا پتہ چلتا ہے۔ حسینؑ کی عزاداری بتاتی ہے کہ دین کیا ہے اور دین کا مفہوم کیا ہے آنے والی تقریروں میں ہم بتائیں گے آپ کو کہ قائداعظم محمد علی جناح نے کتنے اقدام حسینؑ کی عزاداری کے لئے کئے یہ اخبارات آپ کو نہیں بتائیں گے بڑے چھوٹے اخبارات ہیں بہت چھوٹے اخبار ہیں یہ تخریبی نیوز چھاپتے ہیں تعمیری مضامین نہیں چھاپتے اگر آج یہ تعمیری چیزیں چھاپ رہے ہوتے تو ملک میں کہیں فساد نہ ہوتا اگر نمک مرچ لگا کر خبریں شائع کریں گے تو یہ فساد ہوتا رہے گا صحافت کو درست کیا جائے زرد صحافت کو چھوڑا جائے کیسے

بڑے بڑے دانشور ہیں میں تو ہنستا ہوں جب اخبار پڑھتا ہوں کہ جمیل الدین عالی سے لے کرارشاد احمد حقانی تک روس پر مضمون لکھ رہے ہیں امریکہ پر مضمون لکھ رہے ہیں چیچنیا پر بوسنیا پر مضمون لکھ رہے ہیں ارے اپنے ملک کے مسائل پر لکھو یہاں کیا ہو رہا ہے، شیعوں کا قتل عام ہورہا ہے، ان مسائل کا حل بتاؤ کہ مسلمانوں میں محبت کیسے پیدا کی جائے ان مسائل کو مصیبتوں کو ختم کیسے کیا جائے۔ وہ آسمان کی باتیں کررہے ہیں زمین پر فساد ہورہا ہے ہم تو زمین سے لے کر آسمان تک کی بات کرتے ہیں آسمان سے شروع کرتے ہیں آتے ہیں ہم اسی ارض کی طرف اس لئے کہ آدمؑ چلے وہاں سے تھے آئے اِدھر تھے چلے وہاں سے تھے آدمؑ

وَاِذَا قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلآئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (البقرہ:۳۰)

ہم زمین پر خلیفہ بنانے والے ہیں اور وہ آیا دو بیٹے ہوئے ہابیل اور قابیل بچے جوان ہوئے نائب کون بنے اللہ نے کہا قربانی دو تم بھی قربانی دو تم بھی قربانی دو۔ توجہ اب تم قربانی وہ دو جو تمہارے پاس ہو تو ہابیل جو تمہارے پاس ہو وہ لاؤ، اس کا بہتر چھانٹ کر لاؤ، قابیل جو تمہارے پاس ہو وہ لاؤ۔ اس کے پاس گلّے تھے بھیڑوں کے ہابیل کے پاس قابیل زراعت کرتا تھا تو غلہ تھا وہ اپنا سامان لایا رکھ دیا یہ غلہ لایا وہ بھیڑوں کو لایا رکھ دیا اللہ نے کہا آگ آئے گی فیصلہ کر دے گی کہ کس کی قربانی قبول ہوئی پورا واقعہ قرآن میں موجود ہے تفصیل سے پڑھ لیجئے گا لیکن قرآن میں یہ نہیں لکھا کہ عورت کے لئے جھگڑا ہوا تھا۔ مسئلہ صرف قربانی کا تھا عورت کا کوئی مسئلہ نہیں تھا کہ وہ دونوں لڑ پڑے اس بات پر کہ اس عورت سے ہم شادی کریں گے یہ جاہل لوگ لکھا کرتے ہیں عالم نہیں ہم ان باتوں کو نہیں مانتے مسئلہ قربانی کا تھا۔ اللہ ہمیشہ پاکیزہ باتوں کا حکم دیتا ہے اور انبیاء کے گھرانے والے کم از کم ہابیل کے کردار کی ذمہ داری

ہماری تاریخ لیتی ہے اس لئے کہ وہ مظلوم تھا، صاحب کردار تھا باپ کا فرمانبردار تھا اللہ کا فرمانبردار تھا۔ فیصلہ ہوا۔ توجہ ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی قابیل کی قربانی رد ہوگئی میں بار بار توجہ کیوں کہہ رہا ہوں آپ کے مطلب کی بات ہے ہابیل کی قربانی اللہ نے قبول کر لی قابیل کی قربانی رد ہوگئی یہ کیا بات ہوئی جیسے ہی ہابیل کی قربانی قبول ہوئی قابیل نے آواز دی میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا میں تجھے ماردوں گا میں تجھے قتل کردوں گا اُس نے پکارا بھی کہ بھائی کیوں مار رہے ہیں مسئلہ بھائی بھائی کا ہے نہ یہی نعرہ لگاتے ہیں بھائی بھائی۔ اُس نے کہا بھائی کیوں مار رہے ہو بھائی ہمیں کیوں قتل کرتا ہے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا تیری قربانی کیوں قبول ہوئی اب سمجھ میں آیا کہ بھائی ہمیں کیوں مارتے ہیں آج سمجھ میں آیا کہ ہمارے بھائی کیوں مارنا چاہتے ہیں۔ ہماری قربانیاں قبول ہو چکیں، کونسی قربانیاں اب جو بھی قربانیاں ہوں بجائے اس کے کہ ہماری قربانیوں کے فلسفے کو سمجھیں یہ کیا کہ ہم مار ڈالیں گے اور قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا، مار ڈالا تو ہابیل کا کیا نقصان ہوا۔ نقصان تاریخ میں کس کا ہوا ہابیل کا کہ قابیل کا بھائی ہابیل پھر بھی اچھا رہا آدمؑ کو پتہ چلا کہ میرا بیٹا مارا گیا۔ ایک بیٹا قاتل ایک بیٹا مقتول لاش پہ آئے توجہ پہلا کام آدمؑ کا نفسیاتی یہ تھا کہ آتے ہی بیٹے کی لاش پر گر جاتے اور بیٹے کی لاش کو اُٹھا کر سینے سے لگا لیتے۔ لیکن نہیں کتابوں نے گواہی دی سیرت انبیاء نے بتایا آدمؑ کی سوانح حیات نے بتایا کہ لاشِ ہابیل پر جب پہنچ رہے تھے اور قابیل جب بھاگ رہا تھا تو پہلے آواز دی تو نے مظلوم بے گناہ کو قتل کیا جا قابیل اب قیامت تک تجھ پر لعنت ہوگی۔ جملہ یاد رکھنا آج یہ تقریر کا آخری جملہ ہے آدمؑ نے تاریخِ آدمیت میں لکھایا کیا لکھایا جا قابیل قیامت تک تجھ پر لعنت ہوگی اور ہر دنیا کا قتل قتل کرنے والے کے نامۂ اعمال میں بھی لکھا جائے گا در اُس کی سزا قابیل تیرے نامۂ

اعمال میں بھی درج ہو جائے گی۔ دنیا کا ہر قاتل قابیل کے کھاتے میں جا رہا ہے اور وہ قابیل کے ساتھ ہی محشور ہوگا ہر قاتل قابیل کے نامۂ اعمال میں اور جب آدمؑ یہ کہہ چکے تو ہابیل کے لاشے پر آئے سر کو اُٹھایا زانو پہ رکھا اب یہودی، عیسائی ہر ایک کی کتاب میں قرآن، تاریخ، اسلام، حدیثیں، انبیاء کے اقوال سب میں درج ہے کہ آدمؑ نے اپنی زبان سُریانی یا پھر عبرانی میں ایک مرثیہ کہا بیٹے کا مرثیہ۔ مرثیہ اب تک موجود ہے، عربی میں بھی ترجمہ ہوا، فارسی میں بھی اُردو میں بھی عبرانی زبان میں بھی اور بیٹے کا مرثیہ لکھا کائنات کا پہلا مرثیہ آدمؑ نے پڑھا، مظلوم کا مرثیہ پڑھنا سنّتِ آدمؑ ہے نہیں ابھی بات کامل نہیں ہوئی...... آدمؑ نے اپنی سیرت میں بتایا کہ مظلوم کا ماتم بعد میں ہوتا ہے مظلوم کے قاتل پر لعنت پہلے ہوتی ہے، آدمؑ نے کہا جا قابیل قیامت تک تجھ پر لعنت ہوگی، قاتل پر لعنت کر لی تب مظلوم کا ماتم کیا بس یہی ہے فلسفہ حسینؑ کے قاتل کو برا کہہ لیا اور اب بار بار نہیں کہنا، اب مظلوم کا ماتم اب تا حیات ماتم، آدمؑ بہت روئے ہابیل کو، قابیل پہ لعنت کر دی بس ایک بار لعنت کر دی وہ بھاگ گیا ہندوستان چلا گیا اُس کی نسل ہندوستان میں پھیلی اب کوئی تاریخ ہے ہمیں اُس سے بحث نہیں کہ اب وہ دن آئے کہ آدمؑ نے ہجرت کی اور چلے اور جب چلے تو عراق کی سرزمین پر پہنچے زمین کو دیکھا سراندیپ لنکا سے چلے تھے جدہ ہوتے ہوئے عراق تک پہنچے تھے اور جب نینوا کی سرزمین پر پہنچے تو ایک بھاری پتھر پہاڑی سے لڑھک کر آدمؑ کے قدموں پر گرا...... ''ناسخ التواریخ'' شیعہ سنی دونوں کتابوں سے پڑھ رہا ہوں قدم پر گرا اور آدمؑ کے پیر سے لہو بہا چوٹ لگی تکلیف ہوئی کہا پروردگار بہت سی زمینوں پر گیا لیکن یہاں بڑی تکلیف ہوئی اس زمین پر پہنچ کر دل رونے کی تمنا اور خواہش کرتا ہے، آوازِ قدرت آئی، ہاں اس زمین کا نام کرب و بلا ہے، اور آدمؑ اس زمین پر نبی آخر کا نواسہ شہید کیا

جائیگا اور پورا واقعہ اللہ نے آدمؑ کو سنایا آدمؑ روئے شہادت حسینؑ کو سن کر عالمِ ذر میں حسینؑ کی عزاداری شروع ہوئی اور یہ خلقتِ آدمؑ کے بعد اب آدمؑ کا سفر ہے اور عرش پر پہلی مجلس ہے سامع ایک تھا مجلس سننے والا آدمؑ ...... مجلس پڑھنے والا خدا...... ذاکر خدا تھا سامع تھا آدمؑ۔ آج ہزاروں ذاکر ہیں اور لاکھوں سامعین ہیں۔ جب کائنات کی پہلی مجلس حسینؑ کی عزاداری کی شروع ہوئی تو آدمؑ مجلس سن رہے تھے اللہ عرش سے مجلس پڑھ رہا تھا آدمؑ رو رہے تھے اللہ مصائب پڑھ رہا تھا جب ہی اللہ نے اپنا ایک نام ذاکر بھی رکھا ہے، خدا کے بہت سے نام ہیں، عالم نام ہے، ستار نام ہے، غفّار نام ہے، جبّار نام ہے لیکن ذاکر بھی اُس کا نام ہے۔ اگر ذاکر نام ہے تو ذکر کیا کرتا ہے۔ اس کا نام ذاکر اس لئے ہے کہ وہ ذکر حسینؑ کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا ذکر ایک ہی ہے ذکرِ حسینؑ اور اللہ نے اس ذکر کو پسند کیا اور آدمؑ کو اُس نے مجلس سنائی آدمؑ نے مجلس سنی آج ہم نے عہدِ آدمؑ سے عزاداری کا آغاز کر دیا۔ اب نوحؑ کا دَور آئے گا، ابراہیمؑ کا دور آئے گا، داوٗدؑ کا دور آئے گا، دانیال اور حبوق نبی کا دور آئے گا ابراہیمؑ کا دور آئے گا، موسیٰؑ کا دور آئے گا، عیسیٰؑ کا دور آئے گا سلیمانؑ کا دور آئے گا، ایک ایک نبی کے دَور میں حسینؑ کی مجلس کیسے ہوئی یہی تو دلیل ہے کہ حسینؑ ابھی شہید نہیں ہوئے اور سب رو رہے ہیں یہی پہلی دلیل ہے کہ شہید پر رونا اس بات کی دلیل ہے کہ قبل از شہادت بھی حسینؑ کو رویا گیا یہ گریہ ہی اور ہے یہ عزاداری ہی اور ہے اور ایسا واقعہ روئے زمین پر کبھی نہیں ہوا کہیں نہیں ہوا بہت مظلوم ہونگے مگر حسینؑ جیسا مظلوم کوئی نہیں اس لئے کہ اس گھر کے بچوں نے بھی تو ایسی قربانی دی کہ سر پہ بزرگ نہیں اور بچے امتحان کی منزل پر آگئے، بس اتنا ہی تو حضرت مسلمؑ نے کہا تھا دار لا مارہ سے اے اہل کوفہ میرے بچے بچھڑ گئے کل عید کا دن ہے تم نئے کپڑے پہن کر نمازیں پڑھنے کے لئے نکلو گے عید گاہ میں جاوٗ

گے اگر میرے بچے مل جائیں تو وہ کل یتیم ہونگے۔ ان کا بھی خیال رکھنا میرے چھوٹے چھوٹے بچے بچھڑ گئے ہیں اور وہ پھول جیسے بچے پانچ پانچ برس کے بچے باپ سے بچھڑے باپ مارا گیا کہاں کہاں جا کر چھپے قید میں ڈالے گئے۔ داروغہ زندان نے ایک رات کہا تم کس خاندان کے ہو۔ کہا ہم آلِ رسولؐ ہیں۔ اُس نے کہا ہم آج آدھی رات کو تمہیں آزاد کر دیں گے اور ہمیں رسولؐ کے سامنے محشر میں شرمندہ نہیں ہونا ہے اب تم نکل جانا اور مدینے کی سمت چلے جانا، اپنے آپ کو چھپا لینا۔ زندان بان نے آزاد کر دیا چھوٹے چھوٹے بچے قید سے نکلے جب رات آ گئی تو راستہ بھٹک گئے اور یوں بھی راستہ کہاں معلوم تھا بچوں کو کہاں جاتے...... رات اندھیری تھی تو ایک باغ میں چھپ گئے...... ایک باغ میں چھپ گئے ایک نہر کے کنارے ایک درخت کی شاخ پر دونوں بھائی چڑھ کر بیٹھ گئے اور دونوں نے ایک دوسرے کے گلے سے لپٹ کر کہا آؤ سو جائیں مگر ایسے میں نیند کہاں آتی ہے رات گزر گئی...... رات گزر گئی...... حارث کے گھر کی کنیز نہر پر پانی بھرنے گئی اُسی درخت کے نیچے اُس نے اپنا پانی بھرنے کا برتن جو نہر میں ڈالا اب جو نہر کی طرف جھکی تو پانی میں دو چاند نظر آئے بہت روؤ گے تقریر زیادہ طویل نہیں ہے...... صرف تین منٹ کی زحمت ہے۔ آج دوسری محرم ہے اور یتیموں کا ماتم دو چاند نظر آئے تو نہر کی جانب سے منہ موڑ کر درخت کی شاخ کی طرف دیکھا دو سہمے ہوئے بچے نظر آئے، کنیز نے کہا یہاں پیڑ پر کیوں بیٹھے ہو کس کے بچے ہو آؤ تم ہم سے نہ ڈرو آ جاؤ۔ بچے بہت بھولے تھے بہت خوبصورت تھے کنیز نے اتار لیا کہا اگر تو کسی کو نہ بتائے تو ہم بتائیں ہم کون ہیں کہا نہیں ہم کسی کو نہیں بتائیں گے تم بہت بھولے بچے ہو، بہت خوبصورت بچے ہو کسی اعلیٰ خاندان کے لگتے ہو نہیں بتائیں گے کس کے بچے ہو کہا ہم مسلم کے بیٹے ہیں ہم علیؑ کے نواسے ہیں علیؑ ہمارے نانا ہیں ہم

محمدؐ کے گھرانے کے ہیں۔ کنیز خوش خوش دونوں بچوں کو لئے ہوئے اپنی مالکہ حارث کی ماں کے پاس پہنچی اور کہا بی بی یہ مسلمؑ کے بچے ہیں یہ بی بی فاطمہؑ کے گھرانے کے بچے ہیں حارث کی ماں قدموں پر گر پڑی پیروں کو چومنے لگی کہا شہزادو ہمارے تو بھاگ کھل گئے، قسمت سے تم ہمارے گھر آئے۔ شہزادو ہمارے گھر مہمان ہو جاؤ ہم تمہیں بچائیں گے پھر کبھی ہم تمہیں تمہارے گھر بھی پہنچادیں گے زمانہ پر آشوب ہے ابنِ زیاد نے اعلان کیا ہے تمہاری تلاش جاری ہے ہم تمہیں چھپا کر رکھیں گے، ایک حجرے میں دونوں بچوں کو چھپا دیا لیکن جب رات آئی تو اُس نے سوچا کہ کمرہ اندھیرا ہوگا ایک چراغ روشن کر کے بچوں کو دے دیا کہ اندھیرے میں نہ رہنا یہ روشنی یہ چراغ لے لو۔ حارث کو ذمے داری ابن زیاد نے دی تھی کہ بچوں کو ڈھونڈو۔ ابن زیاد بچوں کو قتل نہیں کرنا چاہتا تھا یزید کا خط یہ آیا تھا کہ مسلمؑ کے بچوں کو زندہ ہمارے پاس قید کر کے بھیجو کیونکہ حاکم کا حکم تھا تو ابن زیاد یہ چاہتا تھا کہ یزید کی خوشنودی کے لئے جلدی بچوں کو قید کر کے بھیج دوں۔ قتل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ حکم ہے زندہ لاؤ۔ پوری رات پورا دن بچوں کو تلاش کرتا ہوا حارث تھکا ہوا گھر آیا جب گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ماں سو رہی ہے لیکن ایک حجرے میں جس میں کبھی چراغ نہیں جلتا تھا اِس میں چراغ جلتا ہوا دیکھا تو ماں کو جگا کر پوچھا اُس حجرے میں چراغ کیوں روشن ہے کہا تجھے اس سے کیا جا سو جا۔ کہا نہیں مجھے حیرانی ہے اس حجرے میں چراغ کیوں جلتا ہے دیکھنا چاہتا ہوں ماں نے بہت روکا مگر حارث اُس حجرے کی طرف بڑھا لیکن جب دروازہ کھولا تو سہمے ہوئے دو بچے نظر آئے کہا تم دونوں کون ہو؟۔ ماں لپٹ گئی اور کہا حارث خیال رکھنا یہ مسلمؑ کے بچے ہیں بس یہ سننا تھا کہ حارث نے کہا ہم تمہیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں اور تم ہمارے گھر میں مل گئے، ہم کل تمہیں حاکم کے سامنے پیش

کریں گے ابن زیاد کے سامنے پیش کریں گے اور ایک بار جب بچوں کی زلفوں کو پکڑا اور لے کر چلنے لگا تو بچوں نے بہت سمجھایا بہت کہا کہ ہم آلِ محمدؐ کے گھرانے کے بچے ہیں یہ ظلم نہ کرو اور بچے جب پکارتے تھے یا علیؑ تو بچوں کے رخساروں پر طمانچے مارتا تھا اتنے طمانچے مارے کہ بچوں کے رخسار نیلے ہو گئے حارث نے بچوں کو اتنی اذیت پہنچائی کہ بچے اپنے جد رسولؐ خدا سے فریاد کرنے لگے، حارث زلفیں پکڑ کر جب فرات کے کنارے لے کر چلا تو ماں قدموں سے لپٹ گئی زوجہ قدموں سے لپٹ گئی حارث یہ ظلم نہ کر یہ مسلمؑ کے بچے ہیں یتیم بچے ہیں لیکن اپنے حبشی غلام کو لے کر فرات کے کنارے چلا میتب کے مقام پر، جب آپ کربلا سے کوفے جائیں تو بس رکتی ہے ایک دم میتب کے مقام پر اور ایک روضے پر دو گنبد بنے ہیں اور جب اندر زیارت کرنے جائیں تو اندر ضریح میں دو ننھی ننھی قبریں ہیں ایک محمد کی قبرؑ ہے ایک ابراہیمؑ کی قبر ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ جیسے ہی روضے میں جاؤ ایک دم رونا آتا ہے اور آدمی چیخ چیخ کر رونے لگتا ہے...... اللہ سب کو زیارت کرائے جب اُس روضے پر جاؤ گے تو قبر کو دیکھ کر خود بخود ضریح سے لپٹ کر روؤ گے دو چھوٹے چھوٹے بچوں کی قبریں ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب خدام آگے بڑھ کر ضریح کا دروازہ کھول دیتا ہے تو زائر اندر جا کر قبر سے لپٹ جاتے ہیں میتب ہے مقام فرات کے کنارے حارث بچوں کو لایا اور اپنے حبشی غلام سے کہا کہ دونوں کو قتل کر دے۔ اُس نے کہا امیر نہیں ہم ان بچوں کو قتل نہیں کریں گے تو حارث نے وہی تلوار اپنے غلام کو ماری اُس کے ہاتھ قطع کر دیئے کہ بچوں کو کیوں نہیں مارا۔ تو اب تلوار لے کر خود ہی ارادہ کیا تو بچوں نے کہا حارث زلفیں کاٹ کر کوفے کے بازار میں غلام بنا کر بیچ دے لیکن ہمیں قتل نہ کر۔ ہم کو قتل نہ کر آپ سمجھے بچوں نے یہ کیوں کہا بچوں نے قرآن سے دلیل دی کہ یوسف

جیسا نبی اگر بک سکتا ہے تو ہمیں بیچ کر رقم لے لے قتل کیوں کرتا ہے۔ یہ فریاد نہیں تھی یہ انقلابی پیغام تھا کہ سادات کو کیوں قتل کرتے ہو۔ کیوں قتل کرتے ہو لے جاؤ بازار میں بیچ دو اگر رقم چاہئے، حارث نے کہا نہیں ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے قتل کر دیں گے تو بچوں نے کہا اچھا صبح کا وقت ہے ہمیں وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ کہا اچھا نماز کی مہلت دی۔ ننھی ننھی آستینیں چڑھا کر بچوں نے وضو کیا اور اُسی فرات کے کنارے نماز پڑھی جب دونو معصوم نماز پڑھ چکے تو حارث تلوار لے کر آگے بڑھا جب چاہا کہ بڑے کو پہلے قتل کرے تو چھوٹے نے آگے بڑھ کر کہا کہ پہلے ہم کو قتل کرو۔ جب چھوٹے کو قتل کرنا چاہا تو بڑے نے کہا نہیں پہلے مجھے قتل کرو اور جب اُس کی تلوار چلی تو ایک بھائی نے ایک بھائی کے گلے پر گلا رکھ دیا، ہر بھائی چاہتا تھا کہ پہلے تلوار میرے گلے پر چل جائے، سر کاٹے سر کاٹ کر لاشے اُٹھائے اور ایک ایک کر کے فرات میں پھینک دیئے جب ایک بھائی کا لاشہ فرات میں پھینکا تو لہروں پر تھما رہا آگے نہیں بڑھا، جب تک دوسرا لاشہ نہیں آ گیا بھائی بھائی کے انتظار میں رہا جب دوسرا لاشہ بھی آ گیا تو دونوں نے ساتھ باہیں ایک دوسرے کے جسم میں ڈالیں اور دونوں لاشیں ساتھ ساتھ بہتی آگے بڑھیں ہمیں معلوم ہے کہ ہر سال ہمارے یہ عزادار فضائل اور مصائب میں کس طرح ساتھ دیتے ہیں اور سب سے بڑھ کر ہماری یہ بہنیں رسولؐ کی حدیث میں عورت کا نام پہلے ہے کہ اس قوم کی عورتیں ہمارے اہلِ بیتؑ کی عورتوں کو روئیں گی رسولؐ اللہ نے پہلے عورتوں کا ذکر کیا ہے پھر رجال کا پھر مردوں کا ذکر کیا ہے، تاریخ باقی ہے ان عزادار بہنوں سے اور ماؤں سے کہ جو اپنے گھر کے سارے کاروبار کو چھوڑ کر یوں فاطمہؑ کے بچوں کو روتی ہیں جیسے ان کے گھر کا غم ہو صفِ عزا بچھا دیتی ہیں کالے کپڑے پہن لیتی ہیں چوڑیاں بڑھا دیتی ہیں، بال کھول دیتی ہیں اور یوں روتی

ہیں جیسے جنّت میں فاطمہؑ روتی ہیں اور جب یہ روتی ہیں تو انہیں دیکھ کر ہمیں بھی بہت رونا آتا ہے کہ ہماری مائیں ہماری بہنیں کیسی میزبانی ادا کرتی ہیں فاطمہؑ کے لال کی بس آخری جملے ایک بار سر لئے حارث دربار میں آیا اور ابنِ زیاد کے سامنے دونوں سر طشت میں رکھ کر پیش کر دیئے جیسے ہی سر سامنے آئے ابنِ زیاد گھبرا کر تخت پر کھڑے ہو کر چیخنے لگا اور اک ہاتھ میں چھڑی لئے سروں کو ایک بار دیکھا کبھی بیٹھتا تھا کبھی اُٹھ جاتا تھا، کبھی بیٹھتا اور گھبرایا ہوا تھا کہ یزید نے زندہ مانگا تھا حارث تو نے کیوں قتل کیا تجھے رحم نہیں آیا ارے ان بچوں پر تجھے رحم نہیں آیا، ابنِ زیاد جیسا ظالم مسلمؑ کے بچوں کو دیکھ کر پگھل گیا۔ اب ذرا سوچئے بچے کتنے خوبصورت تھے، کتنے پیارے تھے، کیسی زلفیں تھیں کیسے چاند جیسے چہرے تھے کہ ابنِ زیاد بھی پاگل ہو گیا بچوں کا چہرہ دیکھ کر اور ایک بار پتہ ہے آپ کو کیا حکم دیا، مڑ کے کہا ہے کوئی بلاؤ جلاد کو جو آ کر حارث کو قتل کرے، کیوں مارا ان بچوں کو قتل کرو حارث کو، جلاد آیا ابنِ زیاد نے حکم دیا تو ابنِ زیاد نے کہا حارث کو لے کر وہاں قتل کرنے چلو جہاں اس نے بچوں کو قتل کیا ہے۔ ہم وہ مقام دیکھنا چاہتے ہیں راوی کہتا ہے کہ جہاں حارث نے ان بچوں کو قتل کیا تھا جلاد باندھ کر حارث کو وہاں لے کر چلا اور ساتھ میں ابن زیاد بھی چلا۔ ہو گئی تقریر آپ سوچ رہے ہوں گے کہ مصائب کا کیا پہلو ہے لیکن اصل مصائب یہاں پر ہیں جب لے کر حارث کو پہنچا ابن زیاد اُس مقام پر جہاں بچے قتل ہوئے تھے جہاں لاشے گرے تھے بچوں کے تو اُس مقام سے لے کر فرات تک ایک خون کا دریا تھا توجہ توجہ بہت قربانیاں آپ کرتے ہیں آپ نے قربانی کے مناظر دیکھے ہوں گے اگر وہ منظر آپ کو یاد ہو تو اُسے ذرا سا ذہن میں لایئے، لایئے گا ذہن میں اور ذرا اس کے بعد تصور کیجئے گا، ایک خون کا راستہ تھا ابن زیاد نے غور سے خون کے اُس راستے کو دیکھا، ایک بار دیکھا غور

سے تو خون میں جگہ جگہ قدموں کے نشان تھے ایڑیوں کے نشان تھے تو اُس نے گھبرا کے کہا حارث یہ خون کے دھارے میں ایڑیوں کے نشان کیسے ہیں، ہوگئی تقریر تو ایک بار حارث نے کہا ابنِ زیاد جب ہم نے سروں کو جدا کیا تو بڑی دیر تک بچوں کے لاشے اُن کے خون میں رگڑتے رہے تڑپتے رہے بچے اپنے خون میں ایڑیاں رگڑ رہے تھے۔

تیسری مجلس

انبیاء کی عزاداری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

عشرۂ مجالس خیمہ سادات لاہور میں اس سلسلے کی یہ تیسری تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں، ''اقوامِ عالم اور حسینؑ کی عزاداری'' موضوع سے قریب ابھی ہم نہیں ہوئے کہ ابھی ہم اپنے موضوع کے پس منظر میں ہیں کہ عزاداری قبل از شہادت حسینؑ جب یہ عنوان ختم ہو جائے گا اور بعد واقعہ کربلا قوموں نے جو حسینؑ کے غم کو منایا پھر ہم اپنے اس موضوع سے متصل ہونگے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ قبل از شہادتِ حسینؑ جو حسینؑ کا غم منایا گیا اُس میں ہمیں کتنی دیر لگے گی۔ آپ موضوع کی یکسانیت سے پریشان نہ ہوں اس لئے ہم روزانہ تھوڑا تھوڑا علمی، ادبی، عزاداری کے کچھ حصے بیان کرتے ہیں مثلاً پرسوں ہم نے کچھ قوموں کا حال، سیاستدانوں کا بیان کیا تھا لیکن موضوع ابھی یہی ہے کہ عالمِ ذر عالمِ نور میں خلقتِ آدمؑ سے پہلے سے لے کر اور عہد انبیاء تک غم حسینؑ کہاں کہاں منایا گیا ابھی کل ہم آدمؑ کے تذکرے پر تھے کیا کوئی انسان ایسا بھی گزرا ہے جس کا تذکرہ اُس کے پیدا ہونے سے ہزاروں برس پہلے ہوا ہو اور اگر ہوا بھی ہو تو اتنی تفصیل سے ہو یہ اہلِ بیتؑ اس بات کی دلیل ہیں کہ حسینؑ کا

واقعہ کربلا کا واقعہ آپ کی نظر میں کتنا عظیم ہے واقعہ کربلا کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے اوراس کی معرفت یونہی حاصل ہوگی کہ واقعہ ہونے سے پہلے اللہ اس واقعہ کو اپنے انبیاءؑ سے بار بار کیوں بیان کرتا ہے مجھے کسی کتابی گواہی کی ضرورت نہیں کہ تاریخ کی کتابوں کے حوالے دوں اور کوئی مجھ سے پوچھے کہ کیا یہ سچ ہے یا یہ جھوٹ ہے کس نے لکھا کس نے نہیں لکھا یہ کتنی بڑی سچائیاں ہیں کہ انجیل چھپی ہوئی ہر ملک میں ملتی ہے ہر زبان میں اور انجیل میں توریت زبور بھی شامل ہیں الگ سے توریت اور زبور کو ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں انجیل میں یہ کتابیں بھی شامل ہیں اور تمام انبیاءؑ کے صحیفے جناب داؤدؑ جناب سلیمانؑ کا صحیفہ جو آسمان سے اُن پر اترا اور جناب دانیالؑ تک جتنی آیات اور جتنے سورے اُترے سب انجیل میں موجود ہیں لاہور میں بائبل سوسائٹی ہے ہر سال اردو میں ہزاروں ایڈیشن چھاپتی ہے لے کر پڑھئے مفت بانٹتی ہے، عیسائی لوگ اور راہب انجیل مفت تقسیم کرتے ہیں، انجیل تذکرہ حسینؑ سے بھری پڑی ہے مجھے یہ بتانے کے لئے کسی تاریخ کے حوالے کی ضرورت نہیں کہ شیعوں نے لکھا کہ سنّیوں نے لکھا کہ واقعہ کربلا سے پہلے حسینؑ کا تذکرہ ہر صدی ہر عہد میں تھا...... دلیل کے لئے کافی ہے اب اگر آدمؑ سے عیسیٰؑ تک آ کر رکیں تو ہر نبی کا ذکر انجیل میں مل جائے گا اور انجیل کافی ہے گواہی کے لئے یوں تو قرآن بھی ہے اور ہم گفتگو کریں گے ایک تقریر آئے گی کہ واقعہ کربلا میں تفصیلات کو قرآن نے کیسے پیش کیا۔ قرآن شہادتِ حسینؑ سے پہلے نازل ہوا اور واقعہ کربلا سے بہت پہلے حسینؑ کے بچپن میں ہی قرآن مکمل ہوا...... لیکن جتنی تفصیل واقعہ کربلا کی قرآن نے پیش کی تاریخ کی کتابیں کیا پیش کریں گی۔ چونکہ قرآن سے پہلے توریت زبور اور انجیل اور صحیفے نازل ہوئے اس لئے ابھی ہم اُس پر گفتگو کر رہے ہیں جب قرآن کے عہد تک آئیں گے تو ہم یہی بات کریں

گے کہ حسینؑ کی شہادت کو تفصیل کے ساتھ قرآن نے کہاں کہاں بیان کیا اور کس طرح بیان کیا، یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ کا پسندیدہ امام ہو اللہ کا پسندیدہ شہید ہو اللہ کا پسندیدہ واقعہ ہو اور قرآن میں نہ ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ قرآن میں نہ ہو ایک پوری تفصیل ہے ایک پوری تقریر کریں گے کہ قرآن میں واقعہ کربلا کے بارے میں پہلے سے مسلمانوں کو کیا کیا بتا دیا گیا تھا۔ ہر عہد کے ساتھ ساتھ تفصیل میں کیا تفصیلات پیش کیں لیکن آج کی حد تک ہم کل کی تقریر سے مسلسل ہوگئے کہ آدمؑ کے عہد میں آدمؑ کو واقعہ کربلا کی اطلاع دی گئی۔ اب ظاہر ہے جب موضوع چھڑتا ہے تو کچھ اس کے جزیات ہوتے ہیں کچھ اُس کے حاشیے ہوتے ہیں کہ آدمؑ کو کیوں واقعہ کربلا سنایا، یعنی اللہ کی مرضی یہ ہے کہ اپنے انبیاء کو غم سے آشنا کرے اور لفظوں میں اضافہ کر کے پڑھے لکھے دانشور شعراء اور ادیبوں کے لئے کہ اللہ یہ چاہتا ہے کہ اپنے انبیاء کو غم کا شعور عطا کرے۔ شعورِ غم عطا کیا جائے اور شعورِ غم ضروری کیوں ہے اس لئے کہ پانچ مقامات پر قرآن میں اللہ نے کہا ہنستے ہو رویا کرو...... آیت ہے قران میں ہنسو کم روؤ زیادہ، پورے قرآن میں کسی آیت میں اللہ نے ہنسنے کی تعریف نہیں کی۔ جہاں بھی تعریف کی گریہ کی تعریف کی اور صرف گریہ کی تعریف میں جس جس نے گریہ کیا اُس کی تعریف میں اللہ نے اتنے لفظ استعمال کئے کہ قصیدے لکھے آدمؑ کے آدمؑ روئے اللہ اُن کا مداح، نوحؑ روئے اللہ ان کا مداح یعقوبؑ روئے اللہ ان کی تعریفیں کر رہا ہے تو، انبیاءؑ کی تاریخ میں لوگ ہنسے بھی تو ہوں گے ان کا ذکر تو نہیں کیا اللہ نے نہ ان کی تعریف کی نہ اُن کا تذکرہ کیا ہاں انبیاء کے گھرانوں میں سے اگر کبھی کوئی ہنسا، مسکرایا اس کا ذکر اللہ نے کیا اور کہا اگر کوئی ہنس دے انبیاءؑ کے گھر میں تو اُس ہنسی کو ہم معجزہ بنا دیتے ہیں ابھی میری کتاب چھپ کر آئی ہے معجزہ اور قرآن اُس کی دسویں تقریر میں میں نے اس کی تفصیل بتائی ہے ۱۹۸۹ء کا

عشرہ ہے اُس میں میں نے دسویں مجلس میں یہ بیان کیا تھا کہ انبیاءؑ کے گھرانے میں ایک بار سب قرآن میں ذکر ہے کہ جناب سارہ ہنسیں ایک نبیؑ کی زوجہ ہنسیں

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ (۷۱) قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ط اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ (۷۲) قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ط اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (سورۂ ہود آیت ۷۱، ۷۲، ۷۳)

کس بات پر جبرئیلؑ آئے ایک سو بیس برس کے ابراہیمؑ نوے برس کی سارہؑ آئے دو فرشتے آئے اور کہا سارہؑ اللہ نے طے کیا ہے کہ تمہیں بیٹا عطا کرے تو انہوں نے کہا کہ اپنے حُجرے کے دروازے پر کھڑی تھیں دونوں فرشتوں نے آ کر کہا کہ سارہؑ اللہ نے طے کیا ہے کہ تمہیں بیٹا عطا کرے، بس یہ سُننا تھا کہ ٹھٹھہ مار کر جناب سارہؑ ہنسیں کہا ہائے لو...... اب میرے ہاں بھی بچہ ہوگا، میں نوے برس کی میرے میاں ایک سو بیس برس کے میرے ہاں کیا بچہ ہوگا سارہؑ ہنسیں ذرا غور کیجئے...... اللہ کے پیغام پر ہنسیں ...... اللہ میاں برا مان جاتے کہ واہ ہم بیٹا دے رہے ہیں تم اللہ کی عظمت نہیں جانتی ہو ٹھٹھہ کر رہی ہو۔ اللہ کہتا ہے جیسے ہی سارہؑ ہنسی ہم نے سارہؑ کی ہنسی کو معجزہ بنایا اور وہی ہنسی آثارِ مسرت بن گئی، دنیا میں اسحاقؑ آ گئے، قرآن ہے معجزہ سارہؑ کی ہنسی معجزہ، تو ہنسی کو معجزہ بنا دیا۔

''سارہؑ ایک نبیؑ لاحج کی بیٹی تھیں، نبیؑ کی بیٹیاں بتول یعنی مریم کی طرح پاکیزہ ہوتی ہیں مفسرین نے جو لفظ سارہؑ کے لئے تفسیر میں لکھا وہ کفر ہے''

بیٹا جب پیدا ہوا تو اللہ نے وحی کی کہ بیٹے کا نام اسحاق رکھ دو۔ اسحٰق کے معنی ہیں خوشخبری، خوشخبری، اسحاق بھی اللہ کا معجزہ ہیں تو بیٹے کا نام ہی یہ ہو گیا، پورے قرآن

ہیں انبیاء کے گھرانے میں ایک ہنسی کا ذکر ہے اور گریہ زیادہ ہے نوحؑ روئے، آدمؑ روئے، قرآن بھرا پڑا ہے یعقوبؑ روئے رونے کا ذکر زیادہ ہے، پتہ چلا اللہ کا پسندیدہ فعل انبیاءؑ کے گھر میں رونا ہے قرآن جس پر زور دیتا ہے مسلمان اُسے بدعت کہتا ہے قرآن مانیں یا فتوے مانیں!

فتوے اور قرآن ٹکرا جاتے ہیں قرآن کہتا ہے ہمیں ان لوگوں کا رونا پسند تھا اور ہنس دیں تو معجزہ بنا دیتا ہے ایک فلسفہ ہے اس تقریر میں آپ دیکھئے گا اس پر تفصیل کے ساتھ معجزہ اور قرآن میں تقریر کی تھی کراچی میں اس موضوع کو اس وقت نہیں چھیڑنا تقریر کر چکے اس موضوع پر صرف اس میں سے ہم نے دو چار جملوں کا مواد لیا تعارف کے لئے، جناب سارہؑ کی ہنسی معجزہ بن گئی انبیاء کے گھر کی ہنسی معجزہ بن جائے، ہمارا پیغمبر ایک لاکھ کا فخر ہے اس کے گھر میں اگر کوئی صرف مسکرا دے ہنسی کی ضرورت نہیں پیغمبر کے لئے لکھا ہوا ہے کہ پیغمبر کبھی ہنسے نہیں، دیکھئے ہنسنے کے بہت سے طریقے ہیں ایک ٹھٹھہ مار کے ہنسا منہ کھول کے جس مین سارا تالو زبان سب نظر آ جائے اک ہے ہلکی ہنسی جس میں خفیف سے ہونٹ ہلیں اور آگے کے چند دانت نظر آئیں اور ایک ہے مسکراہٹ انبیاء صرف مسکرائے ہیں ٹھٹھہ مارنا تو انبیا کے لئے بالکل منع تھا ٹھٹھہ تو اللہ پسند نہیں کرتا نام ہی اس کا ٹھٹھہ ہے ہنسی ٹھٹھہ تو انبیاء تو وہ عمل نہیں کر سکتے انبیاء ایسا عمل نہیں کر سکتے ہنسی ٹھٹھہ نہیں کر سکتے انبیاء نہ اُن کے گھر والے پیغمبر کے لئے یہ ہے کہ کبھی کبھی پیغمبر مسکرا دیتے تھے لکھا ہے سیرت نگاروں نے جب مسکرا دیتے تو آگے کے دانت یوں چمکتے جیسے بادل میں ہلکی سی بجلی چمکی ہو آگے کے دو دانت روشن ہو جاتے صرف مسکراہٹ پر لیکن زور سے کبھی پیغمبر کو کسی نے ہنستے نہیں دیکھا اور یہ بھی لکھا ہے کہ کبھی ایسا موقعہ آتا ہی نہیں تھا کہ مسکرائیں لیکن اگر اصحاب نبیؐ مسکراہٹ دیکھنا چاہتے

تو کبھی سلمانؓ کبھی ابوذرؓ زہراؑ کے گھر کے بچوں کو لے آتے کہ نانا نے بلایا ہے بچے پہنچے اور نبی مسکرایا بچوں کو دیکھا اور مسکرائے کوئی اور مقام آپ کی نظر میں ہو تو دکھایئے گا یہ سب ریسرچ کے جملے ہیں کہیں اور نبی مسکرائے ہوں تو ذرا ہمیں اطلاع دیجئے گا علاوہ نواسوں کی آمد کے کہیں اور مسکرائے ہوں تو کوئی عالم اسلام کی فقہ کا عالم مجھے کتاب میں دکھا دے، میں ریسرچ ورک دیتا ہوں اپنی تقریروں میں سوال بھی ڈھونڈو کہ نبی کہاں کہاں ہنسے ایک کتاب تیار ہو جائے گی میں تو موضوعات دیتا ہوں مگر میرا موضوع اس وقت یہ نہیں ہے کہ نبی کہاں کہاں ہنسے میرا موضوع ہے نبیؐ کے گھر کے افراد اگر مسکرا دیں تو معجزہ اب ہنسی کی ضرورت نہیں۔ بیٹی قریب تھی اور نبیؐ پاس تھے وقت آخر تھا بیٹی سے گفتگو تھی مڑ کر کہا زہراؑ کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تمہارا باپ شفیع محشر ہے، نبیؐ آخر ہے زہراؑ چپ رہیں پھر مڑے کہا کیا اس پر خوش نہیں ہو کہ علیؑ جیسا امام تمہارا شوہر ہے جو ساقی کوثر ہے زہراؑ چپ رہیں، کہا کیا تم اُس پر خوش نہیں ہو کہ حسنؑ اور حسینؑ جنّت کے جوانوں کے سردار تمہارے بیٹے ہیں، زہراؑ چپ رہیں کہا زہراؑ کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ حمزہؓ جیسا شہید اور جعفرؓ جیسا شہید تم میں سے ہے، زہراؑ چپ رہیں خاموشی تھی اور بہت شدید خاموشی......ایک بار پیغمبرؐ نے غور سے زہراؑ کے چہرے کو دیکھا حدیث کا آخری جملہ سنیئے کہا کہ کیا فاطمہ زہراؑ تم اس پر خوش نہیں ہو کہ مہدیؑ تمہاری نسل سے آئے گا......بس یہ سننا تھا کہ زہراؑ مسکرا دیں...... جملہ دوں یاد رکھیں ''مہدیؑ نام ہے زہراؑ کی ایک مسکراہٹ کا۔'' جو بی بی کبھی ہنسی نہیں زندگی میں ایک بار مسکرائیں اور وہی مسکراہٹ پیشانیٔ قیامت پر مہدیؑ بن کر چمکے گی، تاریخ ہے اس مسکراہٹ میں یعنی خوشی اس بات کی تھی کہ نسل کی بقا ہوگئی خوشی اس بات کی تھی کہ جس قوم کی پیدائش کی تمنا کی ہے اس کا محافظ آ گیا خوشی اس بات کی ہے کہ خونِ حسینؑ کا

انتقام لینے والا روئے زمین پر رہے گا، خوشی اس بات کی تھی کہ اس ارض کا مالک میرا پوتا ہوگا خوشی اس بات کی تھی کہ دنیا عدل وانصاف سے میرا پوتا بھرے گا خوشی اس بات کی تھی کہ دشمن کے سروں کو نیچا کرنے کے لئے مرحب اور عنتر اور حارث کو اپنے عہد میں قتل کرنے کے لئے مہدیؑ کو آنا ہے ایک مسکراہٹ انتظار انتظار...... جلدی نہیں اللہ کو ابھی جلدی نہیں ہے کہ مہدیؑ ابھی آ جائیں...... اللہ کو کوئی جلدی نہیں ہے دیکھئے اس موضوع پر کتابیں لکھی گئی ہیں، تقریریں ہوتی ہیں مقالے لکھے جاتے ہیں کہ انسان اپنے پچھلے وقت میں واپس جا سکتا ہے اور اس پر بھی کتابیں آ گئیں کہ آگے مستقبل میں انسان پہنچ گیا سمجھانے کے جتنے بھی طریقے ہوتے ہیں میں ذہنوں کو سمجھاتا ہوں سب کتابیں پڑھتے ہیں سائنس کہہ رہی ہے کہ انسان مستقبل کے عہد میں بھی جا سکتا ہے، اور ماضی کے وقت میں بھی جا سکتا ہے اور وہ دکھاتے ہیں کہ انسان ماضی میں پہنچ گیا اگر آپ کے پاس یہ سائنسی طاقت آ جائے کہ آپ ماضی میں جا سکیں تو میں آپ سے کہوں گا کہ چلو ذرا موسیٰ سے لے کر آدمؑ کے عہد تک ماضی میں چلے جاؤ اور جب ماضی میں چلے جاؤ تو وہاں جا کر کچھ چیزیں دیکھنا اور ریسرچ کرنا کچھ تلاش کرنا اور جب پہنچ جاؤ ماضی میں تو میں تم سے پوچھتا جاؤں گا کہ یہ بتاؤ کہ تم اُس عہد میں پہنچ گئے تو کتنے ہزار برس آدمؑ سے عیسیٰؑ تک اور نبی گزرے تو تم وقت اور زمانہ بتا دو کہ شاید دس ہزار برس گزرے دس ہزار برس تک مسلسل ہر نبی کہتا رہا احمدؐ آنے والا ہے احمدؐ آنے والا ہے احمدؐ آنے والا ہے جملہ دے رہا ہوں اُس عہد میں تمہارے جیسے لوگوں نے جب مصیبتیں دیکھی ہوں گی کتنا احتجاج کیا ہوگا کہ احمدؐ آئے تو اللہ نے کہا جلدی نہیں ہے پھر جملہ دے رہا ہوں ذرا آدمؑ کے عہد میں جاؤ، نوحؑ کے عہد میں جاؤ اور نوحؑ کہہ رہے ہیں احمدؐ آئے گا اور آیا دس ہزار برس کے بعد تو انتظار تو کیا تھا نہ سب نے، آیا دس ہزار

برس کے بعد تو اب ہر امام کہہ کے گیا ہے کہ مہدیؑ آئے گا مہدیؑ آئے گا تو پریشانی کیا ہے صرف چودہ سو برس تو ہوئے ہیں اب پھر جملہ دے رہا ہوں جملہ دے رہا ہوں آج بیٹھ کے سوچ رہے ہو آخر ایک دن محمدؐ آ گئے احمدؐ آ گیا اس کو آئے ہوئے بھی چودہ سو برس گزر گئے، تو ہزار برس کہاں گئے تم نے کہا پلک جھپکنے میں گزر گئے محمدؐ آئے بھی اور گئے بھی ارے بس ایسے ہی لگے گا۔ ایسے ہی لگے گا کہ مہدیؑ آئے بھی اور عدل و انصاف پر دنیا قائم ہوگئی، پریشانی کی ضرورت نہیں کب آئیں گے کب آئیں گے یہ آئے اور یہ آئے یہ آیا جنگ چھڑی ہم نے اتنی تیاریاں نہیں کیں جتنی دشمنوں نے تیاریاں کی ہیں مہدیؑ کو آنا ہے بڑی تیاریاں ہیں مہدیؑ کو گھیر لو...... مہدیؑ کو گھیر لو اور مہدیؑ کے ماننے والوں کو گھیر لو عجیب بات ہے ایک چیز ہم مان رہے ہیں نہ ہی ہم سے ملتے ہیں نہ ہمارے پاس آتے ہیں نہ کچھ ہمیں دے کر جاتے ہیں نہ کچھ بتا کر جاتے ہیں کیا کرنا ہے کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا ہے۔ اس کے باوجود دشمن پریشان ہے کہ مہدیؑ کو مانتے ہیں...... میرا خیال ہے کہ ان کے دل میں یہ شک ہے کہ مہدیؑ ان لوگوں کے پاس آتا ہے شک ضرور ہے ورنہ ہمیں کیوں پریشان کیا ہوا ہے بھائی کہاں یہاں مہدیؑ آ رہے ہیں ہمارے پاس کہاں آتے ہیں وہ آئیں یا نہ آئیں ہم سے ملے یا نہ ملے۔ دو جملے سن لو سمجھاتے ہم ہر طبقے کو ہر مزاج کو ہر مسلک کو نوٹ کر لو لکھو ڈائری میں سب کے کام کی باتیں ہیں بہت کام آئیں گی۔ علم ہوتا ہی کام کا ہے اور یہاں مجلس میں جو بولا جائے سب علم ہے بات ہے سمجھ لینے کی کشف کی جذب کی علم لینے کی طاقت ہونی چاہئے ہر ایک اس کے بار کو اُٹھا بھی نہیں سکتا اور جملہ دے رہا ہوں اسے سب یاد رکھیں نوٹ کر لیں کہ وہ آئیں یا نہ آئیں وہ ہم سے ملیں یا نہ ملیں اس کا ایک خط آیا تھا وہ خط ایک عالم کے پاس آیا تھا عالم نے چھاپا شیخ مفید اعلیٰ اللہ مقامہ نے خط لکھا

امام کو انہوں نے خط لکھا تھا کہ امام یہ آپ کو جو لوگ چاہتے ہیں سب آپ کے چاہنے والے ہیں انہیں قتل کیا جاتا ہے اس کا گھر لوٹا جاتا ہے انہیں پریشان کیا جاتا ہے انہیں چین سے رہنے نہیں دیا جاتا آپ امام ہیں آپ ان کی رکھوالی نہیں کرتے دیکھتے نہیں اس کے جواب میں امام نے خط لکھا جس کا دل چاہے لکھ لے نوٹ کرلے سمجھ میں آئے تو سمجھے جو سچ کہے امام نے خط لکھا کہ سنو ہمارے چاہنے والوں کو یہ بات بتا دو کیا جملہ امام کا آیا، جھومتا ہوں پڑھ کے،...........

امام نے فرمایا کہ ہمارے چاہنے والوں سے کہو کہ ہر آن تم سب ہماری نگاہ میں رہتے ہو۔ دوسرا جملہ سنو گے تو خوش ہو جاؤ گے امام فرماتے ہیں ہر آن جب تمہیں کوئی خطرہ ہوتا ہے تو اقدام ہم کرتے ہیں اگر اقدام ہم نہ کرتے تو روئے زمین پر تم سب کا نام نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تلے بیٹھے ہیں شان ہے! رحمت سے بھاگنا نہیں ہے آپ کو آپ رحمت اللعالمین کے ماننے والے ہیں جو رحمت سے بھاگا سمجھئے رحمت کا سایہ ختم بالکل بیٹھے رہنا ہے دُھل دُھلا کے پاک صاف گھر جایئے گا۔ صلوٰۃ (مجلس کے درمیان میں بارش شروع ہوگئی)

امام مہدیؑ کا جملہ کہہ دوں ''ہماری نگاہ میں تم رہتے ہو اقدام ہم کرتے ہیں تمہیں بچانے کا لکھ لو، سی آئی ڈی والو! لکھ لو حاکمو! لکھ لو، سب لکھ لو دشمنو! لکھ لو، دوستو! لکھ لو اور جملہ لکھ لو دلیل نہیں ہے اشارے میں بتاؤں گا تفصیل میں جانے کا وقت نہیں ہے یلغار تھی ابھی چند دن پہلے ہم پر تھی امام نے اقدام کیا رخ کہیں اور موڑا اب تو ہمارے مہدیؑ کو مان لو...... اچھا ماننے میں کیا ہے مثلاً ایک دلیل دے رہا ہوں تم نے مان لیا نہیں آئیں گے تو نقصان کیا ہے ارے بھئی ایک چیز مانتے تھے خیالی تھی آئے آئے نہیں آئے۔ نہ ماننے میں نقصان ہے یہ سن لو...... نہیں مانا...... برا کہا، برا کہنا یہ بتا رہا

ہے بھئی کوئی ہے جب ہی تو برا کہہ رہے ہو اور اگر نہیں مانا اور وہ آ گئے تو جس نے مانا وہ سرخرو جس نے نہیں مانا شرمندہ وذلیل، رسوا اور آنا تو ہے اس لئے کہ تاریخ میں ہر عہد میں...... ہر عہد میں نبی نے یہ کہا ایک آئے گا اور آیا ہر عہد میں گیا وہ آئے گا وہ آیا اور آج ہر قوم کہتی ہے کہ آئے گا۔ نام مختلف شخصیت ایک ہے ہندو کہتے ہیں ایک آئے گا بلیلہ آئے گا، عیسائی کہتے ہیں ایلیا آئے گا ہم کہتے ہیں علیؑ آئے گا ہم کہتے ہیں منصور آئے گا منصور شیر کو کہتے ہیں شنشب شیر کو کہتے ہیں ایلیا شیر کو کہتے ہیں بلیلہ شیر کو کہتے ہیں شیلوہ شیر کو کہتے ہیں۔ شیر کو آنا ہے...... شیر آئے گا تو اب تو کہو گے کہ یہ کیا اقوام عالم اور عزاداری پہلے سے کیوں بولنے لگے یہ تو چار سال پہلے ظہور امام ان کا موضوع تھا پرانی تقریر کرنے لگے۔ نہیں نئی ہے...... نئی تقریر ہے پرانی نہیں ہے...... کیوں آگے کیوں بڑھ رہی ہے اس لئے کہ یہ عزاداری اس لئے ہے حسینؑ کی عزاداری کہ حسینؑ کا وارث زندہ ہے تعزیت دینے آنا کہ زندہ ہے ہر سال فرشِ عزا پر ہر سال حسینؑ کے پوتے کو بتاتے ہیں کہ ہم تعزیت دینے آئے ہیں جس کا وارث نہیں اُس کا غم نہیں ہوتا اس کا غم ہوتے ہوتے رکتا ہے وارث نہیں ہے وارث نہیں ہے اچھا بہت سوں کے وارث نقلی بن جاتے ہیں کوئی بے چارہ لا وارث مر گیا اولاد نہیں ہے تو محلے والے گھر پر قبضہ کر لیتے ہیں ہم اسی کے وارث ہیں تو انہیں اُس سے تھوڑی ہمدردی ہوتی ہے انہیں تو اس کے مال سے ہمدردی ہوتی ہے ہم حسینؑ کے وارث بنے ہیں تو ہمیں چیزیں نہیں چاہئیں ہمیں حسینؑ کی خوشنودی چاہیے، یہی راز تھا خوشنودی کے لئے تم عزاداری کرتے ہو اُس خوشنودی کے لئے ہر پیغمبر واقعہ کربلا سے پہلے حسینؑ کو رو دیا کہ اللہ خوش ہو جائے۔ اللہ نے مجلس پڑھی آدمؑ روئے یہ جو آدمؑ اتنا روئے آپ سنتے ہیں جتنی چاہے ریسرچ مسلمان کر لیں کہتے ہیں آدمؑ سے خطا ہو گئی رونے لگے مورخ یہی لکھتے ہیں

کتابوں میں آدمؑ سے خطا ہوگئی اپنی خطا تھی معافی میں روتے رہے اے اللہ معاف کر دے اللہ معاف کردے جو الزام تاریخ میں آدمؑ پر آدمیوں نے لگایا کہ آدمؑ نے خطا کی اپنی خطا بخشوانے کو رو رہے ہیں وہی الزام شیعوں پر لگا کہ خود ہی مارا خود ہی روتے ہیں۔

جملہ دے دوں جس قوم نے آدمؑ جیسے نبی کو نہ چھوڑا ہو تم کیا ہو...... پھر جملہ دے دوں گویا الزام لگانے والے آدمؑ جیسے نبی اور شیعوں کو ہم پلہ سمجھتے ہیں۔ پھر جملہ دے دوں، دونوں پر الزام اس لئے لگا کہ ان کی نظر میں رونا بدعت ہے اب چاہے آدمؑ روئیں تو بدعت شیعہ روئیں تو بدعت...... خطا ہوگئی تو رونے لگے، بچّے تھے بھول ہوگئی رونے لگے۔ اب سن لو کان کھول کے ہم اس بات کے قائل ہیں کہ تاریخِ نبوت میں کسی نبی سے کبھی خطا ہوئی ہی نہیں وہ نبی نہیں جس سے خطا ہو جائے آدمؑ سے کبھی کوئی خطا نہیں ہوئی آدمؑ خطا کار نہیں تھے آدمؑ معصوم تھے معصوم سے خطا نہیں ہوتی، آدمؑ کیوں روئے آدمؑ اس لئے روئے کہ جب ہابیل جیسا بیٹا شہید ہو گیا تو اللہ نے کہا آدمؑ بیٹے کے مرنے کا بہت افسوس ہے، ہم تمہیں دوسرا بیٹا دے دیں گے جو تمہارا وارث بنے گا ہم شیث جیسا بیٹا دیں گے اُس سے تمہاری نسل چلے گی لیکن یاد رکھنا آدمؑ تم پہلے نبی ہو اور آخری نبی کا بیٹا جو قتل ہوگا، تمہارا بیٹا زیادہ افضل ہے یا نبی آخر کا بیٹا آدمؑ نے کہا نبی آخر کا بیٹا ہمارے بیٹے سے افضل ہے، بس جب واقعہ سنا تو گریہ کیا امام حسینؑ پر، آدمؑ کے ثواب میں اضافہ ہو گیا۔ آدمؑ کو رونا پسند آ گیا۔ ہر نماز کے بعد رونا تنہائی میں رونا کچھ اتنا اثر تھا شہادتِ حسینؑ میں اثر کیوں نہ ہوتا، مجلس پڑھنے والا کوئی عام ذاکر نہیں ہے اب کیا لہجہ اللہ کا جس لہجے میں انبیاء سے باتیں کرتا تھا اُس لہجے میں واقعہ کربلا سنایا ہوگا تو آدمؑ پر سن کے کیا اثر ہوا ہوگا، جب تک زندہ رہے حسینؑ کو روتے رہے۔

نوحؑ کا دور آ گیا آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم موضوع کو کتنا مختصر کرنا چاہتے ہیں لیکن بقول شیخ پرویز ممتاز صاحب کے کہ بہت وسیع موضوع ہے کوشش تو کریں گے کہ بیچ میں یہ موضوع ختم ہو جائے، بیس تقریروں میں لیکن بہر حال کیونکہ صبح سے آج اتوار کا دن تھا صبح دس بجے سے ایک منٹ کی فرصت نہیں مسلسل تقریریں کرتے ہوئے آپ تک پہنچا ہوں پھر تقریر کر رہا ہوں صبح دس بجے سے مسلسل تقریر کر رہا ہوں اور ابھی تک نہ میں نے کھانا کھایا ہے نہ پانی پیا ہے یعنی قسمیہ نہ کھانا کھایا ہے نہ پانی پیا ہے، بس چائے پی ہے اور پان کھایا ہے اب اسے آپ خطا کہہ لیں خطا تو بہت جلدی فتوے میں آتی ہے مسلمانوں کے تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ موضوع کو میں سمیٹنا چاہتا ہوں لیکن یہ بھی چاہتا ہوں کہ مکمل مضمون ہمارے بچوں ہمارے جوانوں ہمارے بھائیوں تک پہنچے اس لئے میں ہر موضوع کو چاہتا ہوں کہ ایک مکمل دستاویز بنا دوں جب چھپے تو وہ مکمل ایک کتاب ہو اور دس کیسٹ بیس کیسٹ کسی کے گھر میں ہوں اب چونکہ کمپیوٹر کا زمانہ آ رہا ہے تو میں سُنا دوں اور آپ تفصیلات کو محفوظ کر لیجئے، یہ عزاداری کی تفصیلات آنے والی نسلوں کے بھی کام آئے اور حوالے کے طور پر ہر گھر میں موجود ہو۔ ربط اور تسلسل قائم رکھنا ضروری ہے۔ اسلئے میں نے آدمؑ سے شروع کیا ہے غور کیجئے کہ حسینؑ کی عزاداری کوئی اور بیان کر رہا ہوتا تو کہاں سے شروع کرتا بعد کربلا چہلم کی پہلی مجلس سے، مگر میں نے کہاں سے شروع کیا عالمِ نور سے آغاز کیا ہے خلقتِ آدمؑ سے بیان کر رہا ہوں تو دیکھئے موضوع سے قریب ہونے کے لئے ہمیں آگے بڑھنا ہے اور ظاہر ہے کہ آپ بہت اچھی طرح ہمارا ساتھ دے رہے ہیں سمجھ رہے ہیں محسوس کر رہے ہیں، خوش ہو رہے ہیں اور یہ مسرت ہے آپ کی کہ جو علم کو لینے کا طریقہ ہے کشف اور جذب کر رہے ہیں کیا کہنے ہیں ماشاء اللہ آپ کے اہلِ لاہور کے کہ علم پسند حضرات

ہیں سارے ہمارے سامعین علم پسند ہیں۔نوحؑ کا دور آیا اب کوئی تاریخ کھنگالے کہ نوحؑ کا نام کیا تھا نوحؑ کا نام نوحؑ نہیں تھا،عبدالشکور،عبدالغفار،عبدالوہاب مختلف نام لکھے ہوئے ہیں حضرتِ نوحؑ کے،نوحؑ نام نہیں ہے نوسو برس زندہ رہے حیاتِ نوحؑ یہ کہتی ہے کہ نوسو برس تک روتے رہے اور اتنا روئے کہ نام پڑ گیا نوحؑ،نوحؑ نے اپنی قوم پہ اتنا نوحہ پڑھا اتنا گریہ کیا کہ نام ہو گیا نوحؑ انجیل میں نام ہے نُوحا،وہی ہے نوحہ جو ہمارے پاس ہے جو ہم محرّم میں پڑھتے ہیں،نوحہ سے ہے نوحا نوحؑ کا نام ہی ہے نوحہ جو ہمارے یہاں ہے جو ہم محرّم میں پڑھتے ہیں اب اگر نوحہ پڑھنا بدعت ہے تو جناب نوحؑ کو کہا جائے اس لئے کہ نوسو برس جس نے نوحہ پڑھا ہو ہم تو بس بیس سال پچیس سال نوحہ پڑھیں گے اور چل دیں گے پیغمبر نے نوسو برس تک نوحے پڑھے اب مجھے نہیں معلوم کس زبان میں پڑھے پنجابی میں کہ اُردو میں فارسی میں نوحے پڑھتے ہیں نوحؑ نے شاید عبرانی زبان میں پڑھے پوری زندگی کیا قوم پر نوحؑ نے نوحے پڑھے قوم پر روتے رہے یہ بھی آپ نے نوحؑ کے ساتھ انصاف نہیں کیا قوم پر کیا رونا ارے اگر نہیں مانتی تو نہ مانے ایمان تو یہ قوم لائے گی نہیں سب کو فنا ہونا ہے رونا کیا لیکن یہ طے ہے اگر آپ نے لکھا ہے تو یہ طے ہے کہ بعض پیغمبر اپنی قوموں پر روئے اپنی قوم کے بد بختوں پر روئے تو ہمارے رونے کو بچ کر لیجئے ہوسکتا ہے حسینؑ کے رونے کے ساتھ ساتھ ہم کسی قوم کی بدبختی پر بھی روتے ہوں،افسوس ہوتا ہو جیسے نوحؑ کو افسوس ہوا لیکن ایسا ہے نہیں...... جو آدمؑ کا گریہ تھا وہی نوحؑ کا گریہ تھا، جب حکم الٰہی ہوا کشتی بناؤ کائنات کی پہلی کشتی بنی کشتی ایجاد ہوئی،پہلی کشتی بنی جب کشتی بنانے کا وقت آیا اور کھجور کے درختوں کی لکڑی کے تختے نوحؑ نے اتارے تو نوحؑ نے کہا یہ تختے کیسے جڑیں گے اور جبریلؑ نے پانچ کیلیں لا کر جنّت سے دیں کہا ان کیلوں کو لکڑی کے تختوں میں لگا کر

جوڑ دیجئے نوحؑ نے وہ لکڑی کے تختے جوڑنا شروع کیۓ اُن کیلوں سے پہلی کیل دوسری کیل، تیسری کیل، چوتھی کیل، جیسے ہی پانچویں کیل لگائی، اُس کیل سے لہو کی دھار چلی رُک گیۓ، کہا جبریل امینؑ میرے معبود سے پوچھو چار کیلیں ہم نے سفینے میں لگائیں یہ پانچویں کیل لگاتے ہی لہو کی دھار چلی...... اللہ نے وحی کی انبیاءؑ پر اُس زمانے میں اسی طرح وحی ہوتی تھیں واقعہ کربلا بھی وحی کا حصہ ہے ہر عہد میں واقعہ کربلا وحی بن کر پیغمبروں پر آیا اللہ نے کہا نوحؑ یہ کیلیں پنجتن کے نام کی ہیں انہیں سے تمہارا سفینہ چلے گا، ایک کیل محمدؐ کے نام کی ہے، ایک علیؑ کے نام کی ہے ایک فاطمہؑ کے نام کی ہے ایک حسنؑ کے نام کی ہے ایک حسینؑ کے نام کی ہے یہ جو پانچویں کیل ہے حسینؑ کے نام کی اس کو جب تم نے سفینے میں لگایا تو خون بہا بہت بے دردی سے پنجتن کا یہ پانچواں شہید قتل کیا جائے گا۔ اب وحی ہو رہی ہے نوحؑ پر واقعہ کربلا نوحؑ سن رہے ہیں جب آدمؑ نے سنا تھا تو کائنات کی پہلی مجلس ہوئی تھی تو ایک سامع تھا جب دوسری مجلس ہوئی تو اب نوحؑ اکیلے نہیں اہل سفینہ بھی ہیں مجلس کا مجمع بڑھ گیا تھا لیکن ذاکر نہیں بدلا، ذاکر وہی اللہ جب تک ذاکر نہ آ گیۓ اللہ اس فریضے کو خود ادا کرتا رہا جب ذاکر آئیں گے دیکھا جائے گا، حسینؑ کے ذاکر جب تک نہیں آتے اللہ نے کہا مجلس حسینؑ کی ہم پڑھیں گے اور سننے والے جب آئیں گے دیکھا جائے گا، ابھی تو سننے والے انبیاءؑ ہیں اور ان کے اصحاب ہیں جس مجلس کو انبیاءؑ نے سنا ہو اصحاب نے سنا ہو اور اللہ نے پڑھا ہو۔ وہی کام تو ہم کر رہے ہیں یہ کارِ انبیاءؑ ہے یہ کارِ الٰہی ہے یہ سنت الٰہی ہے یہ سنت انبیاءؑ ہے نوحؑ رونے لگے وحی ہوئی کہا نوحؑ کشتی چلے گی عالم ڈوب جائے گا لیکن تمہاری کشتی جس سرزمین پر جا کر رکے گی، وہاں تمہاری کشتی تمہارا سفینہ بچ جائے گا...... اب کشتی زمین پر رُکی دیکھئے سفینہ چلا کائنات ڈوبی توجہ، ساری کائنات ڈوبی

آسمان سے پانی زمین سے پانی سب ڈوب گئے جو سفینے میں تھے بچ گئے۔نوحؑ کی کشتی بچی ساری زمینیں ڈوب گئیں کہ ایک بار ایک زمین اُبھری نوحؑ نے کہا یہ کونسی زمین ہے زمین نے آواز دی میں کعبے کی زمین ہوں کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ایک اور زمین اُبھری اور کعبے کی زمین سے افضل ہوگئی نوحؑ نے کہا کون کہا میں کربلا ہوں میں کعبے کی زمین سے افضل ہوں، کعبے میں صرف اللہ کا گھر ہے وہاں اللہ ہے نہیں، میں وہ ہوں جہاں نبی آخر کا لہو ہے میں افضل ہوں یہاں نبی کے جگر گوشے سوئیں گے آواز آئی نوح یہاں تمہارا سفینہ ٹھہرے گا کربلا کی زمین پر نوحؑ کی کشتی رُک گئی نوحؑ سفینے سے اُترے کشتی میں بھی مجلس ہوئی کربلا میں اترے تو پھر مجلس ہوئی اب پتہ چلا کہ نوحؑ جب تک زندہ رہے کیوں روئے قوم کے نوحے نہیں پڑھے جب تک زندہ رہے حسینؑ کے مرثیے اور نوحے پڑھے۔ابراہیمؑ کا دَور آیا اور جب خواب میں دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کرو تفصیل کی ضرورت نہیں ہے سب آپ کا سنا ہوا ہے جب اسمٰعیل کو لٹا دیا اور آنکھ پر پٹی باندھ لی اور چھری گلے پر رکھ دی اور جب پٹی کھولی تو بیٹا مسکرا رہا تھا اور ایک دنبہ ذبح ہو گیا تو کہا پروردگار کیا قربانی کو تو نے قبول نہیں کیا۔اللہ نے کہا ابراہیمؑ قربانی تو قبول ہوگئی لیکن ذبح عظیم کے لیئے اس قربانی کو روک لیا۔ابراہیمؑ نے کہا ذبح عظیم کون ہے کہا اسمٰعیل تمہارا بیٹا ہے ذبحِ عظیم محمدؐ کا بیٹا ہے حسینؑ کو عظیم بھی کہتے ہیں اور حسینؑ کے علاوہ لفظِ عظیم کسی پر جچتا ہی نہیں شہید اعظم ہیں حسینؑ عظیم ہیں حسینؑ، واقعۂ کربلا سے تین ہزار برس پہلے ہوئی یہ قربانی اب ایک بار پھر واقعہ کربلا ابراہیمؑ کو اور اسمٰعیل کو سنایا، اللہ نے، تاریخ انبیاء کی تیسری مجلس سے سامع بڑھ گئے اب دو نبی سن رہے تھے اور اللہ مجلس پڑھ رہا تھا کہاں کہاں مجلس ہو رہی ہے غور کر رہے ہیں آپ جدہ میں مجلس ہوئی کربلا میں آدمؑ آئے تو مجلس ہوئی کشتی نوحؑ پر مجلس ہوئی کوہِ جودی پہ مجلس ہوئی کوفے سے کشتی چلی

تو مجلس ہوئی اور اب منیٰ پر مجلس ہوئی پڑھنے والا اللہ سننے والے ابراہیم اور اسمٰعیل یہ تاریخ انبیاء کی تیسری مجلس اور چوتھی مجلس اس وقت ہوئی جب حضرت موسیٰ کا دَور آیا اور ایک سال کہا کوہِ طور پر جا کر موسیٰؑ نے پروردگار تو نے جنّت تو بنائی ہے اچھے لوگوں کے لئے لیکن جہنم کیوں بنائی ہے تو اللہ نے کہا وہ کوہِ طور کی اس وادی میں دیکھو موسیٰ نے نگاہ اُٹھائی تو کئی ہزار کا لشکر نظر آیا اور ایک طرف چند خیام نظر آئے کہا تم نے دیکھا یہ لشکرِ یزید ہے اور یہ خیامِ حسینؑ ہیں اس خیمے میں وہ ہیں جو ان کو مانیں گے اُن کے لئے جنّت جو یزید کو مانیں کے اُن کے لئے جہنم ہے، یہ موسیٰؑ کے منشور میں درج ہے، موسیٰؑ پر جو اصولِ دین اُترے تھے اُن میں ایک عاشورہ بھی ہے، موسیٰؑ نے اپنی قوم کو حکم دیا تھا عاشور پہ رویا کرو۔ شریعت موسیٰؑ میں رونے کا حکم ہے توحید سے بات شروع ہوتی ہے موسیٰؑ کی شریعت میں عاشور کو رویا کرو غم پر ختم ہوتی ہے محرم کی دسویں کو رویا کرو موسیٰؑ روئے واقعہ کربلا سنا اصحابِ موسیٰؑ نے بھی سنا یہ تاریخ انبیاءؑ کی چوتھی مجلس تھی اور پانچویں مجلس کا حال سنیئے اپنے ساتھیوں کو لئے ہوئے حوارئین کو عیسیٰؑ چلے اور جب عراق کی سرزمین پر پہنچے تو سامنے سے ایک شیر آیا ناسخ التواریخ سے مسلسل پڑھے جا رہا ہوں مشہور تاریخ کی کتاب ہے اور کئی جلدوں میں ہے متعدد ایڈیشن ایران میں چھپے شیر نے راستہ روکا کہا پروردگار یہ شیر نے میرا راستہ کیوں روکا کہا اس صحرا میں یہ رہتا ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ ادھر سے کوئی نبی گزرے یا ولی جب تک حسینؑ کے قاتل پر لعنت نہیں کرتا، یہ شیر اس کو جانے نہیں دیتا دیکھئے مجلس سے اللہ ڈھیرے ڈھیرے شعور بلند کر رہا ہے پہلے واقعہ سنایا پھر مصائب بتائے، پھر گریہ کا ثواب بتایا اب عیسیٰؑ کے دَور تک آتے آتے بتایا کہ قاتل پر لعنت بھی ہوگی، عیسیٰؑ نے یزید پر لعنت کی شیر راستے سے ہٹ گیا، عیسیٰؑ گزر گئے، واقعہ کربلا سنا اپنے ساتھیوں کو سنایا یہ ہے تاریخ انبیاء کی

پانچویں مجلس اور اب عیسیٰؑ گئے تو آخری نبی محمدؐ آگئے اور تاریخ انبیاء کی انوکھی مجلس بتانی تھی لیکن قبل از شہادتِ حسینؑ اس وقت ہوئی جب نواسہ گود میں آیا گلا چوما اور ایک بار رونے لگے بیٹی نے پوچھا گلا چوم کر کیوں روئے کہا کچھ یاد آ گیا۔ موقع تھا خوشی کا خود رو لیتے گھر والوں کو تفصیل نہیں بتائی تھی لیکن حضرت اُمِ سلمہ، حضرت عائشہ، حضرت میمونہ، حضرت زینب بنت جحش، رسولؐ کی بیبیاں اس روایت کو بیان کرتی ہیں رسولؐ اللہ کی بیبیوں سے یہ روایت ہے اور جناب اُمِ سلمہ نے تفصیل بتائی کہ ایک دن رسولؐ میرے گھر مہمان ہوئے تقریر ختم ہوگئی یہ تاریخ انبیاؑ کی مجلس بتا رہا ہوں کہ آخری نبیؐ کے گھر میں کیسے ہوئی، حسینؑ کی مجلس قبل از شہادت، اُم المومنینؑ کہتیں ہیں کہ رسولؐ اپنے حجرے میں تھے چادر مانگی اوڑھ کر سوئیں اور مجھ سے کہا اُم سلمہ کوئی بھی آئے تو کہہ دینا کہ طبیعت ناساز ہے ہم کسی سے ملاقات نہیں کریں گے کچھ دیر نہ گزری تھی کہ اُمِ سلمہ کہتی ہیں کہ میرے گھر کا دروازہ کھلا اور چھوٹا نواسہ حسینؑ کھیلتا ہوا آیا اور آتے ہی اُس حجرے کی طرف بڑھا جہاں رسول اللہؐ آرام فرما رہے تھے اس پوری روایت کو محدث دہلوی اہلحدیث تھے دہلی کے مشہور عالم آج سے سو برس پہلے تھے انہوں نے اپنی کتاب سرّ الشہادتین کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے اُس کتاب کا موضوع یہی روایت ہے اور ہر فقیہ اس روایت کا قائل ہے وہ لکھتے ہیں اُمِ المومنین کے بیان پر کہتی ہیں حسینؑ نانا کے حجرے کی طرف بڑھے میں دوڑی کہ حسینؑ کو روکوں کہ تمہارے نانا آرام کر رہے ہیں اُدھر جانا نہیں جب آوازیں بلند ہوئیں تو رسولؐ اللہ نے آواز دی اُمِ سلمہ کون آیا ہے میں نے کہا حسینؑ آئے ہیں کہا میں نے حسینؑ کو نہیں منع کیا تھا اگر وہ آتا ہے تو اس کو آنے دو اُمِ سلمہ حسینؑ کو نہ روکنا...... آنے دو، اُمِ سلمہ کہتی ہیں کہ میں پیچھے ہٹ گئی حسینؑ فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ نانا کے حجرے کی طرف بڑھے تو میں بھی

پیچھے پیچھے چلی میں نے دیکھا کہ جیسے ہی حسینؑ حجرے میں داخل ہوئے پانچ سال کے حسینؑ رسولؐ اللہ نے دوڑ کر حسینؑ کو بانہوں میں لے لیا اور حسینؑ کو لے کر سینے پہ بٹھالیا اور لیٹ گئے اور حسینؑ سینے پر رسول اللہؐ کے بیٹھ گئے میں بھی مسکرادی کہ رسول اللہؐ خوش ہو رہے ہیں حسینؑ کو دیکھ کر مسکرا رہے ہیں طبیعت بھی ٹھیک ہوگئی ہے، حسینؑ کو دیکھ کر اُم سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا بہت پیار سے ہاتھوں کو چومتے حسینؑ کے پیروں کو چومتے حسینؑ کے اور باتیں کرتے تو نانا جواب دیتے ہیں ہنس کے سینے پر بیٹھ کر باتیں کرتے رہے، میں خوش ہوگئی کہ رسولؐ اللہ کی طبیعت ٹھیک ہوگئی مجھے اطمینان ہوگیا میں صحن میں آ گئی اور اپنے کام میں مشغول ہوگئی، کچھ دیر نہ گزری تھی کہ مصروفیت کے درمیان ایک بار میرے کانوں میں رونے کی آواز آئی میں نے چاروں طرف گھبرا کے دیکھا تو محسوس کیا کہ حجرۂ رسولؐ سے رونے کی آواز آ رہی تھی میں جلدی جلدی چلی اب جو حجرے کے دروازے پر پہنچی تو عجیب منظر دیکھا کہ حسینؑ کھیلتے کھیلتے نانا کے سینے پر سو گئے اور غافل سو رہے ہیں لیکن رسولؐ اللہ کا ایک ہاتھ سیدھا ہاتھ مٹھی بند تھی اور وہ ہاتھ زمین پر رکھا ہوا ہے اور بار بار اُس مٹھی کو لا کر سونگھتے اور چیخ کر روتے ہیں ایک دم حجرے میں داخل ہوگئی اور پریشانی کے عالم میں میں نے کہا یا رسول اللہؐ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رُلائے، یہ تو خوشی کا موقع تھا کہ نواسہ آیا آپ تو ابھی ہنس رہے تھے مسکرا رہے تھے میں تو سمجھی آپ بہت خوش ہیں یہ رونے کا کیا سبب تو کہا ہاں اُمِ سلمہ بیٹھ جاؤ میں تمھیں بتاتا ہوں تم رازدارِ نبوت ہو تمھیں بتاتا ہوں تم سِرِ نبوت کو سمجھ سکتی ہو۔ بیٹھو...... اُمِ سلمہ ...... حسینؑ کھیلتے کھیلتے جیسے ہی میرے سینے پر سو گئے اللہ نے جبریلؑ کو بھیجا اور مجھ پر وحی کی اور جبریلؑ نے آ کر وحی میں یہ کہا کہ جس نواسے سے آپ اتنی محبت کرتے ہیں ایک دن اس کو کربلا کے میدان میں تین دن کا بھوکا پیاسا ذبح کر دیا

جائے گا اسے قتل کر دیا جائے گا اُمِ سلمہ جبریل نے ہمیں کربلا کا پورا واقعہ سنایا اور اُس کے بعد کربلا کی مٹی لاکر مجھے دی...... یہ کربلا کی مٹی ہے جہاں حسینؑ قتل ہوگا، اے اُمِ سلمہ ہم نے جیسے ہی کربلا کی مٹی کو سونگھا وہی خوشبو آئی جو حسینؑ کے جسم سے آتی ہے وہی اس خاکِ کربلا سے آتی ہے، مجلس یہاں پہ ہوگئی تھی یہ نبیؑ کے گھر کی مجلس ہے وہی مجلس جو آدمؑ کے گھر سے شروع ہوئی اور سنتِ انبیاءؑ بن کر نبیؑ کے گھر تک آئی ابھی واقعہ کربلا تو نہیں ہوا حسینؑ گود میں زندہ ہیں اور نبی رو رہا ہے زندہ کو یوں رویا جاتا ہے، زندہ کو یوں رو جیسے پیغمبرؐ حسینؑ کو گود میں لٹا کر روئے حسینؑ مارے تو نہیں گئے ابھی تو صرف خبر آئی ہے لیکن نانا رو رہا ہے اب سمجھو کہ حسینؑ پر رونے کا ثواب کیا ہے، یہ رسولؐ کی بیبیوں سے پوچھو محدثین سے پوچھو حدیثوں سے پوچھو، تقریر یہاں تمام ہوگئی لیکن چند جملے اور چند لمحے مجلس تو پوری کر دوں کہ نبی کے گھر میں یہ مجلس ہوئی کیسے......اور اس مجلس کا انجام کیا ہوا......ایک بار قریب بلایا اور کہا اُمِ سلمہؓ...... یہ کربلا کی مٹی ہے یہ امانتاً تمہیں دیتا ہوں، اس کو حفاظت سے رکھنا ایک جملہ دے دوں اکثر میں رقت کے جملے کہتا ہوں دیکھئے روایت سب سے ہے اُمِ المومنین حضرت عائشہ، جناب میمونہ جناب زینب بنت جیش سب کتابوں میں ہے محدثین نے سب کے حوالے سے لکھی ہیں، لیکن مٹی کسی کو نہیں دی اس لئے کہ علم غیب جانتے تھے کہ واقعہ کربلا کے وقت میری سب بیویاں مرچکی ہوں گی صرف ایک ہی زندہ رہے گی اُمِ سلمہؓ، اکسٹھ ہجری تک زندہ رہیں حضرت عائشہ واقعہ کربلا سے پہلے مرگئیں زینب بنت جیش بہت پہلے مرگئیں جناب میمونہ بہت پہلے مرگئیں، صرف اکسٹھ ہجری تک نوے سال کی عمر پیغمبر کی ایک بیوی نے پائی اب سمجھے آپ کہ علم غیب نبی کو کیسے ہوتا ہے اس خاک کو حفاظت سے رکھنا اور اُمِ سلمہ اس خاک کو رکھنا حفاظت سے اور اسے دیکھتی رہنا، جس دن یہ خاک یہ مٹی

خون ہو جائے مٹی نہ رہے بلکہ خون بن جائے اس دن سمجھ جانا حسینؑ مارا گیا...... میرا حسینؑ مارا گیا۔اب میں کیا پڑھوں مجلس ہو رہی ہے نبیؑ کے گھر کی اور اس مجلس کو میں کامل کرر ہا ہوں کہ یہ مجلس کہاں تک ہے،اُم سلمہ نے ایک شیشہ لیا اور اُس میں خاک کو حفاظت سے رکھا اور اپنے حجرے کے ایک طاق میں حفاظت سے رکھ دیا اور طاق میں رکھ کر اس پر ایک پردہ ڈالا گیارہ ہجری میں نبیؑ نے وفات پائی چند مہینے کے بعد جناب فاطمہؑ کی وفات ہوئی چالیس ہجری میں علیؑ کی شہادت ہوئی پچاس ہجری میں حسنؑ کی شہادت ہوئی پلک جھپکتے دن گزر گئے پچاس برسوں میں اُم سلمہؑ نے دیکھا کہ آلِ محمدؐ پر کیا کیا مصیبتیں گزریں یہاں تک کہ دس برس اور گزر گئے اور اکسٹھ ہجری آ گئی جناب اُمِ سلمہ کی ایک عادت تھی کیونکہ حکم نبیؑ تھا اس لئے صبح کی نماز،ظہرین کی نماز مغربین کی نماز پڑھ کر سیدھی طاق کے پاس جاتیں پردہ ہٹایا شیشی کو غور سے دیکھا۔ دیکھا خاک محفوظ ہے پردہ ڈالا واپس آ گئیں کچھ سمجھے...... دیکھا خاک محفوظ ہے پردہ ڈالا واپس آ گئیں...... کچھ سمجھے...... نبیؑ کی بیوی نے بتایا ہر نماز کے بعد حسینؑ کے امام باڑے کی طرف جانا چاہئے یہ نبیؑ کی زندگی میں نبیؑ کے گھر میں حسینؑ کا امام باڑہ بنا طاق میں پردہ ہے یہ امام باڑہ ہے عزا خانہ ہے اور یہ جو شیشہ رکھا گیا یہ شیشے کا پہلا تعزیہ ہے۔تعزیہ تیمور لنگ نے پہلے نہیں بنایا نبیؑ کے گھر میں حکم نبیؑ سے اُمِ المومنین جناب اُمِ سلمہؑ نے پہلا تعزیہ بنایا اور پہلا تعزیہ نبیؑ کے گھر میں رکھا گیا۔پہلی صفِ عزا نبیؑ کے گھر میں بچھی پہلا امام باڑہ، پہلا عزا خانہ علم اور تعزیہ کا اُمِ سلمہ کے گھر میں بنا۔اٹھائیس رجب کو حسینؑ چلے تو نانی کو سلام کرنے چلے، گھر میں آئے کہا نانی خدا حافظ، حسینؑ پردیسی ہوئے تو نانی نواسے سے لپٹ گئی کہا بیٹا کہاں کا ارادہ ہے کہا نانی اماں کوفے کی طرف جانے کا ارادہ ہے کہا بیٹا اُدھر نہ جانا تمہارے نانا کہا کرتے تھے کہ عراق کی طرف تم

شہید کئے جاؤ گے، وہاں نہ جانا۔ کہا نانی جب مقدر ہے اور جب نانا کہہ چکے تو ہمیں وہیں جانا ہے۔ بڑا آسرا تھا نانی نوے برس کی تھیں، نواسہ بہت خدمت کرتا تھا نواسے کے ساتھ ہی گھر میں رہتی تھیں، اس ضعیفی میں نواسہ بھی چلا اور صرف نواسہ ہی نہیں پورا گھر جا رہا ہے سارے جوان جا رہے ہیں بہنیں جا رہی ہیں گھر خالی ہو رہا ہے اُمِ سلمہ نے کہا کل شام سے گھر کے چاروں طرف سے رونے کی صدائیں آ رہی ہیں حسینؑ نے کہا نانی اماں یہ جنات رو رہے ہیں مجھے الوداع کہہ رہے ہیں یہ نانا کی قوم ہے جنا توں کی مجھے الوداع کہہ رہے ہیں، اُمِ سلمہؓ کہتی ہیں حسینؑ چلے گئے مدینہ اُجڑ گیا۔ نبی کے گھر سناٹا ہو گیا۔ حجرے ویران ہو گئے صحن میں خاک اُڑنے لگی شہر ویران ہو گیا لیکن میری عادت ہو گئی نماز پڑھی اُس طاق کے قریب جاتی پردہ ہٹا کے اُس شیشی کو روز دیکھتی اُمِ سلمہ کہتی ہیں کہ حسینؑ اٹھائیس رجب کو گئے شعبان کا مہینہ گزرا، رمضان کا مہینہ گزرا، شوال کا مہینہ گزرا، ذیقعدہ کا مہینہ گزرا، ذی الحجہ کا مہینہ گزرا، جب محرّم کا چاند ہوا تو آپ سے آپ میری آنکھوں میں آنسو چھلکنے لگے۔ آنسو چلے جناب اُمِ سلمہؓ کہتی ہیں کہ جب سات محرّم آئی تو کھانا کیا میں نے پانی پیا تو حلق سے پانی نہیں اُترا حلق سے پانی نہیں اُترا حلق میں پانی اٹکنے لگا لیکن میں ہر نماز کے بعد اُس طاق کے پاس جاتی جناب اُمِ سلمہؓ کہتی ہیں عجیب جملہ ہے روایت کا جناب اُمِ سلمہؓ کہتی ہیں جب عاشور کا دن آیا اور میں سو کر اُٹھی اور صحن میں آئی مجھے حسینؑ کے لہو کی خوشبو ۔ ایک مصرعہ سن لو تمہیں یاد آ گیا ہوگا پنجاب میں یہ نوحہ بہت پڑھا جاتا ہے:

حسینؑ تیرے لہو کی خوشبو
فلک کے دامن سے آ رہی ہے

اُم سلمہؓ کہتی ہیں فضا میں حسینؑ کے لہو کی خوشبو آنے لگی، میں نے صبح کی نماز پڑھی پردہ ہٹایا خاک سلامت تھی جب ظہر کا وقت آیا میں ظہر کی نماز پڑھ کر مصلے پر لیٹ گئی

اور میری آنکھ لگ گئی میں نے خواب میں دیکھا سامنے رسولؐ خدا کھڑے ہیں میں نے پہلے کبھی اُن کو اس حالت میں نہیں دیکھا تھا کہ زلفیں بکھری ہوئیں، سر پر خاک پڑی ہوئی چہرے پر لہو ملا ہوا، رسولؐ کے ہاتھ میں دو بڑے بڑے شیشے ہیں اور اس میں تازہ لہو جوش کھا رہا ہے، تو میں نے گھبرا کر کہا یا رسول اللہؐ یہ کیا عالم ہے تو رسول اللہؐ نے کہا میں کربلا سے آیا ہوں دیکھو اس شیشے میں علی اصغرؑ کا لہو ہے عباسؑ کا لہو ہے، علی اکبرؑ کا لہو ہے، قاسمؑ کا لہو ہے، حسینؑ کا لہو ہے، میرے بچوں کا لہو ہے، کہتی ہیں میری آنکھ کھل گئی، گھبرا گئی، جہاں کربلا کی مٹی رکھی تھی اس طاق کا پردہ ہٹایا، اب جو میں نے پردہ ہٹایا شیشی میں خاک نہیں تھی، شیشے میں تازہ خون جوش مار رہا تھا، کربلا سے خاکِ شفا کی تسبیح آتی ہے تو تسبیح لال ہو جاتی ہے اسی واقعے کی یادگار عاشور کو خاکِ شفا سرخ ہو جاتی ہے جناب اُمِ سلمہؓ نے دیکھا وہاں خاک نہیں تھی تازہ لہو جوش مار رہا تھا عاشور کا دن ہے ایک بار جناب اُمِ سلمہؓ نے وہ شیشی کا تعزیہ وہاں سے اُٹھایا پہلا تعزیہ کہاں اُٹھا رسولؐ کے گھر میں کس نے اُٹھایا جناب اُمِ سلمہؓ نے...... ایک بار تعزیے کو ہاتھ میں لیا اُس میں تازہ لہو تھا ایک بار آواز دی بنی ہاشم کی عورتو! آؤ اُمِ البنینؑ آ جاؤ سب عورتوں کو آواز دی کہا کیا ہے اُمِ سلمہؓ نے کہا میرا نواسہ مارا گیا حسینؑ مارا گیا کہا کیسے معلوم...... کہا رسولؐ نے کہا تھا اس شیشی کو دیکھو یہ خاک شفا لہو ہو گئی، سب کو یقین آ گیا تو کیا کہا جناب اُمِ سلمہ نے کہا میں اس کو بیچ میں رکھتی ہوں تم ساری عورتیں اس کے اِردگرد بیٹھو اور بال کھول لو حسینؑ کا ماتم کرو ایک بار تمام بیبیوں نے حلقہ کیا بیچ میں تعزیہ تھا، حسینؑ کا لہو اور ایک ایک بی بی کہتی جاتی ہائے حسینؑ ہائے حسینؑ، تھوڑی دیر گزری تھی کہ جناب صغریٰؑ آئیں جناب اُمِ سلمہؓ نے چادر اُٹھائی اور تعزیے پر ڈال دی اور کہا صغریٰؑ باپ کا لہو نہ دیکھے صغریٰ صغریٰؑ ایک بیٹی سکینہؑ ہے اُمِ سلمہؓ اُس بیٹی نے کربلا میں باپ کے گلے سے بہتا ہوا خون دیکھا۔

چوتھی مجلس

سقراط اور عزاداری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

ہم نے اپنے عنوان کو جیسا کہ کل عرض کیا ''اقوامِ عالم اور عزاداریٔ حسینؑ'' قبل از شہادت حسینؑ سے شروع کیا ہے اور دنیا میں واحد یہی ایک ایسا واقعہ ہے کہ جس کی پیشینگوئیاں تمام انبیاءؑ نے کر دی تھیں اور تفصیلات انبیاؑ نے اپنی قوم کو بتا دی تھیں۔ یہ پیش گوئیاں اس بات کی دلیل ہیں کہ واقعۂ کربلا کتنا محکم، کتنا سچا، کتنا عظیم اور عالم انسانیت کی ضرورت ہے خیمۂ سادات کے متولی جناب حسن رضا صاحب کی طرف سے ایک اعلان ہے کہ آج کی گاڑیاں اور کاریں ذرا دور کھڑی کی گئی ہیں تو پیغام ان کا یہ ہے کہ آپ کی سہولت کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ آپ کو کوئی پریشانی کوئی دقت نہ ہو کچھ دور پیدل چل کر آپ کو عزاخانے تک آنا پڑ رہا ہے لیکن چونکہ تمام ٹریفک اور سڑکیں بند کی گئی ہیں انتظامیہ کی طرف سے تاکہ جو شور ٹریفک کا ہے جو مجلس میں حائل ہوتا تھا وہ نہ ہو اور سکون سے آپ بیٹھ کر مجلس سنیں۔ گفتگو اس منزل تک پہنچی چوتھی تقریر تک کل ہم نے گفتگو کو یہاں پر تمام کیا تھا کہ آدمؑ سے عیسیٰؑ تک تمام انبیاءؑ کو اللہ نے واقعہ کربلا کی اطلاع دی توریت میں زبور میں انجیل میں تینوں آسمانی کتابوں میں

واقعہ کربلا کی تفصیلات اور امام حسینؑ کی عظمت اب تک موجود ہے اور کوئی اسے نکال نہیں سکا اس لئے نہیں نکال سکا کہ قرآن کی بعض آیتیں آپ نے اس طرح بھی پڑھی ہونگی کہ آیت کو شروع کرنے سے پہلے اللہ یہ کہتا ہے کہ انجیل میں یہی درج ہے مشہور شیعہ سنی بھائی جوان بچے بوڑھے سب کو یہ بات یاد ہوگی کہ ہمارے نبی کا نام انجیل میں احمدؐ ہے۔

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (سورۂ صف آیت نمبر ۶)

مشہور آیت ہے کہ قرآن میں کہا کہ محمدؐ کا نام انجیل، توریت میں احمدؐ ہے قرآن کی ایک آیت ہے اس طرح قرآن میں بہت سی آیتیں ہیں کہ اللہ کوئی بات بیان کرتا ہے تو کہتا ہے کہ توریت میں یوں ہے انجیل میں یوں ہے مثلاً مشہور آیت ہے قرآن کی

﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ﴾ (الانبیاء:۱۰۵)

اور ہم نے بعد از ذکر زبور میں یہ لکھ دیا کہ زمین کے مالک ہمارے صالح بندے ہوں گے یہ مشہور آیت ہے اور صالح کا لفظ ص ال ح کا لفظ یہ لفظ اب اگر استعمال ہوا ہے کسی شخصیت کے لئے تو صرف ایک شخصیت کے لئے جب آپ عاشور کے دن حضرت عباسؑ کی زیارت پڑھیں گے دیکھئے سب کو یاد آ گیا **السلام علیك عبد الصالح** اے اللہ کے صالح بندے عباسؑ تم پر سلام قرآن کی آیت کی تصدیق ہے زیارت گویا کربلا کے ایک صالح کو پہچان لو عباسؑ جیسا تو عباسؑ جیسے جتنے صالح ہونگے وہی اس زمین کے وارث ہونگے اس زمین کے وارث کوئی نہیں ہو سکتے، صالح بندے

ہونگے ،تو قرآن میں آیتوں میں یہ اصطلاح ہوتی ہے کہ توریت میں ہم نے یوں لکھ دیا انجیل میں ہم نے یوں لکھ دیا زبور میں ہم نے یہ کہہ دیا تھا موسیٰ پر ہم نے یہ وحی کردی تھی تو قرآن معجزہ ہے جو چیز قران کہہ دے کہ یہ چیز انجیل میں ہے تو اب انجیل سے کوئی نکال نہیں سکتا توریت سے کوئی نکال نہیں سکتا اور اس پر بڑی کتابیں لکھی گئیں کہ توریت میں انجیل میں زبور میں حسینؑ کا ذکر کہاں کہاں پر ہے،انجیل جو موجود ہے۔ اور ہر زبان میں چھپتی ہے بازار میں مل جاتی ہے اس میں توریت، زبور، غزل الغزلات،حضرت سلیمان کی کتاب سب شامل ہےاور اس کے بعد جو حضرت عیسیٰ کے حواری تھے اور اُن کے نائبین آئے خصوصاً حبوق، یشع ، ان کے اقوال اور خطوط بھی انجیل میں شامل ہیں۔اصل کتاب جو حضرت عیسیٰؑ کی ہے وہ اُتنا حصہ ہے انجیل کا بائبل میں اُس کو مکاشفہ یوحنا کہتے ہیں اصل وہ حضرت عیسیٰؑ پر اتریں وہ اُس میں مکاشفہ یوحنا اصل کتاب حضرت عیسیٰؑ کی۔اُس کی ایک سوچھتالیسویں آیت میں یرمیا نبی کہتے ہیں کہ فرات کے کنارے رب الافواج نے ایک ذبیحہ مقرر کیا ہے، یہ حضرت ابراہیمؑ کے تین سو سال کے بعد آئے اور اس وقت آج سے ساڑھے چار ہزار برس پہلے انہوں نے یہ بات کہی کہ وہ ذبیحہ جو برّہ ہے وہ فرات کے کنارے ذبح کیا جائے گا اور اُسی آیت میں انجیل میں یہ بھی ہے سورہ ہے دسواں اور آیت ہے ایک سو چھتالیس کہ جب ایک گروہ اُس کو قتل کر دے گا تو وہ خود بھی قتل کریں گے اور بعد میں قتل ہو جائیں گے بظاہر دنیا یہ سمجھے گی کہ ان کی شکست ہوگئی لیکن کائنات کا فاتح یہی شہید ہوگا۔یہی شہید کائنات کا فاتح ہوگا یہ انجیل کی پیشینگوئیاں ہیں اسی انجیل کو پڑھتے پڑھتے آپ آگے جائیں تو جہاں دانیال کی کتاب آئے گی تو وہاں اُردو ترجمے میں بھی لکھا ہوا آپ پائیں گے سرخی ’’نوحہ‘‘ اور جب آپ اسے پڑھیں گے کہ دانیال نبی فرات کے کنارے کھڑے ہو کر

حسینؑ کا نوحہ پڑھتے ہیں روتے ہیں اللہ کی بارگاہ میں اور حسینؑ کی شہادت پر غم کے الفاظ نبی کی بارگاہ میں تعزیت پیش کرتے ہیں وہ پورا نوحہ حضرت دانیال کا اُردو انجیل میں بھی موجود ہے دیکھیں یوسف کاظمی صاحب سب نوٹ کر رہے ہیں، اور یہ نوٹ کرنے کی چیزیں ہیں اس لئے کہ ہم سے آپ نے سن لیا یہ کافی نہیں ہے اپنی آنکھ سے اُن چیزوں کو جا کر دیکھیں یہ صحیح ہے کہ آپ کو ہمارے اوپر یقین ہے کہ ہم منبر پر کوئی غلط حوالہ نہیں بتائیں گے لیکن آپ کا یقین اور بڑھ جائے گا اس لئے ہر چیز کو اپنی آنکھ سے دیکھیں پتہ میں بتا رہا ہوں۔ پتہ بتانا بھی تحقیق ہے لیکن آپ کا یقین بڑھ جائے اور یہ بحث ختم ہو جائے کہ لکھنو سے عزاداری شروع ہوئی حیدر آباد دکن سے عزاداری شروع ہوئی۔ کوفیوں نے خود ہی مارا خود ہی ماتم شروع کر دیا ارے میں جب کی باتیں کر رہا ہوں جب شیعہ نہیں تھے، حسینؑ کا ماتم اُس وقت سے ہو رہا ہے جب ابھی شہید ہی نہیں ہوئے ہم ہی نے مارا ہم ہی رونے لگے یہ انبیاء کیوں رو رہے ہیں کیا یہی حسینؑ کو ماریں گے...... اگر کسی کو اپنے علم پر ناز ہے یہی میں کہتا ہوں کہ علم ہے کہاں، میں تلاش کروں کس آستانے پر جا کر کیوں کہ مسلمانوں تمہارے یہاں علم نہیں ہے اگر علم ہوتا تو یہ باتیں کیوں ہوتیں۔ اگر علم آ جائے تو جھگڑا کیوں ہو۔ قرآن نے یہی تو اعلان کیا ہے۔ علم آ گیا پھر بھی جھگڑے کر رہے ہو۔

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ (سورۂ آلِ عمران: ۶۱)

''جب علم آ جائے تو جھگڑا نہ کرنا۔''

دیکھئے کیسا اللہ نے منع کیا کہ جب علم آ جاتا ہے جھگڑا نہیں کیا جاتا۔ علم آنے کے بعد جھگڑا نہیں کیا جاتا اور اگر کوئی علم آنے کے بعد بھی جھگڑا کرے تو جس کے پاس علم ہوتا ہے تو وہ پھر جھگڑا نہیں کرتا۔ مقابل جھگڑا کرتا ہے دیکھئے میں منشور دے رہا ہوں

جس کے پاس علم ہوتا ہے وہ جھگڑا نہیں کرتا، لیکن اگر جھگڑا ہو جائے تو پھر جو علم کے مقابل ہے وہ جھگڑا کرے گا تو اب جس کے پاس علم ہے وہ کیا کرے...... کیا وہ بھی جھگڑالو بن جائے کیا وہ بھی لڑنے لگے نہیں اللہ نے فیصلہ کیا نہیں عالمِ کو لڑنے کی ضرورت نہیں ہے جب علم آ گیا تو جھگڑا ختم کرو پھر عالمِ کیا کرے اگر وہ جھگڑا شروع کر دے تو اب کہا تم کیا کرو۔

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ (سورۂ آل عمران:۶۱)

''اگر سچے ہو تو بیٹوں کو لاؤ عورتوں کو لاؤ نفسوں کو لاؤ۔''

سمجھے نہیں آپ اگر جھگڑا کرے کوئی ہم سے علم آنے کے بعد تو ہم سال بہ سال کہتے ہیں آؤ عورتیں آ گئیں بچے آ گئے بیٹے آ گئے ابناءنا بھی ہیں نساءنا بھی ہیں انفسناء بھی ہیں آؤ ہم جھگڑا نہیں کرتے ابناءانا تم بھی لاؤ۔ بچوں کو لاؤ عورتوں کو لاؤ نفسوں کو لاؤ اور جب لے کر آ جاؤ تو بیٹھ کر یہاں کیا کرو۔

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (سورۂ آل عمران:۶۱)

یہ ہے سورہ آلِ عمران قرآن ہے قرآن، یہ ہے علم بڑے سمجھ دار تھے عیسائی پیغمبرؐ نے کہا تھا ہم عورتوں کو لائے بچوں کو لائے نفسوں کو لائے، وہ مقابل میں نیزے لے کر آتے، تلواریں لے کر آتے، کہتے قتل کر دیں گے اگر آ جاتے تو تاریخ میں لکھا جاتا کہ کتنے کمینے تھے چھوٹے چھوٹے بچوں کے مقابل اسلحے لے کر آ گئے گھر کی عورتوں کے مقابل اسلحے لے کر آ گئے عیسائی قیامت تک کے لئے ذلیل ہو جاتا اس لئے سر جھکا کر آیا اور آ کر بیٹھ گیا پوچھا بھی نہیں کہ بچے کیوں آئے عورتیں کیوں آئیں...... دیکھنے آئے انہیں یقین ہی نہیں تھا کہ بچے اور عورتیں آئیں گے مشکل کام ہے ارے بچے

کھیل میں لگے رہتے ہیں اُن سے کہو بیٹا یہ کام کرلو یہ کام کرلینا چلے جانا بچے سنتے کہاں ہیں، محرّم کا چاند نکلا بچوں نے کھیل چھوڑا یہ ہے علم کی طاقت، یہ ہے علم کی طاقت بچے بھی چلے نفس بھی چلا اور آ کر بیٹھ گیا، کیا چیز انہیں نظر آئی جملہ سنیں، عیسائیوں کو کیا نظر آیا، دشمن تھے دشمنی پہ کمر بستہ تھے کیا اچھا لگا۔ جملہ لے لو تمہاری تعریف ہے اچھا لگا، آیا عیسائیوں کو صرف ان کا تہذیب سے بیٹھنا اچھا لگا...... آ ہا ہا جملہ دے دوں۔ اُس شرافت سے بیٹھنے پر جنہیں جلنا تھا اپنے جل گئے غیروں نے کہا مقابلہ نہیں کرتے......

اب تاریخ سے پوچھو کہ عیسائی کیوں ہٹ گئے عیسائی اس لئے ہٹ گئے قرآن نے کہہ دیا ہے کہ جھوٹوں پر لعنت ہوگی قیامت تک انہوں نے کہا بھئی ہم لعنت نہیں لیتے ہم کاذبین میں شامل نہیں ہونگے، کتنے سمجھدار تھے عیسائی کیوں نہ سمجھدار ہوتے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی پیشینگوئیاں، توراۃ میں، زبور میں انجیل میں پڑھی تھیں جاہل نہیں تھے، عالم تھے میں جملہ دے رہا ہوں عالم تھے راہب تھے ہٹ گئے کہ انہیں کا نام توریت میں ہے زبور میں ہے انجیل میں ہے، مقابلہ نہ کرو جو جاہل تھے وہ اَڑ گئے کبھی جمل میں کبھی صفین میں کبھی نہروان میں کبھی کربلا، یہ ہے کربلا، یزیدی جاہل تھے......

عیسائی جاہل نہیں تھے۔ عالم تھے کل بھی عالم تھے آج بھی عالم ہیں مجھے نہیں معلوم کہ دنیا کی سیاست میں کس کا کیا دماغ کام کرتا ہے لیکن اتنا معلوم ہے کہ ملکوں کی لڑائیوں میں سیاسی لڑائیوں میں عیسائی ہو یا یہودی یا ہندو حسینؑ کی عظمت میں کمی نہیں کرتا۔ مباہلہ بھولے نہیں مباہلہ انہیں یاد ہے۔ اصل انجیل اب تک لندن کے میوزیم میں رکھی ہے جب آپ لندن میوزیم میں جائیں تو آپ حیران ہو جائیں گے صرف میوزیم کا دروازہ دیکھ کر جب دروازہ ایسا ہے تو اندر کیا علم ہوگا، میں نے جب دروازہ دیکھا اتنا بلند خوبصورت دروازہ تو میں کافی دیر تک سوچتا رہا کہ اس علمی مرکز کا دروازہ اتنا اچھا

کیوں بنایا ہے انہوں نے۔ انہیں دروازے کی قدر ہے...... کہ جہاں علم ہوتا ہے وہاں دروازہ اچھا بناتے ہیں تا کہ دیکھ کر اچھا تو لگے کہ جب دروازہ اتنا اچھا ہے تو اندر کیا کیا ہوگا۔ اچھا اچھا...... اور جب آپ اندر جائیں تو ایک شعبہ ہے پورا انجیل کا شعبہ قرآن کا شعبہ بھی انہوں نے بنایا ہے توریت اور زبور اور دیگر کتابوں کا لیکن انجیل میں یہ ہے کہ دنیا میں جہاں جہاں جس کسی زبان میں بھی انجیل چھپی وہاں ہے جس سائز میں چھپی وہاں موجود ہے ہر صدی ہر برس کی انجیل موجود ہے اور جو سب سے بڑی انجیل ہے اصل انجیل ہے وہ درمیان میں ہے سب سے بلند مقام پر رکھی ہوئی ہے اور وہی انجیل ہے اصل کہ جسے کھول کر آپ تلاش کرلیں آپ کو مل جائے گا کہ جہاں پر لکھا ہوا ہے، احمدؐ، ایلیاؑ، بتولؑ، شبرؑ شبیرؑ پرانی انجیل سب سے پرانی جو نصاریٰ نجران کے پاس تھی اور اس گرجا کے تہہ خانے میں رکھی تھی اور مباہلے سے پہلے بڑے راہب نے کھول کر صفحات میں پڑھ کر سنا دیا تھا کہ یہ نبی سچا ہے اور اس کی ایک بیٹی ہے بتولؑ اس کا داماد ہے ایلیاؑ دونوں نواسے ہیں، شبرؑ و شبیرؑ اور بڑے اسقف نے بڑے پادری نے کہہ دیا تھا جس کی عمر ایک سو بیس برس تھی کہ اگر تم جا رہے ہو اُس کے مقابل تو ایک جملہ یاد رکھنا کہ اگر محمدؐ اپنے اصحاب و انصار کو لے کر آئے تو مباہلہ کر لینا پھر وہ ہار جائے گا اگر گھر والوں کو لائے تو مقابل نہ جانا...... جرمنی میں برلن کے کتب خانے میں جائیں بہت احترام سے چاروں کتابیں انہوں نے بلند مقام پر رکھی ہیں اور چاروں میں انجیل توریت اور زبور کے مقامات میں قرآن کو ذرا سا بلند کر کے رکھا ہے۔ علم کی منزل پر وہ آپ کے دشمن نہیں ہیں۔ سیاسی دشمنیاں تو ضرور ہیں زمینی لڑائیاں تو ضرور ہیں آپس کے حسد تو ضرور ہیں لیکن جہاں علم آ جاتا ہے وہاں وہ احترام میں کمی نہیں کرتے۔ یہاں سے چلیں اور ترکی کی سرحد پار کریں تو یورپ شروع ہو جاتا ہے ترکی کی سرحد آپ

نے پار کیا اور یورپ شروع ہو جاتا ہے اب آپ یونان جائیں اور یونان سے لے کر ناروے تک چلے جائیں پورے یورپ کا جزیرہ گھوم لیں آپ ساری قومیں آباد ہیں عیسائیوں انگریزوں کی، یونان اس میں سب سے قدیم ہے یونان کی تہذیب سب سے قدیم ہے، یونان فلسفے کے لئے مشہور ہے۔ جب آپ کہتے ہیں سقراط افلاطون (سقراط کا شاگرد) ارسطو، ڈیونی سوس، پیتھا گورس (فیثا غورث) تو یہ یونان کی نمائندگی ہو رہی ہے چند نام زندہ ہیں جبکہ ملک کا نام ونشان نہ رہا، یونان اب کسی قطار میں شمار نہیں ہے نہ اب کسی کو امداد دے سکتا ہے نہ کسی کو گیہوں دیتا ہے نہ کوئی مشہور چیز بنتی ہے کہ دنیا میں بکے نام ہی رہ گیا کیا رہ گیا یونان میں آپ بتایئے نہ ہمیں...... یہ جو چھوٹے چھوٹے ملک ہیں آج کل کے یہ جو ہے کوریا، انہوں نے کہا بھئی یہ کب خریدا آپ نے یہ جو ریڈیو ہے کوریا کا ہے...... یہ جو فریج آپ نے لیا ہے بہت اچھا ہے......کوریا کا ہے، یہ قلم بڑا اچھا ہے کوریا کا ہے، یعنی دن میں دس بار کوریا ارے بھئی ایجادیں کر رہا ہے نام ہے ملک کا۔ اس طرح کا دن میں دس بار یونان کا نام بھی کوئی نہیں کہے گا۔ کہے گا کہ آپ پاگل ہو گئے ہیں کیا آثار قدیمہ اُٹھا لائے ہیں کیوں کہے گا کوئی ہم یونان سے لائے ہیں کہا امریکہ سے لایا تھا یہ بھتیجے نے لندن سے بھیجا ہے یہ کوئی نہیں کہتا یونان سے آیا ہے کوئی چیز سننے میں آئی کہیں آپ کے بازار میں یونان کی کوئی چیز ہے کچھ بھی نہیں پھر کیا ہے...... پھر یونان کا نام کیوں زندہ ہے اپنے فلسفے کی وجہ سے، یونان اپنے علم کی وجہ سے مشہور ہے، ڈھائی ہزار برس ہو گئے سقراط کو آئے ہوئے جب بھی فلسفے کا ذکر ہو گا سقراط، سقراط اور اِدھر سقراط کا نام آیا اور ذہن میں ایک ملک یونان کا نام اُبھرا، میں کیا کہہ رہا ہوں، تم کیا سن رہے ہو آپ نے کہا سقراط یونان چھا گیا ذہن پر۔ ایک نام لیا سقراط پورا یونان چھا گیا ذہن پر یہی تو کہہ رہے ہیں ایک

نام لیا حسینؑ یہی تو بتاتے ہیں محرم میں لوگ کہتے ہیں کیا ہے حسینؑ حسینؑ یہ پوچھو یونان والوں سے کہ ہمارا نام کسی چیز میں نہیں آتا اگر سقراط نہ ہوتا اگر ارسطو نہ ہوتا...... اکثر آپ نکلیں گے ادھر سے اقبال اکیڈمی، اکادمی، اکیڈمی، مختلف تلفظ ہے، لفظ کہاں سے آیا لفظ ہے یونانی جہاں افلاطون بیٹھ کر جس باغ میں اپنے شاگردوں کو درس دیتا تھا یونانی زبان میں باغ کو کہتے ہیں اکیڈمی۔ جہاں افلاطون نے پڑھایا اپنے شاگردوں کو اس کا نام ہے اکیڈمی اب جس بڑی شخصیت کی یادگار میں کوئی کتب خانہ کوئی لائبریری کوئی میوزیم بنے اکیڈمی کا لفظ یونانی ہے، اقبال اکیڈمی غالب اکیڈمی، قائداعظم اکیڈمی لفظ دیا افلاطون نے اور افلاطون کا استاد سقراط زندہ ہے کیوں زندہ ہے لفظ کا رشتہ علم سے علم کا رشتہ سقراط سے سمجھے...... جب کہا حسینؑ...... بیٹا کس کا علیؑ کا علیؑ کون شہرِ علم کا دروازہ حسینؑ کا علم سے ایک رشتہ خود بھی شہرِ علم کے دروازے علم سے رشتہ جہاں علم سے رشتہ ہوتا ہے زندہ رہتا ہے سقراط بھی زندہ ہے، سقراط کب پیدا ہوا۔ عیسیٰؑ سے پانچ سو بیالیس برس قبل۔ حضرت عیسیٰؑ سے پانچ سو بیالیس برس قبل کون، سقراط، کہاں یونان میں عیسیٰ ہمارے نبیؐ سے چھ سو برس پہلے ہمارے نبیؐ کو چودہ سو برس ہو گئے چودہ سو میں چھ سو اور ڈالیے اور پھر پانچ سو بیالیس اور ڈھائی ہزار برس ہو گئے سقراط کو ہو گئے نا! ڈھائی ہزار برس پہلے سقراط جب جوان تھا عمر تھی سولہ برس کی یا سترہ برس کی جوان تھا دل پہ کچھ سایہ پڑ گیا یونانی کہتے ہیں جھپٹے میں آ گیا کسی بھوت پریت بدروح کا سایہ ہو گیا بیمار ہو گیا، یرقان یعنی پیلیا ہو گیا کمزور ہونے لگا زرد پڑ گیا اور بوڑھا باپ روز کہتا سقراط جب کہہ رہے ہیں لوگ تجھ سے بار بار کہہ رہے ہیں کہ اسقلی بیوس کے مندر میں جا کر اپنی پیشانی کو رگڑ لے تو کیوں نہیں جاتا جب تجھے معلوم ہے کہ اس بیماری کا علاج اُسی مندر میں ہوگا وہی دیوتا تجھے صحیح کرے گا تو کیوں نہیں جاتا

اسقلی بیوس یونان کا قدیم ترین حکیم تھا جس کو جاہل یونانی ''ربُّ الشفا'' مانتے تھے۔اس کے مرنے کے بعد یونانیوں نے اس کی مورتیاں بنا کر مندروں میں رکھیں اور تقریباً دوسو بت خانوں میں ان کی پوجا کی جاتی تھی، اُس کے گرد سانپ پلے تھے پورا مندر سانپوں کا تھا اور سانپ کی پوجا ہوتی تھی۔اب یونانیوں کے ہاں تو ختم ہوگئی ہندوؤں کے ہاں یہ تہوار ہے ناگ پنچمی سانپوں کو دودھ پلاتے ہیں ہزار ہا سانپ آ جاتے ہیں سانپوں سے ہندوؤں کو بڑی دلچسپی ہے گلے میں سانپ لٹکائے ہندو جوگی پھرتے ہیں۔آج بھی ایسے لوگ ہیں جو زہریلے سانپوں سے پیار کرتے ہیں، ڈرتے نہیں تو سقراط کے زمانے میں یونان میں لاکھوں سانپ پلے ہوئے تھے مندر میں اور وہ دیوتا کے چاروں طرف پہرہ دیتے تھے اپنے پھن اُٹھا کر، بیمار کو اُٹھا کے دیوتا کے قدموں میں ڈالتے تھے پیشانی کو رگڑ وہ پیشانی کو رگڑتا، پانچ چھ سانپ آتے اور اُس مریض کو چاٹنا شروع کر دیتے جیسے جیسے چاٹتے جاتے وہ صحت مند ہوتا جاتا اسقلی بیوس کا مندر کہلاتا تھا دیوتا کا مندر تھا جس کے مجاور جس کے خادم زہریلے سانپ تھے اور وہیں دل کی بیماری اگر کسی کو ہو جاتی تو اُس کا علاج اُسی مندر میں ہوتا تھا روز سقراط کا باپ کہتا کیوں نہیں جاتا۔آخر کار ایک دن سارے محلے والوں نے کہا یہ بیماری کو بڑھا دے گا بعض بیماریاں ہوتی ہی ایسی ہیں کہ ڈر جاتے ہیں ملک کے ملک آ رہی ہے آ رہی ہے چل دی ہے انڈیا کا پانی بند کر دو کھانے پینے کا سامان بند کر دو وہاں سے چلی ہوئی ہے کلکتے سے یا امریکہ سے آ رہی یا یہاں سے امریکہ چلی گئی ہے اعلان ہوتا ہے یہ بیماری ہمارے ملک سے ختم ہوگئی ہے اب نہیں آئے گی اور پھر ایک دم سے آ جاتی ہے کہتے ہیں وہ کوئی مریض لے کر آ گیا اور پھیل گیا وائرس ارے صاحب آج کل تو کوئی وائرس نہیں ہے، نہ طاعون نہ ایڈز آج کل تو بس ایک ہی وائرس ہے کراچی سے

لاہور تک بس ایک وائرس ہے علیؑ دشمنی اور اُس وائرس کا علاج ڈاکٹرز کے پاس نہیں ہے چونکہ پاکستان میں روز شیعہ ڈاکٹر قتل کئے جا رہے ہیں، سب مر چکے وہ صرف ایک محکمے کے پاس ہے۔ ہاں مرنے کی بات ہے...... پیاری پیاری باتوں میں ماحول ایسی باتیں تو ہوتی ہی ہیں دوستی کی ہیں جو سمجھدار ہیں وہ سمجھیں، سبق لیں۔ تو خیر سب نے پکڑ لیا سقراط کو اور گھسیٹتے ہوئے، توجہ اور گھسیٹتے ہوئے اسقلی بیوس کے مندر کی طرف لے چلے کھینچتے ہوئے اور باپ اپنے عصا کو لئے ہوئے پیچھے پیچھے کہ ہاں اس کو لے جاؤ، ضدی ہے یہ لے جاؤ، اس کے دل پر سایہ ہو گیا ہے زرد ہوتا جا رہا ہے اس کی بیماری بڑھ گئی ہے اس کو بیماری مار دے گی اگر یہ وہاں نہیں جائے گا مندر میں سانپوں کے پاس تو اس کا علاج نہیں ہوگا اس کا علاج سانپ کریں گے۔

ابھی گھسیٹ کر لے جا رہے تھے اور باپ کہہ رہا تھا لے جاؤ کہ اُس نے مڑ کر کہا بابا کیوں مجھے مصیبت میں ڈال رہے ہو یہ سانپ میرا علاج کیا کریں گے یہ دیوتا میرا علاج کیا کرے گا، ارے میں اس کو دیکھ چکا جو سانپ کے سب سے بڑے اژدر کو بیچ سے چیر دے گا......

اُس نے کہا میں بیمار نہیں ہوں میں محبت کا بیمار ہوں میں بیمار نہیں ہوں میں مریض نہیں ہوں۔ محبت کے مودّت کے بیماروں کو لوگ دنیا کا بیمار سمجھتے ہیں نہیں ایسا نہیں ہے وہ کسی چیز کے بیمار نہیں ہیں آپ نے پہچانا نہیں اور یہ بیماری تو ایسی ہے کہ بیمار کربلا کے صدقے میں شفا ہی شفا ہے۔ ہمیں کسی ڈاکٹر کی ضرورت ہی نہیں ہے سب مر جائیں ارے ہمارا کیا نقصان ہے ڈاکٹر مریں گے تو ہمارا کیا نقصان ہے حکیم پیدا ہونے لگیں گے پھر حکیم بھی مر جائیں گے وید پیدا ہونے لگیں گے اور وید بھی مر گئے تو نیم حکیم پیدا ہونگے رُکے گا تو نہیں نہ معاملہ کوئی چیز دنیا میں نہیں رکی سقراط کے باپ

نے کہا لے جاؤ اس کو...... اُس نے کہا نہیں ہم نے دیکھا ہے جو اژدر کے دوٹکرے کر دیتا ہے کلمہ اژدر کو چیر دیتا ہے یہ سقراط کی جوانی تھی اور جب عالم بنا بڑا ہوا اور جب اُس نے شاعری کی تو جو پہلی نظم لکھی عبرانی زبان یا یونانی زبان یا لاطینی زبان میں مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے لندن میوزیم میں وہ موجود ہے اُس زبان میں جس میں وہ کہتا ہے اے یونان والو! میں بیمار نہیں ہوں میں نے ایک رات بڑا خوفناک زلزلہ خواب میں دیکھا میں نے دیکھا دنیا تباہ ہوگئی۔ اچانک میں نے دیکھا کہ آسمان پر تین ستارے ابھرے اور وہ اتنے حسین تھے کہ روشنی پھیل گئی میں نے دیکھا ایک پر لکھا تھا اللہ ایک پر لکھا تھا محمد اور ایک پر لکھا تھا علیؑ...... ڈھائی ہزار سال پہلے میرے بھائی کو یاد ہے تقریر کا لطف تو جب ہی ہے نا کیسا اس بھائی نے دیکھئے آپ کو یاد دلایا۔ نکتہ تو خود ہی آپ لوگ بیٹھ کر لگاتے ہیں نا...... ہم سے کہہ رہے ہو کہ اللہ اور محمدؐ کا نام اذان میں لگا کر فوراً علیؑ کیوں کہتے ہو سقراط سے ڈھائی ہزار برس پہلے پوچھو۔ واہ رے سقراط اذان دی بھی تو نے تو بغیر علیؑ ولی اللہ کے اذان نہیں دی جب ہی تو سقراط تیرا نام تاریخِ فلسفہ میں سب سے اوپر جگمگا تا رہا ہے۔ تو علیؑ والا تھا سقراط یہ دوسری بات ہے کہ ہماری تاریخ سقراط کو نبی نہیں مانتی انبیا میں شمار نہیں ہے سقراط کا لیکن آج بھی پاکستان میں ہندوستان میں یورپ میں جب کتابیں چھپتی ہیں سقراط پر اور جب چیپٹر میں یہ لکھا جاتا ہے کہ نبی کی پہچان کیا ہے تو جو نبی کا معیار قرار دیا جاتا ہے تاریخِ اسلام میں وہ تین باتیں ہیں کہ نبی کی پہچان یہ ہے کہ پہلا کام نبی کا یہ ہونا چاہئے کہ ایک خدا کو یاد دلائے، پہلا نعرہ یہ ہو کہ خدا ایک ہے دوسرا نعرہ یہ ہو کہ ہم تمہیں برائیوں سے بچانے آئے ہیں اور تیسرا نعرہ یہ ہو کہ آخرت ہے بس یہ تین چیزیں اگر کوئی پیغام لے کر آیا ہے تو وہ نبی ہے سب نے یہ لکھا کہ سقراط نے یونان میں تنہا بتوں کے مقابل یہ نعرہ لگایا

کہ اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے یونان میں تنہا اُس نے یہ پکارا کہ گناہوں سے بچو تنہا سقراط نے کہا کہ آخرت ہے تو لوگوں نے کہا شاید یونان کا نبی تھا......

ہماری نبوت کی تاریخ میں شمار نہیں لیکن ضروری نہیں قرآن میں اللہ نے کہا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ

(سورۂ مومن آیت ۷۸)

ہم نے کچھ انبیاء کے نام اور حالات بتا دیئے کچھ کے حالات نہیں بتائے تو جن کے حالات نہیں بتائے اُن میں کہیں نہ کہیں نیک عبادات کرنے والے اور ایک اللہ کی تبلیغ کرنے والے گوتم بدھ بھی نبی ہو سکتے ہیں رام اور لچھمن بھی نبی ہو سکتے ہیں سقراط بھی نبی ہوسکتا ہے، نیکیوں کی راہ پہ ہیں ایک کو مانو، گیناڈوس راستے میں ملا کہا کیا سقراط تم نے یونانیوں کا مذہب چھوڑ دیا۔ کہا بالکل چھوڑ دیا کہا کیا تم کسی دیوتا کو نہیں مانتے کہا گیناڈوس بات یہ ہے کہ اللہ ایک ہے روح باقی رہے گی روح فنا نہیں ہوگی اور ایک دنیا اس دنیا کے بعد ہے کہا کیا تم نے یہ طے کرلیا ہے کہ تم ایسی چیز کی تبلیغ کرو گے کہا ہاں ہم نے طے کرلیا ہے...عجیب جملہ ہے سقراط کا...ہم نے انہیں دیکھ لیا...جو اس کے نور کے نور سے بنے یعنی اللہ کے نور کے نور سے بنے ہیں کہا سقراط اُس کا انجام معلوم ہے کہا ہم انجام سے نہیں ڈرتے یونان میں جب بات عام ہوگئی سارے راہبوں نے سمجھایا فلسفیوں نے سمجھایا، دانشوروں نے سمجھایا لیکن سقراط نے کہا ہم ایک اللہ نہیں چھوڑیں گے، بات بادشاہ تک پہنچی سقراط شاہراہ پر بیٹھے تھے ایک درخت کے نیچے بادشاہ کی سواری آئی کہا سقراط کسی چیز کی ضرورت ہو تو بیان کرو ہم دیں کہا تم کیا دو گے جاؤ ہمیں

کسی چیز کی ضرورت نہیں سواری بادشاہ کی ٹھہر گئی بادشاہ رُکا رہا کہا سقراط کچھ تو کہو کچھ تو کہو،
سقراط نے کہا مکھیاں مجھے بہت عاجز کرتی ہیں مکھیوں سے کہئے کہ اس ملک سے نکل جائیں۔
بادشاہ نے کہا یہ ہمارے بس میں نہیں۔ پلٹ کر سقراط نے کہا تو پھر سن اے بادشاہِ یونان، ہم اُن ہستیوں سے مل چکے ہیں جن کے چشم و ابرو پر کائنات کا ذرّہ ذرّہ چل رہا ہے ان کے اشاروں پر۔ بادشاہ سر کو جھکائے ہوئے چلا یہیں سے شاید حسد شروع ہو گیا جب کسی فرمانروا کو آئینہ دکھا کے کہو کہ تیرے اختیار میں کیا ہے اختیار تو کسی اور کا ہے تو فرمانروا دشمن ہو جاتا ہے۔ مامون کے سامنے گرفتار آیا چور، مامون نے کہا ہاتھ کاٹ دو، چور نے کہا تو کیا ہاتھ کاٹے گا کہا کیوں نہیں کاٹ سکتا میں فرمانروا ہوں کہا جو چوری کرے غصب کرے ہاتھ اس کا کٹتا ہے کہا ہاں تو نے چوری کی ہے مال غصب کیا ہے کہا تو نے بھی تو آلِ محمدؐ کا مال چرایا ہے تیرے بھی تو ہاتھ کٹیں گے پلٹ کر مامون نے امام علی رضاؑ کو دیکھا کہ امام تصدیق کریں کہ اس نے غلط کہا ہے یا صحیح اب جو مڑا تو دیکھا امام مسکرا رہے تھے یہ کہہ کر اُٹھے کہ یہ کہتا تو صحیح ہے۔

وہ دن تھا جس دن مامون کو دشمنی ہوئی اُسی دن طے کیا کہ زہر دے کر مار دیں گے۔ ورنہ دشمنی کیا تھی اگر چور کی تصدیق نہ کرتے کہہ دیتے کہ یہ چور ہے اس کی بات کی تصدیق میں کیوں کروں ہاتھ کاٹو تو کوئی دشمنی نہ ہوتی۔ دشمنی کی وجہ یہی تو ہوتی ہے کہ علم جھوٹ نہیں بول سکتا۔ چودہ صدیوں سے علم بول رہا ہے ان سچائیوں پر زمانہ دشمن ہے ہم جھوٹ نہیں بول سکتے ہم یزید کو رضی اللہ تعالیٰ نہیں کہہ سکتے، آج کہہ دیں تو دشمنی ختم ہو جائے جھوٹے بنیں کیسے، اس لئے کہ قرآن نے کہا لعنت اللہ ''یزید پر اللہ کی لعنت ہو''......

سقراط نے کہا جا جو تجھے کرنا ہے کر لے ہاں اگر تیرے اختیار میں ہیں مکھیاں۔ عاجز

تھا ایک مکھی اور دلیل بن جائے لوگ کہتے ہیں مچھر اور مکھی اللہ نے کیوں بنائے کاٹتی ہیں پریشان کرتی ہیں یہ ہمارے کس کام آتی ہیں لیکن اللہ نے مثال دی پیدا کیا مچھر پریشان کرے انسان کو مگر قرآن میں اللہ نے کہا اگر مقابلہ کرنا ہے اللہ سے ہم نے ایک حقیر مخلوق مچھر بنایا ہے ایسا ایک بنا کے دکھا دو۔ ایک مچھر بنا کر دکھا دو...... کیا کہا ہے مکھی اُس کی آنکھ کیسی ہے آنکھ کا کیمرہ کیا ہے فلمیں بن رہی ہیں جانوروں پر پرندوں پہ، یہ حشرات الارض یہ ایک علم ہے اب بتایا جا رہا ہے منصور دوانقی کا دربار تھا صادقِ آلِ محمدؐ تشریف فرما تھے، ایک مکھی بار بار منصور کی ناک پر آ کر بیٹھ جاتی تھی، مکھی تاک میں رہتی ہے جتنا آپ اُڑائیں وہیں آ کر پھر بیٹھے گی اُس نے ہٹایا گئی گھومی پھر وہیں بیٹھ گئی دو چار بار ایسا ہوا تو غصے میں پلٹ کر امام صادقؑ سے کہنے لگا یہ آپ کے اللہ نے مکھی کیوں بنائی ہے، غصے میں بالکل لال پیلا ہو گیا۔ ہائے مزہ نہیں لیا آپ نے..... جھگڑا اللہ سے غصہ اترا امام جعفر صادقؑ پر بھئی دربار بھرا ہوا ہے کسی کو بلا کر کہے کہ تیرے اللہ نے مکھی کیوں بنائی ہے پتہ ہے کہ اللہ ان کے گھر سے ملا ہے انہیں سے کہو۔ آپ کے اللہ نے یعنی صدیاں گزر گئیں اللہ ہمارا ہی ہے، وہ رہے گا ہمارا۔ آپ کے اللہ نے یہ مکھی کیوں بنائی ہے جس جلال اور غصے میں وہی لہجہ اختیار کیا اتنی ہی جلدی اُسی جلال میں اُسی لہجے میں فوراً پلٹ کر کہا اس لئے بنائی تیرے جیسے جابر ظالم فاسق کے غرور کو توڑ دے۔ لشکر لڑواتا ہے حکومت کرتا ہے ایک مکھی پر بس نہیں چلتا ایک حقیر کیڑے پر تیرا بس نہیں چلتا، اور اگر آج کے دور کی طرح فنس مچھر مار دوا ہوتی اور پیچھے دوڑتا تو کتنا مذاق اُڑتا وہ تو اُڑ کے کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے پیچھا کرنے والوں کو بھی وہ دوڑاتی ہے وہ دیکھ لیتی ہے ہوا کا دباؤ سمجھتی ہے کون آ رہا ہے آپ ہاتھ لے جائیں دھیرے دھیرے آپ سمجھیں گے کہ بس وہ مارا اور اُس سے جب صرف ایک سوت کے فاصلے

پر آپ کا ہاتھ رہ جائے گا ہوا کے دباؤ سے وہ جھٹ سے گئی، ماہرینِ نفسیات بھی پکڑ نہیں سکتے، اُڑتی پھر رہی ہے مغرور انسانوں کے غرور کو توڑ دے گی، آپ کے اللہ نے مکھی کیوں بنائی کوئی اور ہوتا تو کہتا کہ ہاں جیسے تو پریشان ہے ویسے ہی میں بھی مکھیوں سے عاجز ہوں۔ ارے امام جعفر صادق یہ کیوں کہتے اس لئے کہ معصوم کا ارشاد ہے محمدؐ اور محمد سے مہدیؑ تک مکھی کسی امام کے جسم پر نہیں بیٹھتی۔ معصوم کے جسم پر مکھی نہیں بیٹھتی سقراط ڈھائی ہزار برس پہلے تجھے دلیل کے لئے مکھی ملی۔ ڈھائی ہزار برس پہلے سقراط نے مکھی کو دلیل بنایا قرآن نے بعد میں بُت پرستوں سے کہا:-

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ (سورۂ الحج، آیت ۷۳)

یہ بُت مل کر ایک مکھی نہیں پیدا کر سکتے اور مکھی اِن سے کچھ چھین لے تو کچھ نہیں کر سکتے۔

یونان کا بادشاہ گیا کہا سقراط کو گرفتار کرو عدالت میں پیش کرو۔ مقدمہ کرو، عدالت میں پیش کیا گیا، مقدمہ چلا راہبوں نے فیصلہ کیا تو اُس زمانے میں یونان کی سزا نہ پھانسی تھی نہ قتل۔ ایک قید خانہ تھا جو کھلے عام تھا لوگ قیدیوں سے جا کر ملتے تھے دروازہ اس کا ہر وقت کھلا رہتا، پہرے پر سنتری رہتے تھے، بس وہاں پر پہنچا دیا جاتا اور وہاں دن مقرر تھا کہ اتنے دن اتنے مہینے کے بعد جب فیصلہ آ جائے گا بادشاہ کہہ دے گا تو ایک زہر کا پیالہ پیش کیا جاتا اور مجرم سے کہا جاتا کہ یہ پی لو ایک بوٹی تھی زہریلی اُسے پیسا جاتا اُس سے ایک پیالہ بھرا جاتا مجرم سے کہا جاتا اِسے پی لو جب وہ اُسے پیتا تو چادر اوڑھ کر لیٹ جاتا رشتے دار سب آ جاتے دوست احباب اور بتا دیتا پلانے والا

جلاد کہ پہلے تمہارے پیروں کا دم نکلے گا پھر یہ سینے تک آئے گا اور پھر تمہارا اتنی دیر کے بعد دم نکل جائے گا اور جب یقین ہو جاتا کہ دم نکل گیا مر گیا تو پھر رشتے دار رونا شروع کرتے لاش کو لے جاتے یہ یونان کا طریقہ تھا مجرم کو سزا دینے کا، عدالت نے سقراط کو اُس قید میں پہنچا دیا دن بھر شاگرد اور دوست ملنے آتے گفتگو ہوتی ایک رات...... تقریر ختم ہو رہی ہے...... ایک رات دربان نے کہا آ کر سقراط ہم قید کا دروازہ کھولے دیتے ہیں تم فرار ہو جاؤ اور کسی اور ملک نکل جاؤ تمہارے جیسا عالم قتل کر دیا جائے ہمیں منظور نہیں...... کہا تو ہم کو جھوٹ کی تعلیم دیتا ہے میں نے جو تبلیغ کی ہے سچ کی تبلیغ جو محنت کی ہے میں بھاگ کر اُس پر پانی پھیر دوں۔ تاکہ لوگ کہیں جھوٹا تھا بھاگ گیا مجھے اپنا انجام معلوم ہے...... کہا تجھے انجام کیسے معلوم ابھی تو حکم نہیں آیا فرمانروا کا کہ تجھے کیا سزا ملے گی موت کی۔ کہا مجھے علم ہے ہمارا علم جانتا ہے کہا کیسے پتہ کہا رات ہم نے خواب دیکھا...... ایک بی بی سفید کپڑوں میں آئی اور اُس نے کہا سقراط گھبرانا نہیں تم اپنے عقیدے میں سچے ہو اور تمہارے لئے کچھ مرتبے ہیں جو ابھی کتاب لاہور سے چھپی ہے سقراط پر اُس میں بھی یہ جملہ ہے کہ اُس کے خواب میں ایک عورت سفید لباس میں آئی اور جب اُس کو قیدی بنا کر بازاروں میں پھرایا گیا کہ یہ قیدی قیدی ہے فرمانروا کا مذہب کا دیوتا تو اُس کی آنکھ سے آنسو بہہ رہے تھے جب بھاری ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کے ساتھ وہ بازار میں چلا ڈھائی ہزار برس پہلے جب وہ چلا تو دونوں آنکھوں سے آنسو چلے یہاں تک لانا تھا یونان میں عزاداری، اقوام عالم اور حسینؑ کی عزاداری جب اُس کے آنسو چلے سپاہی آگے بڑھے کہا اب روتے ہو پہلے جرم کیا اب بزدلی دکھاتے ہو روتے ہو۔ کہا ہٹ جا سامنے سے ہٹ، سامنے سے خوف سے نہیں روتا۔ میں ڈر سے نہیں روتا میں تو ان ہتھکڑیوں کو بیڑیوں کو دیکھ کر رو رہا

ہوں شام کے بازار میں ایک جوان عابد ہتھکڑیوں میں جا رہا ہے میں اس مظلوم قیدی کی یاد میں رو رہا ہوں، پڑھ لو سقراط کی سوانح حیات ''یونان اور عزاداری'' ''سقراط اور عزاداری'' آج محرم کی کیا تاریخ ہے چار تاریخ ہے مجھے وہ عابد جوان یاد آتا ہے یونانی زبان میں یہی لفظ ہے عابد جوان اس کا ترجمہ یہی ہوا ہے لاطینی سے عابد جوان ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں ہم دیکھ رہے ہیں لیکن وہ فاتح ہے میں اُس کو دیکھ کر رو رہا ہوں سقراط تو بھی تو حسینؑ پر رویا اب پتہ چلا کہ نہ کوئی بیماری تھی نہ غلط عقیدے تھے اُس نے معصومینؑ کو پہچان لیا تھا اور نبیؐ سے کربلا تک پوری تاریخ سقراط نے دیکھی، آج یونان کی پوری تاریخ سقراط کے نام سے زندہ ہے اور سقراط تو قیامت تک زندہ رہے گا اس لئے کہ تجھے معرفتِ حسینؑ تھی اور صرف معرفتِ حسینؑ نہیں تجھے حسینؑ کے بیٹے زین العابدینؑ کی بھی معرفت تھی۔ میں اُس بہادر قیدی کو دیکھ رہا ہوں بہادر قیدی، شجاع جوان عابد جوان سقراط نے کہا آپ کہتے ہیں عابد بیمار کیا مدینے سے چلے تھے تو کیا بیمار تھے، کہتے ہیں کہ جب مدینے سے حسینؑ چلے تو تین گھوڑے برابر سے چلے اور تین جوان برابر کے عباسؑ، علی اکبرؑ، سید سجادؑ اُن گھوڑوں پر سوار تھے، جوانوں کی کیا تعریف ہو، جن کا قد بھی لمبا جن کی پیشانی چاند کی طرح چمکتی چوڑے شانے، چوڑا سینہ جیسے علی اکبر، جیسے عباسؑ، ایسے ہی سید سجادؑ چھوٹا قد نہیں تھا چوڑا سینہ شیر کی طرح تھے، سید سجادؑ دور سے شیر لگتے تھے علیؑ کا پوتا حسینؑ کا بیٹا میں نے کیا کہا آج محرم کی چار تاریخ ہے محرم کی چار تاریخ تھی کہ ایک بار حسینؑ خیمے سے نکلے باہر آئے دیکھا میدان میں باہر زرہ بکتر پہنے کمر میں تلوار لگائے لمبے قد کا ایک جوان شیر کی طرح ٹہل رہا ہے کافی دور لشکرِ یزید کی طرف بڑھتا جاتا ہے وہ جوان شیر کی طرح بڑھتا ہے کہا عباسؑ یہ کون جا رہا ہے، شیر۔ ہاتھ باندھ کر کہا آپ کا بیٹا سید سجاد کہا بلاؤ علی ابن الحسینؑ کو میرے پاس، عباسؑ گئے کہا

آ قا بلاتے ہیں، سیّد سجادؑ تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھے ہوئے واپس آئے اور ادب سے سر کو جھکا دیا، امام حسینؑ نے کہا سیّد سجادؑ ذرا میرے ساتھ آؤ خیمے میں ہاتھ پکڑ کر لے گئے جملہ سنو گے تو سر پیٹو گے ایسا جملہ ہے...... راوی کہتا ہے کہ اب جو چار محرم کو خیمے میں سید سجاد گئے تو پھر کسی نے عاشور تک سید سجاد کو نہیں دیکھا، یہ ماتم کا جملہ ہے قیامت کا جملہ ہے۔ خیمے میں لے گئے مسند پر بیٹھ کر کہا سید سجادؑ جہاد کی دو قسمیں ہیں ایک جہاد اکبر ہے ایک جہاد اصغر ہے ہم جنگ کریں گے میدان میں تلوار چلا کر وہ جہاد اصغر ہے اللہ نے ہمارے لئے جہاد اصغر مقرر کیا ہے اور بیٹا تمہارے ساتھ بازارِ کوفہ و شام میں...... ماں بہنیں کھلے سر ہوں گی اور تمہارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں، پیروں میں بیڑیاں بیٹا...... یہ جہادِ اکبر ہے اللہ نے تمہارے لئے جہادِ اکبر مقرر کیا ہے...... کہتے ہیں کہ جب یہ اطلاع ملی کہ سید سجاد لڑیں گے نہیں میدان میں تو اتنا صدمہ ہوا...... اتنا صدمہ ہوا کہ ایک بخار سا چڑھا تپ آئی اور بستر پر لیٹ گئے پھر اُٹھ نہیں سکے پھر سید سجادؑ اُٹھ نہیں سکے، پھر خیمے سے باہر نہیں آئے اور کبھی جب غش سے آنکھ کھلتی تو کسی شور سے آنکھ کھلی، شور جو ہوا بیبیوں کا تو کہا شور کیسا ہے کہا علی اکبرؑ جاتے ہیں کبھی پھر شور سنا کہا شور کیسا ہے کہا عون و محمدؑ جاتے ہیں، کبھی غشی آتی کبھی آنکھ کھل جاتی کسی کی رخصت یہ ہوش آتا تو بات کر لی یا پھر عصر کے ہنگام پر ہوش آیا بس یہی پتہ چلتا عون و محمدؑ نہ رہے قاسمؑ نہ رہے آج چار محرم ہے عون و محمدؑ نہ رہے حسینؑ جب مکہ سے نکل رہے تھے تو غلام نے اطلاع دی عبد اللہ ابن جعفر آ رہے ہیں جنابِ زینب کے شوہر اور حضرت جعفر طیارؑ کے سب سے بڑے بیٹے سواری حسینؑ نے روکی ملاقات کی کہا رخصت کر چکے تھے پھر کیوں زحمت کی آپ نے...... کہا بھائی حسینؑ اس لئے آیا ہوں کہ میں تو نہیں جا سکتا علالت کے سبب آپ نے منع کر دیا لیکن مجھے معلوم ہے قربانیاں ہوں گی مجھے اطلاع

ہے، عون ومحمدؑ کو لایا ہوں یہ دونوں آپ کے ساتھ جائیں گے اور یہ آپ کے کام آئیں گے باپ نے دونوں بیٹوں کو ساتھ کر دیا، اسی مکہ میں یہ واقعہ بھی ہوا کہ جس کے سلسلے میں یہ جملہ بھی مقتل نگار لکھتے ہیں کہ جب مکہ والے ملنے کے لئے آئے تو کہنے لگے فرزند رسولؐ جب ہر سال آپ حج کرنے کے لئے آتے تھے تو اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی لاتے تھے حج کر کے آپ منیٰ پر جانور قربان کرتے تھے لیکن اب کے آپ کے ساتھ قربانی کے جانور نظر نہیں آتے قربانیاں آپ کے ساتھ نہیں، جس مسند پر بیٹھے تھے آواز دی کہا علی اکبرؑ ذرا ادھر تو آؤ، قاسم ذرا ادھر آؤ، عون ومحمدؑ ذرا میرے قریب تو آؤ، جوانوں کو بلا کر چاند جیسے جوانوں کو بلا کر پہلو میں بٹھا لیا عون ومحمدؑ کے بازو پکڑے علی اکبرؑ کے بازو پکڑے کہا میری قربانیاں دیکھنا چاہتے ہو اب کے حسینؑ منائے مکہ پر نہیں منائے کربلا میں قربانیاں دے گا مگر جانوروں کی نہیں قربانیاں اپنے جوانوں کی ہوں گی۔تقریر ماشاء اللہ جزاک اللہ کیا نورانی مجمع ہے اللہ نظر بد سے بچائے کیا گریہ ہے کیوں بیٹھے ہو ہمیں معلوم ہے کیوں بیٹھے ہو اُٹھ جاتے کہتے مجلس ہو گئی لیکن ابھی اس لئے بیٹھے ہو حسینؑ کی بہن کو پرسہ دینے بیٹھے ہو فاطمہ زہرؑا کو نواسوں کا پرسہ دینے بیٹھے ہو علیؑ کو ان کے نواسوں کا پرسہ دینے آئے ہو کہو رو کر کہو شہزادی زینبؑ بچے مارے گئے تعزیت قبول کیجئے، ارے حسینؑ کی دکھیا بہن کے گھر کے چراغ بجھ گئے زینبؑ کے راج دلارے نہ رہے زینبؑ کے لاڈلے نہ رہے، ہم روتے ہیں، زینبؑ کا گھر اندھیرا ہو گیا، میری شہزادی کے گھر کی روشنی عون ومحمدؑ، زیادہ زحمت نہیں میں لمبے مصائب پڑھنے کا عادی نہیں دو چار جملے اور بس آنکھ سے چند قطرے ٹپک جائیں بس چند جملے مسلمؑ کے بچوں کے لاشے آئے تو شہزادی زینبؑ نے کہا ذرا فضہؑ عون ومحمدؑ کو بلاؤ...... عون ومحمدؑ آئے کہا تم نے دیکھا، تم نے دیکھا...... مسلم کے بچوں کے لاشے آ گئے اور تم اب تک

نہیں گئے تم اب تک زندہ ہو...... کہا اماں کیا کریں صبح سے اب تک کئی بار ماموں جان سے کہا لیکن ماموں جان اجازت نہیں دیتے کہا اچھا آؤ میرے پاس آؤ میں پوشاک بدل دوں کپڑے بدل دوں۔ ماں نے نئی عبائیں بدل دیں، اپنے ہاتھ سے عمامے باندھے گویا دولہا بنایا ہے۔ ماں نے بارات کی تیاری کی ہے دولہا سج رہے تھے جب ماں نے بچوں کو سجا لیا دونوں کو ہاتھ پکڑ کے پشت کی طرف چھپا لیا فِضہؔ سے کہا ذرا میرے بھائی حسینؑ کو بلاؤ فِضہؔ گئی کہا شہزادی بلاتی ہیں، شہزادی نے نانا سے سنا ہے کہ اگر بلا اور مصیبت کا دن آ جائے تو نانا کہتے تھے صدقہ دے دینا بلائیں دور ہو جائیں گی۔ بھیا...... آج تم پر مصیبت کا دن ہے یہ کہہ کر بچوں کو لائیں اور حسینؑ کے گرد سات بار صدقے کیا، ماتم کرو، زینبؑ کے راج دلاروں کا ماتم ہاں یہی شان ہے کیا کہنا اللہ تمہیں سلامت رکھے بچوں کو سلامت رکھے بہت خوش ہونگی زینبؑ کیا کہنا کیا گریہ ہے کیا بہنیں رو رہی ہیں حضرت زینبؑ نے فرزندوں کو بھائی پر سے صدقے کیا جملہ سن لو کہا بھیا جلدی اِن کو بھیجو بس صدقہ گھر میں نہیں رکھتے، صدقے کو گھر میں نہیں رکھتے۔ بھیجو عون و محمدؑ کو بس دو چار جملے سُن لو عجیب مناظر ہیں کہتے ہیں دو سجے ہوئے گھوڑے آئے ایک گھوڑے پر عونؑ کو حسینؑ نے گود میں لے کر بٹھایا ایک گھوڑے پر محمد کو عباسؑ نے بٹھایا بچے چلے ماموؤں کو سلام کر کے چلے علی اکبرؑ کو دیکھتے ہوئے چلے قاسمؑ کو دیکھتے ہوئے چلے، خوش تھے کہ ہماری لڑائی جعفر طیارؑ کے پوتوں کی لڑائی، علی اکبرؑ بھی دیکھیں گے، قاسم بھی دیکھیں گے عباس بھی دیکھیں گے حسینؑ بھی دیکھیں گے، وقت نہیں ورنہ بتلاتا حمید بن مسلم کہتا ہے کہ حسینؑ کے لشکر کی تڑپتی ہوئی بجلیاں یزید کے لشکر پر گریں لشکر بھاگنے لگا لاکھوں کا لشکر دو بچوں سے ڈر گیا۔ شیر لڑ رہے تھے علیؑ کے شیر لڑ رہے تھے، لڑتے لڑتے عمرِ سعد کے خیمے تک پہنچے اپنے نیزے کو عمر سعد کے خیمے

میں گاڑ دیا گھبرا کے شمر اور ابن سعد باہر نکلے کہا کیا عباسؑ آ گئے کہا کیا عباسؑ لڑنے آئے ہیں کسی نے کہا کیسے معلوم ہوا ابن سعد نے کہا کربلا کی زمین ہلنے لگی، ایک شخص نے کہا نہیں عباسؑ نہیں آئے زینبؑ کے راج دلارے آئے ہیں زینبؑ کے شیر آئے ہیں کیا لڑرے ہیں عون و محمدؑ کیا لڑرے ہیں عون و محمد، لڑتے لڑتے فرات تک گئے فرات تک گئے فرات سے واپس ہوئے کیونکہ ماں نے نصیحت کی تھی فرات کے پانی کو دیکھنا نہیں ماموں پیاسا ہے علی اصغرؑ پیاسا ہے پانی کو نہ دیکھنا بچے واپس ہوئے تو نیزے کے وار ہونے لگے، تلواریں چلائیں تیر چلے بچے ڈگمگائے بڑے نے چھوٹے کو دیکھا چھوٹے نے بڑے کو دیکھا ایک بار آواز دی ماموں آخری سلام ماموں آخری سلام...... حسینؑ نے عباسؑ کو دیکھا، عباسؑ نے حسینؑ کو دیکھا علی اکبرؑ کو دیکھا تین سوار علی اکبرؑ، عباسؑ، حسینؑ گھوڑوں کو تیز دوڑاتے ہوئے لشکر کو ہٹاتے ہوئے کہ کہیں میرے بچے پامال نہ ہو جائیں لشکر کو مار کر بھگایا تقریر ختم ہوگئی ہے ہمت ٹوٹ رہی ہے میرا ساتھ دو آگے بڑھ کر حسینؑ نے لشکر کو مارنا شروع کیا عباسؑ آگے بڑھے ایک لاشہ عباسؑ نے اُٹھایا ایک لاشہ علی اکبرؑ نے اُٹھایا لاشے لے کر چلے جیسے ہی در خیمہ پر لاشے آئے فِضہؑ نے پردہ ہٹایا پردہ ہٹا لاشے آئے حسینؑ آگے تھے پھر عونؑ کا لاشہ پھر محمدؑ کا لاشہ لاشوں کو زمین پر رکھا، بیبیاں دوڑیں کہ زینبؑ کو سنبھالو ارے لیلیٰؑ نے دیکھا رُباب نے دیکھا کہ جب زینبؑ کو پتہ چلا کہ بچوں کے لاشے آئے ہیں بے اختیار اپنا سر کربلا کی زمین پر رکھ دیا، سجدہ کیا ہاتھ اُٹھائے کہا پالنے والے میرے بچے میرے بچے آخری جملہ سن لو۔ اب جو واپس آئیں دیکھا علی اکبرؑ کی قبا پر لہو تھا کہا علی اکبرؑ بچوں کے لاشے لے جاؤ۔ لے جاؤ لے جاؤ۔ مقتل میں رکھ آؤ ماں نہیں روئے گی...... ماتم حسینؑ، حسینؑ حسینؑ حسینؑ!

❁❁❁

پانچویں مجلس

ہندوستان کے بادشاہ اور عزاداری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لئے

عزاداری اور لفظ عزا دنیا میں کسی کے لئے استعمال نہیں ہوا لفظ لغت میں ہے عربی کا ہے لیکن یہ حسینؑ کا ایک ادنیٰ سا معجزہ ہے کہ جس لفظ کو حسینؑ لے لیں کسی کی مجال نہیں کہ اُس لفظ کو حسینؑ سے کوئی چھین سکے عزا مجلس عزا تعزیہ عربی کا لفظ ہے عزا سے ہے تعزیہ عربی کا لفظ ہے لغت میں ہے کہیں اگر کسی جگہ عربی فارسی اُردو میں کسی مقام پر استعمال ہوتا ہو تو ہمیں دکھایئے گا لفظ تو رہا ہوگا واقعہ کربلا سے پہلے کربلا کے بعد تو تعزیے کا لفظ نہیں ایجاد ہوا، لفظ تو پہلے بھی تھا تعزیہ یعنی تعزیت تعزیت ادا کرنے کی رسومات تعزیت دنیا کے لوگوں کی ادا کی جاتی ہے لیکن کہتے ہیں تعزیت۔ تعزیہ تو نہیں کہتے تعزیہ جو چیز اب تعزیہ بن جائے مفہوم نہیں بدلے گا کوئی اور چیز بنا نہیں سکتا لفظ کو لغت سے نکال نہیں سکتا۔ ''ت'' کی لغت میں اس کو ہٹا نہیں سکتا۔ اب دوسری بات ہے کہ ملکوں کی تہذیب اور تمدن کے مطابق اس کا نقشہ بدل جائے ایک شے کسی دوسری قوم کے پاس جائے نام وہی نقشہ بدلا ہوا اس کا مواد اس کا میٹریل (Material) لکڑی کا ہو کاغذ کا ہو شیشے کا ہو رہے گا تعزیہ منسوب رہے گا حسینؑ سے کوئی بادشاہ اپنے

نام کا تعزیہ بنا کر رکھ دے ایسا ہوا ہے مشہور ہے لاہور میں رنجیت سنگھ کا تعزیہ، لیکن رنجیت سنگھ کے غم میں تو نہیں نکلتا تھا، تعزیہ تھا حسینؑ کا بنایا تھا رنجیت سنگھ نے سکھ بادشاہ نے بنایا تھا اور کہاں سے نکلتا تھا قلعے سے لاہور کے قلعے میں رکھا جاتا تھا دس دن اور عاشور کو نکلتا تھا تاریخ نے پہچان کے لئے کہا رنجیب سنگھ کا تعزیہ اُٹھے گا۔ تعزیہ ہے امام حسینؑ کا چونکہ بانی وہ ہے تو حسینؑ بانی کا نام بھی زندہ رکھتے ہیں۔ اب میں بڑا قیمتی جملہ دے رہا ہوں اہل لاہور کو، یاد رکھیں کوہ نور ہیرا چلتا چلتا رنجیت سنگھ کے پاس پہنچا لیکن کوہِ نور رنجیت سنگھ کے نام سے مشہور نہیں ہے اب ملکہ برطانیہ کا ہے رنجیت سنگھ کا نہیں ہے کوہِ نور رنجیت سنگھ کے پاس تھا نہ رہا دنیا کی دولت بادشاہوں سے چھن جاتی ہے، حسینؑ جب کسی کو کچھ عطا کر دیں تو اب رنجیت سنگھ کا تعزیہ تاریخ سے چھین کر دکھاؤ۔ بس ایک نام تو ہٹا دینا ہے نہ تاریخ سے کہ صاحب رنجیت سنگھ کا تعزیہ نہ کہئے امام حسینؑ کا تعزیہ نہیں تاریخ لاہور میں تاریخ پنجاب میں لکھا ہے رنجیت سنگھ تعزیہ اُٹھاتا تھا رنجیت سنگھ کے تعزیے کی شکل کیا تھی عزاداری پر گفتگو کرتے ہوئے یہ میں پہلے آپ کو بتا دوں کئی ہزار شعبے ہیں اس میں یہ معجزہ ہے اور ایک ایک شعبے پر بات کروں تو صدیاں گزر جائیں چھیڑ دیا میں نے تعزیے کا موضوع اگر اسی پر تقریر ہو جائے تو تقریر نہیں عشرہ ہو جائے صرف لفظِ تعزیہ پر پنجاب یونیورسٹی کا انسائیکلو پیڈیا (Encyclopedia) ادارہ معارف اسلامیہ جب پہلی جلد کھولیں گے تو تعزیہ لفظ دیکھئے گا تو پوری تفصیل تعزیے کی اس انسائیکلو پیڈیا میں پائیں گے کچھ ہے نا بھائی جب ہی تو لکھا غیر ضروری چیز تو نہیں ہے اب یہ کہ ملکوں کی تہذیب اُس کی ثقافت پہلے ہم تھوڑا سا آگے بڑھ کر آپ کو بتا دیں حالانکہ آنے والی تقریر کا یہ عنوان تھا لیکن طاہر صاحب نے ابھی مجھے ایک صاحب کا خط دیا اُس میں آج کے اخبار کی کٹنگ (Cutting) ہے اُس میں

ہیڈنگ (Heading) ہے تعزیہ بنانے کی ضرورت نہیں کہ میں پوری سرخی پڑھوں، سب نے اخبار پڑھا ہوگا آج کل تو سب غور سے اخبار پڑھتے ہیں آج کوئی خبر اخباروں میں تعزیے کی چھپی ہے چھپی ہے نہ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ کیا خبر اخباروں میں چھپی ہے تعزیے کی خبر تو چھپی نا چونکہ اب یہ کٹنگ ہمیں دی گئی ہے اور اس پر ابھی گفتگو کرتے ہیں ہم پہلے آپ کو یہ بتا دیں کہ تعزیہ ایجاد کس نے کیا، پرسوں کی تقریر میں آپ کو بتا دیا کہ تعزیے کی موجد ام المومنین جناب اُمِ سلمہ ہیں اور پہلا حسینؑ کا تعزیہ شیشے کا بنا یہیں سے جملہ اُٹھا رہا ہوں پرسوں کے مصائب سے کہ پہلا تعزیہ رسولؐ اللہ کے گھر میں رکھا گیا شیشے کا تھا اُس کے اندر کربلا کی مٹی رکھی گئی، پس اُس دن سے تعزیے کا نقشہ جو بنا تو یہی رہا کہ اوپر کا حصہ لکڑی کا ہو، کاغذ کا ہو شیشے کا ہو اندر تربت بنا کر کہا یہ قبرِ حسینؑ ہے بس یہی نقشہ اُمِ سلمہ نے بنایا تھا اندر حسینؑ کی قبر کی مٹی اوپر پوشش چڑھا لیجئے وہ آپ کی مرضی ہے جیسے چاہیں نقشہ بدلتے جائیں یہ آپ کی مرضی ہے اُس میں کوئی فتویٰ تو ہے نہیں کہ ایسا نہیں بنے گا تعزیہ، جس کی مرضی ہے چاہے جیسا بنائے مطلب تو ہے تعزیہ اُٹھانے سے ڈیزائن نقشہ اگر اس پر کوئی بحث کرنے لگ گیا کہ بھئی ایک ہی ڈیزائن رہنا چاہیۓ ہندوستان والوں کا ایران والوں کا عراق والوں کا سب کا تعزیہ ایک طرح کا ہو کیوں ایک طرح کا کیوں ہو کیوں ایک طرح کا ہو۔ قرآن نے کہا یہ مساجد کعبہ کی نقل ہیں ہزاروں مسجدیں پچاس اسلامی ملکوں میں ہیں آپ کے شہر لاہور میں کیا ہر مسجد ایک نقشے کی ہے شاہی مسجد کا نقشہ اور طرح کا ہے آپ کے محلے کی مسجدوں کا نقشہ اور ہے اب پچاس سال میں پاکستان میں جتنی مسجدیں بنیں سب کی تصویریں کھینچو ایک کتاب لکھو پاکستان میں پچاس سال میں کتنی مسجدیں بنیں سب کی تصویریں کھینچ کر بتاؤ کہ پچاس سال میں سب کا نقشہ کیسے بدلتا گیا پارٹیشن

(Partition) سے پہلے دو مینار ہوتے تھے اب ایک مینار کیوں ہونے لگا پہلے گنبد گول ہوتا تھا۔اب گنبد مثلث نما کیوں ہوگیا پہلے مینار کلس کے انداز کا ہوتا تھا اب راکٹ (Rocket) کی شکل کا مینار کیوں ہونے لگا۔ راکٹ کیوں بننے لگے اگر کراچی کی مسجدیں آپ نے دیکھی ہیں تو کہیں سے مسجد یں نہیں لگیں گی۔ اب ظاہر ہے کہ انجینئروں کی اور نقشے بنانے والوں کے دماغ کی جدتیں ہیں کہ ہماری مسجدیں جو بنیں تو نقشہ ذرا الگ کسی سے ملتا جلتا نہ ہو یہ انسانی ذہن کی اُپج ہے کہ ہم جو بنائیں ہماری تعریف الگ ہو تو بھائی تعزیہ بنانے والے بھی مسلمان تھے یکسانیت سے تو سب ہی گھبراتے ہیں نا جب بھی کسی نے تعزیہ بنایا تھوڑی سی نقشے میں تبدیلی کردی پریشانی کی بات تو نہیں ہے اور اس پر بحث کی بھی ضرورت نہیں، اب یہ کہ حسینؑ کا تعزیہ جو بھی اُٹھائے جو نقشہ بنا رہا ہے جس چیز کا تعزیہ بنا رہا ہے، دیکھنا یہ ہے کہ بنانے والا کس قوم سے تعلق رکھتا ہے آیا...... اب جو جملہ کہنا ہے اس کا مزہ مجھے آ رہا ہے ہر قوم کے تعزیہ بنانے والے نے یہ کوششیں کیں کہ تعزیہ تو حسینؑ کا ہے لیکن تعزیے کو دیکھ کر ہماری قوم پہچانی جائے کہ یہ تعزیہ کس قوم کا ہے یعنی ہر قوم یہ چاہتی ہے کہ حسینؑ کے ذریعے ہماری قوم کا نام بھی زندہ رہے اور ''اقوام عالم'' کا نام بذریعہ تعزیہ تاریخ میں زندہ رہ گیا، تعزیہ داری میں ہر قوم نے اپنی نمائندگی کو واضح کیا، اب رہ گئی یہ ڈیزائن کی بات اگر مسجدوں پہ کتاب لکھے گا، پچاس سال میں کتنی مسجدیں بنیں جس کا جی چاہے لکھے یہ بعد کی باتیں ہیں، لیکن آپ کو یہ بتادوں کہ عزاداری حسینؑ کی اتنی آگے بڑھ چکی ہے فرانس کے ایک اسکالر کو پیرس یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کرنے کے لئے ہندوستان بھیجا گیا اُس کا موضوع صرف یہ تھا کہ علم کے پٹکوں کے ڈیزائن کتنے طریقے سے بنے، چودہ سو سال میں ابھی تو علم کے پٹکوں پر ریسرچ ہوئی ہے کیا جانے

دنیا کہ ثقافت اور تہذیب کیا ہے اگر اُن پٹکوں کو دیکھ لیتے مسلمان جو نواب رام پور نے بنوائے جو راجہ صاحب محمود آباد نے بنوائے جو نظام دکن نے بنوائے جو حیدر علی نے بنوائے جو ٹیپو سلطان نے بنوائے جو واجد علی شاہ نے بنوائے، جو آصف الدولہ نے بنوائے جو سونے چاندی کے تاروں سے جواہرات جڑے ہوئے بیہوش ہو جاتے مسلمان پٹکے دیکھ کر مخمل کے پٹکے، بنارسی اور اطلس کے پٹکے اودھ کے پٹکے، کمخواب کے پٹکے اُن کپڑوں کے تو نام بھی نہیں اب لوگوں کو معلوم اگر میں علم کے پنجوں پر پٹکوں پر پھریروں پر بات کروں تو صبح ہو جائے ابھی دنیا حسینؑ کو سمجھی کہاں گفتگو ہے تعزیے پر ہر قوم نے چاہا تعزیہ دیکھ کر پتہ چلے کہ کس قوم کا تعزیہ ہے ہر قوم نے تعزیہ اُٹھایا اس سے پہلے کہ بتاؤں کہ تعزیے کی موجد رسولؐ کی بیوی ہیں! رکھا رسولؐ کے گھر میں اگر بدعت ہوتا حرام ہوتا تو رسولؐ منع کرتے، بلکہ حکم رسولؐ سے رکھا گیا چونکہ حکم رسولؐ سے رکھا گیا، اس لئے مبارک ہو گیا، نہ کوئی روک سکا مزہ لو نہ بھئی ضروری ہے کہ سب کچھ کہوں جب ہی مزہ لو اپنے موضوع کے اندر ڈوب کے مزہ لو نہ ادھر اُدھر کی باتیں کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ جو گرہ آپ کے دماغوں میں پڑی ہے ابھی یوں کھل جائیگی اب بس تھوڑی دیر انتظار کرو گرہ کھلتی ہے، کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے اگر تعزیے کی تاریخ موجود نہ ہوتی تو کبھی تیمور لنگ تعزیہ لے کر ہندوستان نہ آتا۔ ہندوستان میں تعزیے کا موجد تیمور لنگ ہے تیمور لنگ معلوم ہے کون ہے۔ چنگیز و ہلاکو کا چشم و چراغ ظہیر الدین بابر، کا پرداد انصیر الدین ہمایوں، کا سگڑ دادا، جلال الدین محمد اکبر کا جدِ امجد نور الدین سلیم کا جدِ امجد شہاب الدین شاہجہاں کا جدِ امجد محی الدین عالمگیر اورنگزیب کا جدِ امجد فاتح بن کر چلا رات کو خواب میں حضرت علیؑ آئے تزکِ تیمور خود نوشتِ تیموری میں واقعہ لکھا ہے، ایک پرچہ یہ بھی آیا ہے ہمارے اہلِ سنت بھائی کہتے ہیں حوالے تو دیا کیجئے اتنا بڑا

حوالہ سامنے بیٹھا ہے کیا بھاگا جا رہا ہے یہ حوالہ ڈائری میں لکھو گے، جاؤ گے صفحے ڈھونڈو گے ارے یہ حوالہ موجود ہے یہ دیکھئے یوسف کاظمی صاحب نے بات کہی سامنے ہے اور اُدھر کہاں آپ ڈھونڈتے پھر رہے ہیں حوالے، ایسا حوالہ کہاں ملے گا تزکِ تیموری پڑھو تیمور لنگ کی سوانح حیات دنیا کی ہر زبان میں ترجمہ ہوگیا ہے، حضرت علیؑ رات کو خواب میں آئے کہا تیمور نجف ہو کر جانا تیمور کہتا ہے مولا نے مجھ کو ایک رومال دیا خواب میں اُس رومال پہ دو نقشے بنے تھے علیؑ نے کہا تیمور...... یہ دونوں نقشے تجھے دکھا رہا ہوں ایسے ہی بنا لے اور یہ ہندوستان پہنچا دینا۔ تیمور کی آنکھ کھلی اُس نے پوچھا تھا مولا یہ کیا ہے کہا یہ ایک ضریح ہے علیؑ نے کہا یہ ایک ضریح ہے، ایک تعزیہ ہے، اب دونوں میں ایک فرق ہے ضریح وہ جو روضہ حسینؑ کی نقل ہو بہت قریب آ گیا میں اپنے موضوع کی عَظمت کے قریب آ گیا مجھ پر کیف طاری ہو رہا ہے جو کچھ مجھے کہنا ہے آپ خوش ہو جائیں گے دو مینار ایک گنبد روضہ حسینؑ کی نقل اسے کہتے ہیں ضریح مبارک چاندی کی ہو سونے کی ہو کاغذ کی ہو لکڑی کی ہو، روضہ حسینؑ کی نقل ضریح مبارک مختلف امام باڑوں میں رکھی ہے یہاں بھی خیمہ سادات میں بھی اندر ضریح رکھی ہے وہ ضریح ہے ض ری ح ضریح جو امام حسینؑ کی قبر پر رکھی ہے، ضریح مولا نے کہا یہ ضریح ہے اس کا نقشہ بنا لے اُس نے کہا یہ دوسری شبیہ کس کی ہے، کہا یہ تعزیہ ہے کہا اس کی شکل میں ایک گنبد ہے، آگے دو علم ہیں یہ کس چیز کی شکل ہے مولا نے کہا یہ میری بیٹی زینبؑ کی عماری کی شکل ہے یہاں تک پہنچانا تھا لفظ تعزیہ زینبؑ سے علیؑ نے منسوب کیا تعزیہ اس لئے کہتے ہیں کہ اگر سر پر رکھ کر نکلیں تو یہ اعلان ہے کہ زینبؑ حسینؑ کی بہن تعزیہ دار ہے حسینؑ کی اور قیامت تک رہے گی تعزیہ زینب کا ہے ضریح حسینؑ کی۔ تیمور نے سونے کی بنوائی ضریح اور سونے کا تعزیہ جب دہلی کو فتح کیا اور قلعے میں داخل ہوا تو کہتے ہیں

جب چلا اپنے خیمے سے اپنے لشکر سے دہلی کی شاہراہ پر تو یوں چلا کہ نعلین اتار دی سر کا تاج اُتار دیا ایک کاندھے پر ضریح رکھی ہاتھ ایک پر تعزیہ رکھا اور لے کر آگے آگے چلا لشکر پیدل پیچھے پیچھے، دہلی میں پہلا جلوس ضریح اور تعزیہ اُٹھانے والا مغلوں کے تاج کا بانی تخت کا بانی اور لے جا کر قلعے میں رکھ دیا۔ کہا لڑنے نہیں آئے ایک پیغام پہنچانے آئے تھے پیغام پہنچا دیا ہندوستان کے لوگوں تک، حسینؑ آنا چاہتے تھے اے بھارت کے واسیو خود نہ آسکے یہ آیا ہے تعزیہ آئی ہے ضریح یوں اپنا لیا ہندوستانیوں نے یوں اپنا لیا تعزیے کو کہ میں نے اپنی ان آنکھوں سے دیکھا اب حوالے کی کیا ضرورت ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا عاشور کے دن لکھنؤ میں جب تعزیے نکلنا شروع ہوتے تو بچپن میں تو میں پوچھا کرتا تھا لیکن جب ہسٹری میں پڑھا تو اور لطف آیا۔ اس لئے کہ آنکھ سے دیکھا ایک بار دیکھا۔ دیکھئے آغا صاحب کو بہت مزہ آ رہا ہے، سلیم پور، راجہ سلیم پور سے رشتے داری ہے، لکھنؤ سے تعلیم پائی آغا صاحب سامنے ہی بیٹھے ہیں ایک اعلیٰ بنک کے آفیسر ہیں اب ان کی آنکھ میں بچپن کا لکھنؤ آ جائے گا اور جس نے لکھنو دیکھا ہے ہم نے دیکھا ہے کہ بس تعزیے چلے اور صبح سے شام ہو جاتی تعزیے گزرتے جاتے گزرتے جاتے گزرتے جاتے ہم بھی دیکھتے جاتے ایک بار ہم نے دیکھا ایک خوبصورت تعزیہ آیا چاروں طرف اُس کے لوگ پنکھے جھلتے ہوئے قریب گئے تو عجیب رنگ برنگا تعزیہ اور آس پاس مکھیاں اُڑ رہی ہیں شہد کی مکھیاں میں نے کہا یہ کس کا تعزیہ ہے کہا یہ پورا تعزیہ مٹھائی سے بنا ہے پورا تعزیہ شکر اور مٹھائی سے بنا ہے کیوں کہ حلوائیوں کا تعزیہ ہے لوگ انتظار میں رہتے تھے کہ اب حلوائیوں کا تعزیہ آئے گا کہاں حلوائیوں کی قوم اور کہاں اتنی عظیم یادگار عاشور کے دن اُس قوم کا نام بھی آ گیا۔ ''اقوامِ عالم'' لوگ کھڑے ہیں جاتے کیوں نہیں کہا ابھی تو تعزیے آنا شروع ہوئے

ہیں ایک بار دیکھا عجیب تعزیہ آیا ہری بھری جَو کی گھاس لہراتی ہوئی پورا گھاس کا تعزیہ لمبی لمبی ہری ہری شاخیں پورے تعزیے پر نکلی ہوئی اور چاروں طرف بہشتی مشکیں لئے ہوئے، تعزیہ کاندھے پر اور بہشتی مشک کا دہانہ کھول کر اب جو پانی اچھالتے تو پانی اوپر کو جاتا اور جب پانی چاروں طرف سے اُچھل کر جاتا تو وہ ہری گھاس ہوا سے لہراتی اور جب پانی مشکیزوں سے یوں برستا تو لوگ تبرک سمجھ کر ہاتھوں پر لیتے، ایسے پڑھے گا کوئی، بچپن کا دیکھا ہے اگر کتاب سے پڑھ کر بتاتا تو یوں نہیں پڑھ سکتا تھا۔ میں نے کہا یہ کس کا تعزیہ ہے کہا یہ آپ کو نہیں معلوم یہ بہشتی قوم کا تعزیہ ہے گھروں گھروں میں جو بہشتی مشکوں سے پانی بھرتے ہیں وہ قوم ہے یہ بہشتیوں کا تعزیہ ہے۔ میں نے کہا یہ کیسے بنا کہا یہ پورا تعزیہ مٹی کا ہے گیلی مٹی کا یہ شب عاشور بنتا ہے۔ اب معجزہ دیکھئے گا یہ آنکھ سے دیکھا ہے مٹی کا رات کو بناتے ہیں گیلی مٹی کا پورا تعزیہ اور گیلی مٹی کا تعزیہ بنا کر جَو کے دانے لے کر تعزیے پر چھڑک دیتے ہیں جَو کے دانے پورے تعزیے پر چھڑک دیتے ہیں اور رات بھر پانی دیتے جاتے ہیں اور صبح ہوتے ہوتے جَو اتنا بڑا اور سرسبز تعزیہ ہرا بھرا تعزیہ اب جس نے جَو کی شاخیں دیکھی ہیں اُسے مزہ آئے گا ہرا بھرا تعزیہ اور گرمی ہے جون کا مہینہ ہے پانی دیتے جاتے ہیں جب تک کربلا نہ پہنچ جائیں تعزیے کی ایک بھی شاخ خشک نہیں ہوسکتی، عقیدت ہے قوم کی حسینؑ سے محبت ہے بہشتیوں کا تعزیہ نکل گیا۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ باجا بجنے لگا باجا بجا آگے آگے باجا کچھ لوگ نوحہ پڑھتے ہوئے ایک تعزیہ آیا بڑا اونچا سا تعزیہ پورا تعزیہ شیشے کا بنا ہوا۔ سورج کی کرنیں پڑیں تو جگمگ، جگمگ، جگمگ، ہم نے کہا یہ کس کا تعزیہ ہے کہا آپ کو نہیں معلوم یہ ایک قومِ منہار چوڑی والوں کا تعزیہ ہے جو قوم چوڑیاں بناتی ہے وہ پورے سال چوڑیوں کے ٹکڑوں سے یہ پورا تعزیہ شیشے کا بناتے ہیں، چوڑی والے

ایسا تعزیہ بناتے ہیں مشہور تھا کہ ہر رخ پہ شیشے نظر آتے ہیں، اتنی مشہور تھی قوم حسینؑ کی وجہ سے ۔ اب میں کوئی ایسی شکایت نہ سنوں بے تکی شکایتیں سننے کی عادت نہیں مجھے میں ریفرنس (Reference) میں ہر حوالہ دیتا ہوں اس کے معنی یہ نہیں ہیں سب سے بڑی بات کہہ دوں جب یزید جیسے منحوس کا نام ہمارے منبر پر آجاتا ہے جو نہیں آنا چاہئے تو اگر چھوٹی قوموں کے نام آجائیں، حسینؑ کے صدقے میں تو پریشانی کیا ہے، کاہے کی پریشانی ہے حمزہؑ کا جگر چبانے والی کا نام آجائے اُس پر کوئی نہیں اعتراض کرتا لیکن جو عقیدت رکھیں اگر اُن کا نام آجائے تو کیا پریشانی ہے، حسینؑ چاہتے ہیں کہ اُن کا نام آئے انہوں نے اپنا لہو دیا اس عزاداری کو...... شیشے کا تعزیہ آیا چوڑی والوں نے بنایا، جگمگ، جگمگ کرتا سونے کا تعزیہ آیا یہ کن کا تعزیہ ہے یہ سناروں کا تعزیہ ہے یہ سناروں کا تعزیہ جارہا ہے، ہر قوم کا اپنا تعزیہ اور اس میں اپنی قوم کی نمائندگی، بادشاہ نصیر الدین حیدر نے جب فرانس سے تعزیہ منگوایا، شیشے پر جواہرات جڑوائے، فیروزہ یاقوت اور نیلم کا جڑا ہوا تو اُس وقت کے اعتبار سے اس تعزیے کی قیمت کوئی سلطنت نہیں ادا کر سکتی تھی۔ جو تعزیہ لوٹ کر انگریز لے گئے لوٹا تھا مگر اس بہانے تعزیہ ملکۂ برطانیہ کے قصر تک تو پہنچ گیا رکھا ہے اگر کوہِ نور تو نصیر الدین کا جڑاؤ، یاقوت نگینوں والا تعزیہ بھی وہیں رکھا ہے ملکہ کے پیلس میں۔ تعزیہ تیمور لایا۔ تعزیے کا بانی تیمور اُس تعزیے میں ہر بیٹے نے بادشاہ ہونے کے بعد تبدیلیاں کیں۔ جب دہلی پر شیر شاہ سوری نے حملہ کیا ہمایوں کو شکست ہوئی بابر کے بیٹے کو اور جمنا پار کر کے بھاگا بہشتی نے جان بچائی اور جمنا پار کر کے جنگلوں سے ہوتا ہوا ہمایوں ایران پہنچا۔ موضوع پر کیسے آئے...... ہمایوں ایران پہنچا دربار لگا شاہِ ایران نے ہمایوں کو بٹھایا جشن کیسے ہوا آپ کو پتہ ہے جب ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کے ہاں پہنچتا ہے تو جشن کرتا ہے۔ جب

ہمایوں دربار میں پہنچا تو ایران کے بادشاہ نے جشن کیا ہمایوں کی آمد کا تو شعراء اُس جشن میں بلائے گئے ہر شاعر نے حضرت علیؑ کی مدح میں قصیدہ پڑھا، یہ جشن علیؑ تھا، یہ جشن تھا۔ ہمایوں نے ایران کے بادشاہ سے کہا کہ شیر شاہ سوری نے ہمارا تخت چھین لیا ہے آپ ہماری مدد کریں تا کہ ہم اپنا تخت واپس لے لیں بادشاہ نے کہا نہ دولت چاہئے نہ اس کے بدلے میں آپ سے کچھ چاہتے ہیں لشکر بھی دیں گے ہندوستان واپس دلائیں گے آپ کی حکومت واپس دلائیں گے بس ایک شرط ہے چھوٹی سی۔ چھوٹی چھوٹی جزیات ہیں شرطوں کی ہمایوں نے کہا کیا۔ کہا پہلی بات تو یہ کہ ہندوستان کی مسجدوں میں جتنے منبر رکھے ہیں جہاں جہاں منبر ہیں ہر منبر کی بلندی پر یا علیؑ لکھا جائے۔ مسجد کے ہر محراب پر پنجتن کا نام ہو اور تعزیہ عاشور کو اُٹھے ہمایوں نے کہا شرطیں منظور...... شکوہ کرو ہمایوں سے شرط مانی کیوں کہہ دیتا مجھے تخت و تاج نہیں چاہئے ہندوستان کا، ہم علیؑ نہیں لکھوائیں گے مسجد میں بدعت ہے ہم نہیں تعزیہ اُٹھائیں گے بدعت ہے، شرط منظور کر لی۔ اب جب مان لی شرط تو عزاداری کی پابندی کرنا پڑی، ایران نے تخت واپس دلوا دیا پھر تو ایسی حکومت ملی، صدیوں کوئی مغلوں کی حکومت کو ہلا نہیں سکا۔ ہمایوں، اکبر، جہانگیر، شاہ جہاں، عالمگیر، فرخ، سیر بہادر شاہ اوّل آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر تک سلطنت چلی، صدقہ تھا اُس تعزیے کا جو ہمایوں لے کر آیا۔ قلعے میں تعزیہ رکھا عاشور کو تعزیہ اُٹھتا اب جو بھی حکومت کا مذہب ہو۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ اکبر کا مذہب کیا جہانگیر کا مذہب کیا شاہ جہاں کا مذہب کیا اورنگزیب کا مذہب کیا ہو کوئی اعلان ہو عاشور کا تعزیہ ضرور اُٹھے گا قلعے میں اُٹھا، اُٹھا تعزیہ قلعے میں، سب بادشاہوں نے اُٹھایا، ہسٹری میں لکھا ہے، آپ حوالہ مانگتے ہیں کتاب کا نام ہے ''حیدری علم'' بہادر شاہ ظفر کے پوتے نے یہ کتاب لکھی ہے نیا ایڈیشن دہلی سے چھپا ہے لے لو پڑھ

لو...... اُس میں لکھا ہے بہادر شاہ ظفر کے پوتے نے کہ تیمور سے لے کر اورنگزیب اور بہادر شاہ ظفر تک ہمارے دادا پردادا سب شیعہ تھے، مگر مذہب کے بارے میں کہ عقیدے کو چھپائے ہوئے تھے۔ پوتے نے لکھا ہے اپنے داداؤں کے بارے میں کہ مذہب کو چھپائے ہوئے تھے پوتے نے لکھا ہے اپنے داداؤں کے بارے میں تو ہم کیا کریں حوالہ مانگو گے تو یہ ہوگا...... اسی لئے کہتے ہیں حوالے نہ مانگو بس میری بات سنا کرو۔ ورنہ بہت سے رازوں سے پردہ اُٹھے گا اور اُس نے ثابت کیا ہے کہ کس طرح کس کا کیا عقیدہ تھا اکبر جہانگیر، شاہ جہاں اورنگزیب کا دور آیا ملاؤں نے گھیر لیا اورنگزیب کو ہاتھ میں تسبیح پکڑا دی کہا قرآن کی خطاطی کیا کیجئے ثواب ہے۔ رات و دن قرآن لکھتا وقف کرتا ہر وقت نمازیں پڑھتا فتوے کی باتیں کرتا فقہ کی باتیں کرتا ملاؤں میں گھرا تھا مغلوں کا مذہبی بادشاہ جسے مولویوں نے گھیر لیا اس لئے کہ مولویوں نے دیکھا کہ اس کی حکومت جا ہی نہیں رہی ہے مولوی تو اس چکر میں رہتے ہیں کہ بس دو ڈھائی مہینے سے زیادہ نہ چلے عورت آگئی تو عورت کیوں اور مرد آگیا تو اب بہانا کوئی نہیں کہا بے چینی ہے آٹا مہنگا ہے تم بھی جاؤ۔ ہر حکومت اب مولوی بدلتے ہیں ہاں بدل لیں لیکن اتنے بے بس ہیں حکام کہ سچے جھوٹے مولویوں کو پہچانتے نہیں۔ اورنگزیب بھی بے چارہ نادان تھا گھر گیا۔ انہوں نے کہا فتاویٰ عالمگیری چھپوا دیجئے فتوؤں کی کتاب چھپوا دیجئے فتوے ہو گئے اب فتوؤں کا انبار ہے اورنگزیب کو کیا پتہ کہ اس میں کس کس کے کیا کیا فتوے ہیں اُسی میں چپکے سے یہ فتویٰ بھی رکھ دیا کہ جو تعزیہ اُٹھائے گا قتل کر دیا جائیگا تعزیہ اُٹھانا حرام ہے اب ضرورت نہیں ہے کہ کتاب کا نام بتاؤں اور جس نے فتویٰ دیا اُس کا نام بتاؤں کیا ضرورت ہے اختلافی مسئلہ کیوں چھیڑوں۔ ہمیں تو ہسٹری کی اس بات سے پتہ لگانا ہے کہ ہوا کیا اورنگزیب نے اعلان

کیا خبردار کوئی تعزیہ نہ اُٹھائے ہماری مملکت میں تعزیہ نہیں اُٹھے گا اچھا صاحب تعزیہ نہیں اُٹھے گا لوگ ڈر گئے جب بادشاہ منع کردے تو بھئی کیا ضرورت ہے اُٹھانے کی جب حاکم نے منع کردیا تو کیسے اُٹھے گا تعزیہ اورنگزیب نے منع کردیا تعزیہ نہیں اُٹھے گا...... تعزیہ تو نہیں نکل رہا کوئی بھی نہیں نکلا سب ڈرے ہوئے تھے اورنگزیب سے تو ویسے بھی سب ڈرتے تھے بہت ہی مضبوط بادشاہ تھا، کوئی بھی تعزیہ نہیں نکلا۔ ایک بار دیکھا ایک بوڑھی عورت کمر جھکی ہوئی اکیلی ایک تعزیہ سر پر رکھے چلی جارہی ہے یا حسینؑ یا حسینؑ کہتی ہوئی اورنگزیب کے سامنے سے گزری، کچھ دور بڑھی تھی کہ وزراء نے دیکھا کہ بادشاہ نے تاج پھینکا نعلین اتاری اور دوڑتا ہوا بوڑھی کے پیچھے چلا اور آگے بڑھ کر اُس کے سر سے تعزیہ اتار کر اپنے سر پر رکھا اور خود کہنے لگا یا حسینؑ یا حسینؑ، لوگ دوڑے کہا بادشاہ یہ کیا ہوگیا، کہا تمہیں نہیں معلوم ہم نے اس بوڑھی کے پیچھے رسولؐ خدا کو دیکھا ہے جو روتے ہوئے جارہے ہیں زلفوں پہ خاک پڑی ہوئی فرشتے پکار رہے تھے رسولؐ کی سواری جارہی ہے حسینؑ کے تعزیے کے پیچھے اس لئے ہم نے یہ تعزیہ اُٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیا۔ وصیت نامہ اورنگزیب کا قلعے میں رکھا ہے، قلعہ لاہور میں یہیں رکھا ہے، نکلوالو اسے میوزیم سے، اس کا فوٹو اسٹیٹ اپنے پاس رکھو، پھر حوالہ مانگا آپ نے...... اورنگزیب نے مرنے سے پہلے اُس وصیت نامے میں لکھا کہ میں بارہ وصیتیں لکھ رہا ہوں بارہ وصیتیں بارہ آئمہ کے نام پر لکھ رہا ہوں۔ تعزیے کے خلاف کہا تھا مرا تو بارہ کو مان کے مرا۔ اور پہلی وصیت یہ لکھی کہ تعزیہ بند نہ ہو اور دوسری وصیت یہ لکھی کہ جب میں مروں تو میری قبر میں حسینؑ کی خاک شفا رکھ دینا۔ اُسی تعزیے کا تسلسل قلعے میں تھا کہ جب رنجیت سنگھ نے قلعے پر قبضہ کیا تو وہ بھی تعزیہ اُٹھاتا تھا، حاکم بدلتے جائیں رسم اس لئے رہی کہ یہ ہمارے ملک کی ثقافت ہے بند نہ ہو۔

اہلِ لاہور یہاں کے حاکم یہاں کے عوام شیعہ سنی، اہلحدیث، عیسائی ہر قوم کو پیغام دے رہا ہوں کہ یہ بتاؤ کہ لاہور میں اب تک بسنت کا تہوار بند کیوں نہیں ہوا، مجھ کو جواب دو۔ کیا ہندوؤں کا تہوار نہیں ہے بسنت، کیا ہوا مجھ کو جواب دو۔ کیا ہندوؤں کا تہوار نہیں ہے بسنت کیا سکھوں کا تہوار نہیں ہے قرآن میں آیا ہے بسنت! حضورؐ نے حکم دیا تھا بسنت کا، کیا شیعہ، کیا سنی لائنیں لگی ہیں آسمان کی طرف پتنگیں اُڑ رہی ہیں، چھتوں سے گر رہے ہیں مر رہے ہیں اخبار میں آ رہا ہے جام پہ جام چل رہے ہیں گاڑیوں پہ گاڑیاں دوڑ رہی ہیں کروڑوں کے میچ ہو رہے ہیں، رقص و سرور کی محفلیں ہو رہی ہیں چھتوں پر، دوسری بات ہے ہوتی رہے جشن منانا ہے، بسنت منانا ہے یہ مولویوں میں اتنی ہمت نہیں ہوئی شیعہ اور سنی کے مسلمان کریں اور شرابیں پئیں تو حرام نہ کہو اور حسینؑ کی یادگار ہو تو بدعت کے فتوے آتے ہیں، اگر بتا دوں کہ بسنت کیوں ہوتا ہے اگر بسنت کی جڑ بتا دوں کہ کیسے شروع ہوا اور اگر اس کے بعد بھی کوئی مومن پاکیزہ منائے تو ڈوب مرے راوی میں جا کر ڈوب مرے۔ ہندو گائے کی پوجا کرتا تھا اور گائے کو ماتا مانتا تھا اور بسنت کے دن گائے کے زرد پیشاب کی پوجا ہوتی تھی بسنت گائے کے پیشاب کی یاد میں رکھا گیا اس لئے بسنت زرد کو کہتے ہیں، بسنتی رنگ گائے کے پیشاب سے بنا ہے بسنت میں ہندو، بسنتی رنگ پہنتے ہیں۔

ماں مجھے پہنا دے بسنتی چولہ

کس کا ہے یہ ترانہ بھگت سنگھ، سکھ مناتے تھے لاہور میں چولے پہنتے تھے زرد تو بسنت ہوتا تھا جس تہوار کا آغاز نجاست ہو نہ حرام نہ بدعت بسنت میں نہیں اتنے پہرے لگتے، (اس پورے عشرے میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ پاکستان میں عزاداری کے دشمنوں کو سمجھانے کے لئے ہے)

محرّم ایک پاکیزہ تہوار صاحب تطہیر کا تہوار جس نے زمانے کو نجاست سے پاک کر دیا اس کا تہوار محرّم بدعت جھگڑا ہو جائے گا فساد ہو جائے گا کیسے ہو جائے گا کیوں ہو جائے گا رونے بیٹھے ہیں اس میں جھگڑے کی کیا بات ہے ہم تو رونے بیٹھے ہیں کسی کو کیا پریشانی ہے تعزیہ ہندوستان سے چلا دنیا کے ہر ملک میں پھیل گیا ہر قوم نے نکالا ہندوستان میں تعزیہ کہتے تھے، زینب کی عماری کو لیکن جب ثقافت اور تہذیب بدل جاتی ہے تو نقشہ بدل جاتا ہے اگر تقریر کا پہلا جملہ یاد ہے ایران میں تعزیہ ایسا نہیں ہوتا، کاغذ کا نہیں ہوتا، شیشے کا نہیں ہوتا، لکڑی کا نہیں ہوتا وہاں تعزیے کے معنی ہی دوسرے ہیں ہندوستان پاکستان میں خصوصاً ملتان اور چنیوٹ میں سب سے اچھے تعزیے بنتے ہیں ایسے تعزیے کہیں نہیں بنتے جتنے بھی تعزیے ملتان میں بنتے ہیں سب اہلِ سنت والجماعت بناتے ہیں کوئی شیعہ تعزیہ نہیں بناتا اور یاد رکھئے گا ہندوستان میں جتنے تعزیے بنتے تھے سب سنی بناتے تھے، شیعوں نے کبھی تعزیہ بنایا ہی نہیں، خریدتے تھے اُن سے، بناتے وہ تھے اور خریدتے ہم تھے اور بڑا سے بڑا تعزیہ اب سے چالیس برس پہلے چار روپے کا مل جاتا تھا، لیکن لاکھوں کی آمدنی اُس دور کے حساب سے تعزیے والوں کی ہوتی تھی اور دس دن کے لئے تعزیہ آتا تھا اور عاشور کو دفن ہو جاتا تھا چھوٹے بڑے ہر طرح کے تعزیے ہوتے تھے کاغذ کے تعزیے ابرق کے تعزیے، گتے کے تعزیے، لکڑی کے تعزیے۔ لیکن ایران میں تعزیہ شبیہ کو نہیں کہتے، ایران میں تعزیہ کسے کہتے ہیں ڈاکٹر براؤن نے کتاب لکھی ہے ''ایران کے تعزیے'' انگریزی زبان کی کتاب ہے اُس کا ترجمہ صرف ایک بار اُردو میں ہوا لکھنو سے اور پروفیسر مسعود حسن رضوی نے اُس کا ترجمہ کیا ایران کے تعزیے اور انگریز نے سروے کیا ڈاکٹر براؤن نے ایران کے تعزیوں کا اور انہوں نے بتایا پہلی محرّم کا تعزیہ دوسری محرّم کا تعزیہ، تیسری محرّم

کا تعزیہ ساتویں محرم کا تعزیہ آٹھویں محرم کا تعزیہ اور ہر تعزیہ میں انہوں نے ہر چیپٹر میں بتایا کہ کس تاریخ کا کونسا تعزیہ ہوتا ہے ایران میں یہ ہوتا تھا ایران میں آذربائیجان میں تاشقند میں عراق میں ترکی کی سرحدوں پر وہاں تعزیہ کاغذ لکڑی کا نہیں بلکہ تعزیہ اس کو کہتے تھے ایک اسٹیج بناتے تھے بڑا سا اسٹیج اُس پر شامیانہ لگاتے تھے اُس پر پردے ڈالتے تھے اور اس کے اوپر دو چار آدمی عربی لباس میں کوئی علی اکبرؑ بنتا کوئی عباسؑ بنتا کوئی حسینؑ بنتا کوئی قاسمؑ بنتا ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے اب سات تاریخ کو قاسمؑ نظر آتے قاسمؑ بن کر گلی گلی میں نوجوان بیٹھ جاتے مجمع زمین پر بیٹھ جاتا اور لوگ خطبہ سنتے لڑائی دیکھتے کبھی علی اکبرؑ کی لڑائی دیکھتے آٹھ کو عباسؑ کی لڑائی دیکھتے گلیوں گلیوں میں لوگ عباسؑ علی اکبرؑ بنے ہوئے رجز سنا رہے ہوتے واقعہ کربلا سنا رہے ہوتے اس کو ایران میں کہتے تھے تعزیہ...... آج کی بات نہیں ہے یہ تو بہت پہلے ایران میں بند ہوگیا کربلا میں عاشور کے دن پورا واقعہ کربلا میں دکھاتے تھے کوئی علی اکبرؑ بنتا تھا کوئی قاسمؑ بنتا تھا، پوری دنیا دیکھتی تھی جو زیارت کرنے جاتے تھے کوئی شمر بنتا کوئی ابن زیاد بنتا کوئی عمر سعد بنتا پوری لڑائی ہوتی اور عصر کے وقت جو خیمے حسینؑ کے لگے ہوئے تھے شمر آتا اور خیموں کو جلاتا اور جب خیمے جلتے تو اُس کے بعد عصر کا منظر پیش کیا جاتا اور روضے پر ایک تصویر سر حسینؑ کی بنی تھی اُس پر پردہ پڑا رہتا تھا۔ عصر کے وقت وہ پردہ ہٹا دیا جاتا اور حسینؑ کے گلے کی رگیں نظر آنے لگتیں یہ عراق میں اس طرح کربلا میں محرّم ہوا کرتا تھا علماء نے دھیرے دھیرے عراق میں اس چیز کو بند کروادیا اُسی زمانے میں آج سے کوئی ستر برس پہلے ایران میں بھی بند ہوگیا صدیوں پرانی خبر نکال کر یہ اخبار کو چھاپنے کی کیا ضرورت تھی کیسے چپ بیٹھے ہیں آپ......اب یا اخبار والوں کو بچا لیجئے یا ایران والوں کو بچا لیجئے ہم نے تو تاریخ پیش کردی نیوز میں کیا ہے ایران نے کہا تعزیے

بند بھئی اسٹیج ڈرامہ بند۔ ہم سے کیا مطلب آپ کے ملک کی ثقافت تھی آپ نے بند کر دی ہمارے ہاں تو یہ نہیں ہوتا۔ آپ نے خود ایجاد کیا آپ نے خود بند کیا ہمیں اس سے کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اخبار نے نیوز کیا لگائی گویا ایران میں عزاداری ہی بند کروا دی ارے اسٹیج ڈرامہ اور ہے تعزیہ داری اور ہے..... آپ کے ملک کی رسم ہے بند کر دیجئے دیکھئے حسینؑ کی عزاداری میں کروڑوں رنگ ہیں ایک رنگ بند کر دیجئے دوسرا رنگ آ جائے گا بھئی صدیوں سے کچھ ایجاد ہو رہا ہے کچھ نیا آ رہا ہے کچھ پرانا بند ہو رہا ہے کچھ رُک رہا ہے اگر اسی پر مجلس پڑھوں کہ کیا کیا رُک گیا ایک تقریر اُسی پر ہو جائے اس میں کیا پریشانی ہے اگر ایران نے گلیوں میں اسٹیج ڈرامہ کربلا پر جو ہوتا تھا بند کر دیا تو اس میں کیا پریشانی ہے اس میں پاکستان کے شیعوں کی کیا بے عزتی ہو گئی، کیا ہمیں پریشانی ہے کیا کوئی حرام ہو گیا مجلس میں جانا علم تابوت نکالنا اُن کے ہاں ہے ٹھیک ہے انہوں نے کہا صاحب زنجیریں نہیں لگایئے ان کے اپنے ملکی مسائل ہیں نہیں لگایئے گا ہم لگائیں گے موچی دروازے میں لگے گی یہاں نہیں رُکے گی سارے نوجوانوں کو کون کون روک لے گا زنجیر اور قمع لگانے سے عاشور کے دن زنجیر کی جھنکار کی آواز آئے گی جیسے ہی اذان ہو گی موچی دروازے میں آوازیں سن لینا زنجیر کی جھنکاروں کی آواز آئے گی۔ وہ نہیں رُکے گی..... انہوں نے کیوں منع کیا بات کو تو سمجھا کرو بھائی.....

وہاں ہے امام رضاؑ کا روضہ بہت بڑا روضہ ہے اتنا بڑا روضہ کہ آج تک روئے زمین پر اتنی بڑی عمارت نہیں بنی، تاج محل اُس کے آگے کچھ نہیں، لاہور کا قلعہ اُس کے آگے کچھ نہیں ہے، کروڑوں اربوں روپے اُس پر خرچ ہو چکے، اتنا بڑا روضہ ہے، صرف اس کے ایک ایک صحن ناپ لو لاہور ختم ہو جائے، صحن آزادی، صحن فلاں، اور صحن فلاں اتنی عظیم عمارت لیکن اُس کے باوجود زائروں کا اتنا مجمع ہوتا ہے کہ کسی صحن میں جگہ نہیں

ہوگی اگر عاشور کے دن زنجیر لگنے لگےتو کروڑوں خواتین زیارت سے محروم ہو جائیں۔ جلدی زیارت کر کے نکلنا ہوتا ہے تاکہ دوسرے کو موقع ملے اگر زنجیریں لگیں تو زائر ضریح تک نہ پہنچے اس لئے روکا ہے تاکہ زائر عاشور کے دن امامِ رضا کو حسینؑ کی تعزیت ادا کرسکیں اس میں کیا پریشانی ہوگئی بھئی ان کے ملکی مسائل ہیں جیسے آپ کے ملکی مسائل ہیں۔آپ کے بھی تو کچھ مسئلے ہیں نا یہاں سے دور گاڑیاں کھڑی ہیں اس روٹ پر نہیں آسکتیں تو کوئی ملک یہ کہے گا کہ بھئی خیمہ سادات تک گاڑیاں نہیں کھڑی ہوتے دے رہے بھئی ہمارا مسئلہ ہے آپ سے کیا مطلب......تو اپنے آرام کے لئے اپنی مصلحت کی بنا پر کبھی ویڈیو دیکھئے گا عاشور پر ایران کا علم نکل رہے ہیں ایران میں تابوت بھی نہیں ہوتا۔ایران میں اور عراق میں کبھی تابوت نہیں نکلا۔کون بتائے گا یہ باتیں تمہیں موضوع بنے تو ہونہ بھئی یہ بات عراق میں ایران میں تابوت نہیں اُٹھتے ،تم اُٹھاتے ہو تابوت۔تم کیوں اُٹھاتے ہو تابوت اس لئے کہ تم قبر سے دور ہو۔ایران کو تابوت اُٹھانے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ امام کی قبر وہیں موجود ہے وہ کیوں تابوت اُٹھائیں ہاں علم سب اُٹھاتے ہیں، اس لئے کہ علم ہر قوم کی پہچان ہے اگر علم چھوڑ دیا کسی ملک نے تو پہچانا نہ جائے گا......اُس دن کا انتظار کرو کہ شاید کوئی ملک یہ کہہ دے کہ علم نہیں نکلے گا۔تب بات کرنا پھر ہم اخبار کی خبر پر تبصرہ کریں گے تعزیہ نہ اُٹھے اُٹھ کب رہا تھا، وہ تو اسٹیج ڈرامہ رکوایا ہے۔تعزیہ کیسا؟ ظاہر ہے کہ ہم نے دیکھا سڑکیں رُک جاتی ہیں ایران کی ہر سڑک پر ایران میں مشہد کی کوئی سڑک ایسی نہیں کہ جس پر لاکھوں ماتم کرنے والے سیاہ لباس میں صف کے صف ماتم کرتے ہوتے ہیں اوزان کا ماتم لکڑی کے ڈنڈے میں زنجیریں لگی ہوتی ہیں چھریاں نہیں ہوتیں، اور وہی زنجیریں مارتے ہوئے باجے کی آواز پر آگے آگے بینڈ ہوتا ہے اور وہ بج رہا ہوتا ہے، تاشہ بجتا ہے چھن چھن

اور اُس کے بعد ڈنکہ (نقارہ) بجتا جاتا ہے جسے آپ انگریزی میں ڈرم کہتے ہیں ڈھول بجتا جاتا ہے ہزاروں لاکھوں ڈھول مشہد میں ایران میں بجائے جاتے ہیں ہمارے ہاں تو نہیں بجتے میں کیا کہہ رہا تھا کچھ رکتا ہے کچھ چلتا ہے پہلے ہندوستان میں ہر تعزیے میں شیعہ سنی کے باجا بجاتے تھے۔ اب آپ سے میں کہہ رہا ہوں۔ اگر انہوں نے اسٹیج ڈرامہ روکا ہے تو کیا پریشانی ہوگئی ہندوستان میں ہر تعزیے کے آگے شیعہ سنی باجا بجاتے تھے بینڈ بجتا تھا۔ شہنائی بجتی تھی روشن چوکی ہوتی تھی ڈھول بجتے تھے تاشے بجتے تھے۔ اور ہر باجے سے آواز آتی تھی یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ آپ لوگوں نے پاکستان میں باجے بجانے کیوں چھوڑ دیئے بھئی آپ کی ثقافت نے اجازت نہیں دی، یہ اپنے اپنے ملکی مسائل ہیں اس میں کیا پریشانی ہے، اخبار کو کیا پریشانی ہے۔ اس میں کیا بات چھاپ کر ہمارے اوپر ثابت کردی ہوگیا نہ اخبار کی خبر کا جواب تو تقریر ختم کردوں......ایک صلوٰۃ......راجہ صاحب محمود آباد کے جلوس میں دوسو طریقے کے بینڈ ہوتے تھے ہر بینڈ والا الگ الگ لحن نوحے کے رکھتا تھا سب سے آگے شہنائی ہوتی اور سب سے بڑا ہندوستان کا شہنائی نواز بسم اللہ خان شہنائی بجاتا اور کربلا تک شہنائی بجاتا ہوا جاتا تھا، یہ کروڑوں روپے کے کارنامے تھے تم کو کیوں بند کرنا پڑے چھوٹی چھوٹی تنخواہوں میں شہنائی والا کہاں سے آئے گا۔ دوسو طریقے کے بینڈ کیسے آئیں گے ستر تو ہاتھی ہوتے تھے دوسو اونٹ ہوتے تھے ہر اونٹ پر علم ہوتا تھا پلٹنیں ہوتی تھیں زرد پرچم الگ سرخ پرچم الگ سبز پرچم الگ کالے پرچم الگ، دو دو سو آدمی پرچم اُٹھائے ہوتے تھے اور ہر آدمی کو پرچم اُٹھانے کی اُجرت دی جاتی تھی، کوئی نکال سکتا ہے ہاں وہ آصف الدولہ تھا جس کا ایک میل لمبا جلوس اس وقت بھی نکلتا تھا آج بھی نکلتا ہے کیوں نکلتا ہے اس لئے کہ کروڑوں روپے وقف کر کے ایسٹ

انڈیا کمپنی کے بینک میں جمع کر کے مر گیا۔ انٹریسٹ (interest) بڑھتا جائے گا جو حکومت آئے اس کو کرنا ہے اب ذرا سا موازنہ کر دوں کہ اربوں روپے حسینؑ کی عزاداری میں سال بھر میں خرچ ہو جاتے ہیں اُس کا حساب بجٹ پورے ورلڈ (World) کے ملکوں کے بجٹ پر حاوی ہوتا ہے۔ یہ مبالغہ نہیں ہے حساب لگانا لوگوں نے سروے (Survey) کیا ہے، کم بتایا ہے اُس کا موازنہ دے رہا ہوں۔ صدر آیا ایران کا لکھنو زی ٹی وی نے بتایا آصف الدولہ کا امام باڑہ دیکھنے تو کہا ہم اس امام باڑے کی مرمت کے لئے دو کروڑ روپیہ دیتے ہیں۔ دو کروڑ ایران نے دیئے دو کروڑ تو ہندوستان کے وزیر اعظم نے کہا بھائی دو کروڑ میں تو اس امام باڑے میں چونا نہیں پھرے گا۔ دو کروڑ تو اونٹ کے منہ میں زیرہ ہے۔ یہ آپ نے کیا دیا۔ ایک مملکت اور ایک امام باڑہ لفظ دے رہا ہوں کون غریب ہے کون امیر ہے......وزیر اعظم نے کہا ہم خود کر لیں گے یہ کام چلتے چلتے تھک جاتے ہیں ایک نشست میں پورا امام باڑہ نہیں دیکھ سکتے۔ ایک ہال میں جو چلے تو تھک کے بیٹھ گئے اب اوپری منزل اب دوسری منزل، بھول بھلیاں زینے طے کرتے کرتے سانس پھولنے لگتی ہے زینے پر بیٹھنا پڑتا ہے تھک کر، معراج ہے حسینی معراج، حسینی معراج آصف الدولہ کا امام باڑہ پتہ ہے آپ کو لان میں اُس کے جو گلاب لگے ہیں روزانہ ہزاروں کے تو صرف گلاب اترتے ہیں، جب پہلی بار اُس امام باڑے میں گلاب لگائے گئے تو بادشاہ آئے کہا کیا گلاب کھلے ہیں اور ایک بار وزیر سے کہا بھائی زمین پر ہم کہکشاں کا منظر دوپہر میں دیکھنا چاہتے ہیں بادشاہوں کے حکم ہوتے ہیں شوقیہ اس میں کیا بات ہے یہ بات ایک انگریز نے کتاب میں لکھی اُس کتاب کا نام ہے ''ہندوستان کے دو آخری دربار'' پہلا دربار اُس نے لکھا کہ آخری دربار مغلوں کے بہادر شاہ ظفر کا تھا۔ اُس میں اُس نے لکھا کہ

جو کھانا قلعے والوں کا پکتا ہے اتنا شوربہ کم ہوتا ہے کہ پورا نہیں پڑتا تو شوربے کی دیگوں میں پانی ملانا پڑتا ہے اتنا زوال مغل حکومت کا ہو گیا۔ وہ کہتا ہے کہ دوسرا دربار جو دیکھا وہ اودھ کا دیکھا تو اُس کا حال لکھتا ہے یہاں کیا عالم ہے وہاں شوربہ نصیب نہیں ہوتا۔ یہاں کہتا ہے وہ انگریز مؤرخ کہ بادشاہ نے کہا ہم دوپہر میں کہکشاں کا منظر دیکھنا چاہتے ہیں ارے یہ کوئی آسان ہے رات کو آدھی رات کو کہکشاں نکلتی ہے ستاروں سے آسمان جگمگ کرتا ہے۔ بادشاہ کہہ رہا ہے دوپہر میں دیکھنا چاہتا ہوں حکم تھا وزیر کہتے ہی اُسے ہیں جو دانا ہو عقل مند ہو۔ اُس نے پورے لکھنو کی چاندی خرید لی۔ اور اُس چاندی کو جب پٹوانا شروع کیا تو اُس سے تار مقیش کے تار بنے جس سے سہرا بنتا ہے چاندی کے تار، اُن تاروں کو جو منوں چاندی کے تار بنے تھے لکھنو کی غریب عورتوں کے گھروں پر بھجوا دیا گیا کہ قینچی سے کاٹ کاٹ کر اس کی افشاں بناؤ باریک افشاں۔ اب یہ سب آپ کو بتانا ہے کہ یہ چیزیں کیا ہیں۔ دُلہن کی مانگ میں افشاں لگتی ہے ستارے سے چمکتے ہیں۔ اس چاندی کی مقیش کی افشاں بناؤ۔ منوں افشاں بن گئی لاکھوں گلاب کھلے ہوئے تھے امام باڑے میں دوپہر کا وقت تھا جون کی گرمی تھی دوپہر میں وزیر نے کہا یہ ساری افشاں منوں افشاں گلاب کے پھولوں پر چھڑک دو۔ جب گلاب کے پھولوں پہ وہ افشاں چاندی کی چھڑکی گئی اور سورج کی کرن جب گلاب کے پھول پہ بیچ میں افشاں پر پڑی تو کروڑوں سورج چمکتے ہوئے نظر آئے۔ زمین پر ستارے کھلے تھے وزیر نے کہا چلئے کہکشاں زمین پر دیکھیے، بادشاہ نے کہا سبحان اللہ اور کہا لکھنو کے غریبوں سے کہو چاندی لوٹ لے جائیں ہم نے منظر دیکھ لیا۔ حسینی بادشاہ ہو...... قحط پڑ گیا کہا امام باڑہ بنے اور مزدور کام کریں دن میں مزدور کام کریں اور رات میں شرفاء آئیں اور اسے گرا دیں۔ منہ لپیٹ کر شرفاء آتے اور دیواریں گرا جاتے اُن کو اُس کی

مزدوری مل جاتی جب تک قحط ختم نہیں ہوا قحط کسے کہتے ہیں آٹا ختم ہو جائے قحط پڑ گیا، اناج ہوا نہیں گیہوں پیدا ہوا نہیں اب وہ دور تو تھا نہیں کہ سرحدیں پار کر کے آٹا کہیں اور پہنچا دیا جائے اور جہاں پچیس روپے کلو بک رہا ہو وہاں بکنے لگے اور بدنام بیچاری ہماری حکومت ہو جائے اچھی بھلی اور آٹا اُس کا بہانہ بن جائے یہ سازشیں پہلے نہیں تھیں سیدھے سادھے لوگ تھے سیدھے سادھے عوام تھے، بادشاہ نے کہا امام باڑہ بنے۔ دنیا کا سب سے بڑا امام بڑا بننا شروع ہوا، دنیا کا سب سے بڑا امام باڑہ نقشہ جب بنا تو ایک رُخ سیدھے ہاتھ کا جب وہاں تک نقشے کے مطابق کام پہنچا جہاں ایک بوڑھی عورت کا جھونپڑا تھا۔ وزیر نے کہا آصف الدولہ وہ بوڑھی عورت تو کہتی ہے یہ میری آبائی زمین ہے ماں باپ ہمارے یہیں رہتے تھے ہم اپنے باپ دادا کا جھونپڑا نہیں چھوڑیں گے، وہ کہتی ہے ہوگی بادشاہ کے امام باڑے کی عمارت، ہم اپنا جھونپڑا نہیں دیں گے۔ بادشاہ نے کہا ہم خود چلیں گے اُس سے بات کریں گے بادشاہ پہنچا کہا تو یہاں مر جائے گی جھونپڑے میں کون جانے گا تو کون ہے کہا ہاں یہ تو ہے۔ کہا یہ زمین کوئی اور قبضہ کر لے گا تو تیرا تو نام و نشان نہیں رہے گا کہا ہاں کہا کیا تو یہ نہیں چاہتی کہ تیرا نام ہمیشہ زندہ رہے کہا بادشاہ یہ کیسے ہو سکتا ہے، غریب بوڑھی عورت نے پوچھا۔ کہا میں تجھے ترکیب بتاتا ہوں تیرا نام ہمیشہ زندہ رہے گا تاریخ میں، یہ زمین دے دے امام حسینؑ کو، تیرا نام زندہ رہے گا۔ کہا اچھا یہ زمین میں نے اپنے داتا حسینؑ کو دے دی۔ ہندو تھی وہ عورت اور وزیر اعظم جو تھا آصف الدولہ کا جھاؤ لال وہ بھی ہندو تھا سکینہ اُس نے کہا زمین دے دو۔ اُس نے کہا بادشاہ لیکن ایک شرط ہے جس مقام پر امام باڑہ ہمارے جھونپڑے تک آئے وہاں ایک چھوٹا سا امام باڑہ بنا دینا تمہارا تو بڑا سا تعزیہ ہوگا، ہزاروں روپے کا میرے نام کا تعزیہ بھی اس کونے میں رکھنا

کہا جس نقشے کا ہمارا بنے ویسا ہی تمہارا بھی تعزیہ بنے گا۔ آصف الدولہ جو تعزیہ بنواتے وہ موم کا بنتا تھا پورا تعزیہ موم کا ایک سبز ایک سرخ اب بھی رکھا ہے جو لوگ جائیں وہ دیکھیں اور تعزیہ ہے یہ خیمہ سادات کی چھت تک اتنا اونچا اور پورا موم کا بنا ہوا ہے، ایک سبز ایک سرخ شیشم کی بڑی بڑی چوکیاں ہیں۔ پورے صحن کو آدھا کیجئے ایسی تو کتنے بڑے بڑے رقبے ہیں تعزیہ آتا ہے ایک سبز ایک سرخ ہم نے دیکھا پہلی محرم کو آصف الدولہ کے دونوں تعزیے اُٹھتے ہزاروں طرح کے بینڈ لاکھوں روپے گورنمنٹ خرچ کرتی ہے، اُس میں آگے آگے سپاہی باڈی گارڈ سلامیاں بڑا لمبا جلوس ہزاروں کا مجمع ہندو شیعہ سنی سب آ کے دیکھتے۔ بچپن سے جوانی تک ہم نے دیکھا کہ جب آصف الدولہ کا تعزیہ نکل جاتا اور جلوس کافی آگے بڑھ جاتا مگر مجمع اپنی جگہ جمع رہتا تو میں پوچھتا کہ بھئی اب کیوں کھڑے ہو تعزیہ تو گیا لوگ جھک جھک کر اُسی طرف دیکھ رہے ہوتے امام باڑے کی طرف بھئی اب کیا دیکھ رہے ہو۔ کہا بھئی ابھی بڑھیا کا تعزیہ کہاں آیا ہے۔ تاریخ ہے اودھ کی تاریخ...... سب سے پیچھے چھوٹا سا بڑھیا کا تعزیہ آتا تھا، اتنا مشہور ہو گیا جب تک بڑھیا کا تعزیہ بادشاہ کے تعزیہ کے پیچھے نہ آ جائے جلوس پورا نہیں ہوتا تھا۔ کبھی لکھنؤ گھومنے جایئے گا جب پورا امام باڑہ دیکھ کر آپ آئیں گے تو بڑھیا کا تعزیہ رکھا ہے دن میں اگر آپ گئے دوپہر میں تو ایک بلب تعزیے پر جل رہا ہے گائیڈ آپ کو بتائے گا کہ روشنی ہے مگر بلب جل رہا ہے گائیڈ سے پوچھئے گا یہ بلب دن میں کیوں جل رہا ہے کیونکہ اُس عورت نے بڑھیا نے وصیت کی تھی کہ بادشاہ ہمارے تعزیے پر کبھی روشنی نہ بجھے۔ جب تک بجلی ایجاد نہیں ہوئی تھی رات و دن چراغ جلتا تھا۔ جب سے امام باڑے میں بجلی آ گئی یہ بلب جلتا رہتا ہے اور اس کا خرچہ گورنمنٹ آف انڈیا دیتی ہے۔ ارے بڑھیا تو کتنی مشہور ہو گئی...... یوں حسینؑ اپنے

عزادار کو زندہ رکھتے ہیں۔ ہے دنیا کی کوئی طاقت جو امیروں، غریبوں کو اپنا کر یوں مشہور کر دے ہے کسی میں طاقت...... کیا تعزیہ اور تعزیت لکڑی اور کاغذ کی بات نہ کرو منسوب ہو جاؤ اس سے تو تاریخ میں زندہ رہ جاؤ گے۔ آج جو تم یہ بیٹھے ہو انتظار میں آج پانچ محرم ہے آج ہمارے ایک شہزادے کا تابوت آنے والا ہے اور جو شان ہونی چاہیئے مجھے یہ بات پسند نہیں کہ اِدھر اُدھر چلے جاؤ سینے پر ہاتھ نہ لگے۔ اٹھارہ سال کا تھا گھر بھر کا لاڈلا تھا۔ تابوت برآمد ہونے پر ماجد رضا عابدی شعر میں حال سنا دیں گے کہ یہ تابوت کیوں آ رہا ہے، ابھی آئے گا تابوت تقریر ختم ہوگئی، کیوں یہ تابوت کیوں کہ شہزادے کوئی نہ تھا کربلا میں تمہاری لاش اُٹھانے والا، اس لئے اُٹھا رہے ہیں، بوڑھے باپ نے جوان کا لاشہ اُٹھایا شاید میں زیادہ مصائب نہ پڑھ سکوں، لیکن جتنی بھی ہمت ساتھ دے۔ صبح سے اب تک ہر مجلس میں شہزادے کا ذکر ہو رہا ہے، حضرت علی اکبرؑ کو دیکھ کر مدینے والے کہتے، یہ رسول اللہ کی شبیہ ہیں، جب کبھی گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے تو شہزادہ بازار میں آ جاتا تو لوگ زیارت کرنے کے لئے اپنا کاروبار چھوڑ دیتے دوکانیں بند کر کے علی اکبر کو دیکھتے شبیہ رسولؐ جا رہا ہے۔ حسینؑ کا خوبصورت بیٹا جا رہا ہے، کمر میں پٹکا باندھ کر سر پہ عمامہ باندھ کر تحت الحنک دونوں طرف شملے لٹکا دیتے کاندھے پر تو دیکھنے والے دیکھتے ہی رہ جاتے، جب غیر دیکھتے تو ان کا یہ عالم ہوتا کہ محو ہو جاتے تو پھر گھر والوں کا کیا عالم ہوگا، پھر ماں کا کیا عالم ہوگا پھر پھوپھیوں کا کیا عالم ہوگا پھر بہنوں کا کیا عالم ہوگا، پھر باپ کا کیا عالم ہوگا پھر بہنوں کا کیا عالم ہوگا پھر باپ کا کیا عالم ہوگا ہر بہن اپنے بھائی کو دیکھ کر فخر کرتی ہے میرا بھائی جوان ہوگیا۔ ہر بہن اپنے بھائی پر صدقے اور واری جاتی ہے کہ اس کی جوانی کو کسی کی نظر نہ لگے اسی لئے مشہور ہے جب جوان بھائی کوئی دولہا بنتا ہے تو بہنیں اپنے آنچل میں بھائیوں کو

دولہا بنا کر چھپا لیتی ہیں چہرے پر اپنا آنچل ڈال دیتی ہیں کہ ہمارے بھائی کو کسی کی نظر نہ لگے۔ بہت روؤ گے، آج تو رونے کا دن ہے آج تو ماتم کا دن ہے اور خیمۂ سادات کے جوانوں نے آج تابوت بھی ایسا سجایا ہے کہ بی بی زہرا بھی خوش ہو جائیں گی۔ کہ میرے لال کا جنازہ اہل لاہور نے خوب اُٹھایا دھوم سے اُٹھایا، اللہ تمہارے جوانوں کو سلامت رکھے۔ دنیا کی بُری نگاہوں سے تمہارے جوان دور رہیں علی اکبرؑ کی موت عجیب موت ہے لیکن بڑے لاڈ اور پیار میں پروان چڑھے اتنے پیار سے پالے گئے کہ علی اکبرؑ کا ایک ایک عمل بچپن سے سب کی نگاہ میں رہتا ہے جب تک علی اکبرؑ پیروں سے نہیں چلے تھے ماں اور پھوپھی کہتیں اب تک علی اکبرؑ اپنے پیروں سے نہیں چلے تو ایک دن حسینؑ نے بہت پیار سے علی اکبرؑ کے ہاتھ تھامے اور پاؤں پاؤں چلانا شروع کیا۔توجہ بچہ جب پہلی بار اپنے پیروں سے چلتا ہے تو ماں کی نگاہ لگی رہتی ہے۔ پھوپھی کی نگاہ لگی رہتی ہے ماں کا دل دھک دھک کر رہا تھا اور پھوپھی بھی شامل، ایک بار حسینؑ نے چلاتے چلاتے ہاتھ پکڑتے پکڑتے ایک بار علی اکبرؑ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔علی اکبرؑ نے ایک قدم اُٹھایا لڑکھڑائے دوسرا قدم اُٹھایا لڑکھڑائے، لیلیٰؑ سمجھیں اب گرا، لیلیٰؑ دوڑیں، اُم لیلیٰؑ دوڑیں، حسینؑ نے کہا نہیں اُمِ لیلیٰؑ علی اکبرؑ کا پہلا قدم علی اکبرؑ کی جیت ہے۔ اُس کی جیت نہ چھینو۔ اُسے اپنے پیروں سے چلنے دو، لیکن ماں کا کلیجہ اپنے دل کے لئے تڑپ کر رہ گیا، بچہ گر نہ جائے اور جب علی اکبرؑ اپنے پیروں چلنے لگے تو جشن منایا گیا کہتے ہیں علی اکبرؑ کو جب حضرت مسلمؑ نے بسم اللہ کہلوایا تو امام حسینؑ نے حضرت مسلمؑ کا منہ موتیوں سے بھر دیا۔ کیا راج دلارے تھے علی اکبرؑ کیا پیارے تھے علی اکبرؑ۔ کہتے ہیں جب علی اکبرؑ کی مسیں بھیگیں تو صدقے اُتارے گئے، علی اکبرؑ زلفوں میں شانہ کرتے تو پھوپھی زلفوں کا صدقہ اتارتی علی اکبرؑ زلفوں میں شانہ کرتے تو

پھوپھی دعائیں پڑھتی۔ نظر بد سے محفوظ رہے میرا بچہ، یوں پالا گیا۔ رات کو سوتے سوتے اُم لیلیٰؑ اُٹھ کر دیکھتی تھیں کہ رات جب آدھی گزرتی ہے تو ایک سایہ سا آتا ہے اور وہ سایہ علی اکبرؑ پہ جھک جاتا ہے۔ جانے کہاں سے وہ سایہ آتا ہے کچھ دیر کے بعد ہٹ جاتا ہے اُمّ لیلیٰؑ نے ایک دن حسینؑ سے کہا کہ رات میں علی اکبرؑ پہ ایک سایہ سا جھکا ہوتا ہے حسینؑ نے۔ کہا اُمِ لیلیٰؑ وہ میں ہوں۔ میں راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دیکھتا ہوں کہ میرا علی اکبرؑ پیاسا تو نہیں ہے۔ میرے علی اکبرؑ کو پیاس تو نہیں لگی۔ جگا جگا کر پوچھتے علی اکبرؑ پیاسے تو نہیں ہو پانی پلا دیں علی اکبرؑ ایک مرتبہ علی اکبرؑ کو تپ چڑھ آئی بخار آ گیا۔ تو جھک کر پیار سے پیشانی چوم کر کہا علی اکبرؑ کوئی خواہش ہو تو بیان کرو۔ انگوروں کی فصل نہیں تھی انگوروں کا موسم نہیں تھا۔ علی اکبرؑ کے منہ سے نکلا بابا تھوڑے سے انگور ملیں گے، ابھی بیٹے نے کہا تھا کہ گھر کی دیوار پر حسینؑ نے ہاتھ مارا ہاتھ میں انگور کے خوشے آ گئے کہا، لو علی اکبرؑ جبریلؑ تمہارے لئے لائے ہیں علی اکبرؑ کی کوئی بات ایسا نہ ہو کہ زبان سے نکل جائے اور باپ پوری نہ کرے۔ وہی باپ جو علی اکبرؑ کی پہلی آواز پر انگور منگا دے۔ کربلا میں علی اکبرؑ نے کہا بابا تھوڑا سا پانی مل سکتا ہے، بابا بہت پیاسا ہوں، ماشاءاللہ کیا نورانی مجلس ہے...... خدا کی قسم جب میں منبر پر بیٹھا تھا اس وقت تو میں نے پوری مجلس کا نور دیکھا۔ میں دیکھ رہا ہوں یہ آسمان سے اور زمین تک میں پوری مجلس پرنور دیکھ رہا ہوں۔ نور برس رہا ہے تم پر، تمہیں پتہ ہے یہ سن لو تو رو لینا جملہ تمہارے کام کا ہے، کہتے ہیں علماء کہ اگر کوئی منت پوری نہ ہو رہی ہو مفاتیح میں لکھا ہے دعاؤں میں لکھا ہے تو ایک بار حسینؑ کو پکار کر کہو جوان علی اکبرؑ کا واسطہ ابھی میں پڑھ رہا ہوں۔ ابھی میں پڑھ رہا ہوں۔ ابھی میں پڑھ رہا ہوں ابھی میں مجلس پڑھ رہا ہوں ابھی تابوت نہیں آئے گا۔ ابھی مصائب شروع نہیں ہوئے ابھی تابوت نہیں آئے گا۔ بغیر

حال سنے جوان کا لاشہ ابھی لانا نہیں جب تک میں نہ بتا دوں کہ لاشہ کیسے آیا، آج پڑھوں گا میں پڑھتا نہیں ہوں مگر آج پڑھوں گا۔ میں نے کبھی نہیں پڑھا کہ لاش کیسے آئی مگر آج پڑھوں گا مجھے نہیں معلوم کہ تم پر کیا بیتے گی۔ یا مجھ پر کیا بیتے گی مجھے نہیں معلوم میں دعا کر سکتا ہوں تمہارے لئے لیکن یہ سن لو۔ یہ سن لو پہلے دل بھر کے مصائب سن لو۔ اب تو پانچ محرّم ہو گئی اب تو چار دن رہ گئے رونے کے اب ہمارے پاس رونے کے دن کہاں رہ گئے صرف چار دن عاشور تو بس قیامت کا دن ہوتا ہے فرصت کے دن یہی چار ہیں کہ بیٹھ کر ایک گھنٹہ پندرہ منٹ ہم روسکیں۔ علی اکبرؑ چلے کیسے چلے امام حسینؑ نے عمامہ باندھا شملے لٹکائے کمر میں پٹکا باندھا تلوار لگائی دولہا بنا دیا، دولہا بنا کر کہا علی اکبرؑ اب باپ کے سینے سے لگ جاؤ۔ باپ کے سینے سے لگ جاؤ، جب سینے سے لگا لیا تو کہا علی اکبرؑ پتہ ہے آج میں نے تمہارے سر پر عمامہ اس طرح کیوں باندھا یہ وہ عمامہ ہے جو شب معراج میرے نانا رسولؐ خدا نے باندھ کر آسمانوں کی سیر کی تھی۔ یہ عمامہ رکھا تھا۔ رسولؐ کے بعد علی اکبرؑ کسی نے باندھا نہیں۔ یہ عمامہ میں نے اُس دن کے لئے رکھا تھا کہ جس دن تمہیں دولہا بنائیں گے تو یہ عمامہ باندھیں گے، علی اکبر آج ہم نے تمہیں دولہا بنا دیا، جاؤ علی اکبر ماں سے رخصت ہو لو جاؤ علی اکبر، پھوپھی سے رخصت ہو لو۔ آسان نہیں تھا اذن کا ملنا، اب جو علی اکبر پھوپھی کے خیمے سے چلے تو یہ ہوا کہ ہر خیمے کی بی بی زینبؑ کے خیمے میں آ گئی، اور ہر بی بی علی اکبرؑ سے لپٹ جاتی کہتی علی اکبر...... علیؑ اکبر اور ہر بی بی دامن پکڑ کر کھینچتی علی اکبرؑ، نہ جاؤ...... حسینؑ کا بڑھاپا ہے جملہ سنو حمید بن مسلم کہتا ہے کہ زینبؑ کے خیمے کا پردہ اُٹھتا تھا گرتا تھا، اُٹھتا گرتا، ایسا لگتا بھرے گھر سے جنازہ جا رہا ہے، بھرے گھر سے جنازہ جا رہا ہے، زینبؑ نے ہر بی بی کو ہٹایا...... میرے بچے کو جانے دو، میرے بچے کو جانے دو، بھائی پہ قربان ہونے

جا رہا ہے، ہٹو جانے دو۔ راستہ بنایا زینبؑ نے کہا علی اکبرؑ آگے بڑھو، فِضہؑ نے پردہ اُٹھایا کہا علی اکبرؑ آگے بڑھو سنو گے تو بہت روؤ گے، علی اکبرؑ کو زینبؑ نے کہا آگے بڑھو لیکن جیسے ہی پردے کے پاس آئے سکینہؑ نے دامن پکڑ لیا...... چھوٹی بہن ...... بھیا...... جزاک اللہ، علی اکبرؑ صلہ دیں گے، فاطمہ زہراؑ صلہ دیں گی۔ کیا کہنا نورانی مجلس ہے، نورانی مجلس، ایک بار علی اکبرؑ نے سکینہؑ کو اُٹھالیا گود میں لیا پیار کیا۔ پیار کرنے لگے تو بچی کہنے لگی بھیا چچا کی طرح رن میں نہ رہ جانا واپس آ جانا اب زینبؑ کیا کریں آگے بڑھ کر علی اکبرؑ کی گود سے سکینہؑ کو لے کر کہا جاؤ علی اکبرؑ...... خدا حافظ، خدا حافظ عنقریب تقریر خاتمے پر پہنچی بس چند جملے، علی اکبرؑ گئے خوب لڑے خوب لڑے ایک حملے میں دو سو کو قتل کیا، پھر حملہ کیا حملہ کیا بڑھتے چلے گئے بڑھتے چلے گئے حملہ کرتے کرتے جب لشکر کو بھگا دیا میدان صاف ہو گیا علی اکبرؑ واپس آئے آتے ہی کہا بابا لڑائی دیکھی کہا ہاں بیٹا دیکھی۔ کہا میں کیسا لڑا بابا۔ کہا تم تو یوں لڑے جیسے خیبر میں علیؑ لڑے جیسے خندق میں علیؑ لڑے تو کہا بابا کیا اور لڑائی دیکھنا چاہتے ہیں کہا کیوں نہیں علی اکبرؑ تم علیؑ کے پوتے ہو۔ تو کہا پھر تھوڑا سا پانی پلا دیجئے۔ تھوڑا سا پانی پلا دیجئے۔ ہائے بچہ کچھ مانگے اور باپ نہ دے سکے۔ کہا علی اکبرؑ پانی کہاں میرے لال پانی کہاں باپ پانی کہاں سے لائے، اپنی زبان میرے منہ میں دے دو علی اکبرؑ نے اپنی زبان حسینؑ کے دہن میں رکھی اور جلدی سے نکال لی کہا بابا آپ کی زبان میں تو کانٹے پڑے ہیں آپ زیادہ پیاسے ہیں کہا جاؤ علی اکبرؑ جنّت میں ساقی کوثر سیراب کریں گے۔ وہ رسول خداؐ پانی کے جام لئے ہوئے کھڑے ہیں جاؤ علی اکبرؑ نانا سیراب کریں گے بس علی اکبرؑ میدان میں گئے حملہ کیا حملہ جو کیا تو شمر نے ابنِ سعد سے کہا یہ جوان بہت بہادر ہے یہ بس میں نہیں آئے گا وہ جو نیزے والے ہیں اُن کو بلاؤ وہ آئے اور نیزے لے کر چاروں

طرف سے چلے۔ نیزے لے کر چاروں طرف سے اشقیاء چلے۔ امامِ زمانہؑ ''زیارتِ ناحیہ'' میں کہتے ہیں کہ تلواریں چلیں نیزے چلے ایک بار علی اکبرؑ گھوڑے پر ڈگمگائے، عقاب نے علی اکبرؑ کو کھجور کے درخت کے نیچے اتارا، علی اکبرؑ نے کہا بابا سلام کیا کروں جواب سلام لو بابا۔ لو اب ختم ہوگئی تقریر آخری جملے کو پڑھنا چاہتا تھا آج تک نہیں پڑھا لیکن آج پڑھوں گا میں نے کبھی نہیں پڑھے یہ جملے لیکن روایت کا یہ جملہ آج ادا کروں گا اور اسی جملے پر ابھی تابوت آئے گا یہ جملے جب یاد کرو گے بہت روؤ گے۔ ایک بار حسینؑ نے علی اکبرؑ کی صدا سنی اور چلے اور کہتے چلے قدم قدم پر پکارا علیؑ چلے لاشِ علی اکبرؑ پر پہنچے، سنا لاشِ علی اکبرؑ پر پہنچے علی اکبرؑ پکار چکے تھے ابھی لاشے پر پہنچے تھے کہ ایک بار کان میں آواز آئی علی اکبرؑ علی اکبرؑ پھوپھی آرہی ہے پھوپھی آرہی ہے۔ اکبرؑ کی لاش کو رکھ دیا...... اور رُخ کیا کہا زینبؑ، خیمے میں چلو میں زندہ ہوں کچھ معلوم ہے زینبؑ کو معلوم تھا کہ جوان کا لاشہ ہے اور بوڑھے باپ کو جنازے کے قریب نہیں جانے دیا جاتا۔ اب تھا کون میں نے پڑھا نہیں آج پڑھ رہا ہوں آخری جملے سنو آخری جملے سنو وقت آگیا ماتم کا وقت آگیا، سنو ایک بار لاشے کو اُٹھایا اور لے کر چلے چلتے چلتے رکھ دیا دھوپ تیز تھی، لاشے کو زمین پر رکھ دیا، تھوڑا تھمے کہا یا علی یا علیؑ پھر لاشے کو اُٹھایا چلے خیمے کے قریب پہنچے پھر لاشے کو رکھ دیا بھئی سن لو۔ سن لو لاشے کو رکھا شاید میں پڑھ پاؤں کہ نہیں پروردگار میری مدد کر کہ میں آخری جملے پڑھ دوں لاشے کو رکھا۔ ابھی لاشے کو رکھا تھا کہ اہلِ حرم کے خیمے کا پردہ اُٹھا چھوٹے چھوٹے بچے دوڑتے ہوئے باہر آئے چھوٹے چھوٹے بچے سنو بچے حسینؑ نے آواز دی بچو آؤ بچو آؤ بھائی کا لاشہ اُٹھاؤ چھوٹے چھوٹے بچوں نے علی اکبرؑ کے ہاتھ کو تھاما پیر تھامے، علی اکبرؑ کا لاشہ لے کر چلے اشقیا آئے تلواریں چلیں......

❀❀❀

چھٹی مجلس

قرآن میں حسینؑ کی عزاداری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود وسلام محمدؐ وآل محمدؐ کے لئے

مسلسل ہم اس موضوع پر آپ سے گفتگو کر رہے ہیں موضوع اتنا وسیع ہے اور اس کے اتنے شعبے ہیں اتنا پھیلاؤ ہے اور اتنی دلچسپی ہے موضوع میں صدیوں پر محیط موضوع ہے۔ موضوع گر چھوٹا ہو تو کتاب لکھنا آسان ہے یہی وجہ ہے کہ امام حسینؑ کی عزاداری پر اب تک کوئی کتاب نہیں لکھی جا سکی اور ظاہر ہے کتاب لکھی جاتی ہے چھوٹے موضوع پر جب موضوع کی کوئی تھاہ نہ ہو اس کا سرا نہ ملے تو پھر کتاب نہیں لکھی جاتی پھر انسائیکلو پیڈیا لکھا جاتا ہے اور انگلینڈ میں تین ملکوں نے مل کر حسینی انسائیکلو پیڈیا کا آغاز کیا ہے دو سو چھیالیس جلدیں لکھی جائیں گی جس میں امام حسینؑ کی دنیا میں آمد سے لے کر شہادت تک اور پھر اُس کے بعد پوری دنیا میں حسینؑ پر کتنی کتابیں لکھی گئیں دنیا میں کتنے اشعار کہے گئے، دنیا میں کتنے مضامین لکھے گئے پورے ورلڈ (World) میں انگلش، عربی اور اردو میں ایک ساتھ لکھا جا رہا ہے، ظاہر ہے کہ انسائیکلو پیڈیا کتنے لوگ پڑھتے ہیں ظاہر ہے کہ کتنے لوگ خریدتے ہیں ایک ایک انسائیکلو پیڈیا دو لاکھ کا ہوتا ہے ڈھائی لاکھ تین لاکھ چار لاکھ پانچ لاکھ دس لاکھ تک تو وہ تو کوئی خرید نہیں سکتا ہے

انسائیکلو پیڈیا خریدے گا کہ اپنا بنگلا بنوائے گا دس لاکھ میں اپنا مکان بنوائے گا دس لاکھ کا انسائیکلو پیڈیا خریدے گا اور نہ اتنا وقت ہے کہ لائبریری میں جا کر پڑھے تو کیا حسینؑ کو نہیں معلوم تھا کہ میرا موضوع اتنا وسیع ہو جائے گا کہ نہ لوگوں کو خریدنے کے لئے طاقت ہوگی نہ پڑھنے کا وقت ہوگا اسی لئے حسینؑ نے مجلس کو معجزہ بنا کر پیش کر دیا کہ لاکھوں صفحات میں بکھری ہوئی چیزوں کو ہزاروں لاکھوں امام باڑوں میں کروڑوں انسان ایک ہی وقت میں بیٹھے ہوئے سن رہے ہیں۔ کسی گاؤں کسی شہر کسی قریے کسی ملک میں اس وقت چلے جاؤ جہاں ماتم دار ہونگے وہاں مجلس ہوگی اور مجلس میں یہی ذکر ہوگا پھر کہتا ہوں کیا حسینؑ سے بڑی شخصیت بھی کوئی اسلام میں گزری بڑی شخصیت بامعنی کہ اتنا خوش نصیب بھی نصیب زندگی کے تھوڑی ہوتے ہیں کچھ بدنصیب ہوتے ہیں جو اپنا نصیب لے کر ہی نہیں آتے، اور مرنے کے بعد تو بالکل ہی بدنصیب۔ حسینؑ وہ خوش نصیب تھے کہ زندگی تک بھی خوش نصیب اور آخرت میں بھی خوش نصیب کہ جن کے پروانے اتنے محبت کرنے والے لوگ ترستے ہیں کہ کوئی ہم سے محبت کرے حسینؑ پر ٹوٹ ٹوٹ کر گرے جاتے ہیں محبت کرنے والے کیسے مجلس میں پہنچ جائیں کیسے نہ ذکر سن لیں، کھا کے قسم بتاؤ جتنے بیٹھے ہو کبھی تم نے امام حسینؑ کو دیکھا کہو گے یہی کہ ان آنکھوں نے تو نہیں دیکھا ان آنکھوں نہیں دیکھا اور دل کی آنکھوں نے دیکھا۔ پتہ چلا کہ ان آنکھوں سے زیادہ طاقتور یہ دل کی آنکھیں ہوتی ہیں ثبوت ہے یہ محبت۔ جس کو نہیں دیکھا اُس کا ذکر ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹے بیٹھے سن رہے ہیں۔ دنیا ٹی وی پر بیٹھی فلمیں دیکھ رہی ہوگی کچھ چھتوں کے سائے میں ہونگے کچھ اپنے کاروبار میں ہونگے۔ کچھ اپنی گھر کی مصروفیات میں ہونگے سارے زمانے کے بدنصیبوں سے پرے یہ خوش نصیب یہ اچھی قسمت والے ایسی محبت کے ساتھ کس کیفیت کے ساتھ کس لگن کے ساتھ اِس

عزم کے ساتھ اس جوش کے ساتھ ذکر حسینؑ میں شریک ہیں۔ کیا ملے گا اس سے تمہیں کیا پاؤ گے تم دولت مند ہو جاؤ گے کیا ملے گا ابھی تک کیا ملا تمہیں ملامتیں ملیں نفرتیں ملیں بیزاری ملی تلواریں ملیں کفر کے فتوے ملے تو چھوڑ دو محبت، کیا ضرورت ہے کہ حسینؑ سے محبت کی جائے سب کے رنگ میں رنگ جاؤ تو جواب کیا ہے...... حسینؑ کی محبت کی طاقت یہ دیکھنے کی فرصت ہی نہیں دیتی کہ کہاں محبت کہاں نفرت کہاں خنجر کہاں تلوار کہاں فتوے بس حسینؑ حسینؑ حسینؑ......

ایک لفظ حسینؑ میں جو چاشنی ہے کہیں دور سے صدا آ جائے دل مڑ جاتا ہے قدم رُک جاتے ہیں چیلنج ہے اگر کوئی اس طرح کسی شخصیت کو پروجیکٹ (Project) کرنا چاہے مضبوط کرنا چاہے تو دس دس کے غول اُن کو دولت بانٹ کر کہو گلیوں میں گھروں میں چھتوں پر اس کا نام لے کر پکاریں یا فلاں یا فلاں یا فلاں کر کے دیکھے دنیا تو میں جانوں...... یا کا لفظ تو بچ گیا دو کے لئے یا علیؑ یا حسینؑ اس کے بعد کچھ اور اچھا ہی نہیں لگتا پھر نہیں اچھا لگتا زبردستی والی بات دوسری ہے۔ بات ہے وزن کی نام بتائے تھے اسی لئے کہ وزن میں پکارے جائیں یا علیؑ اب جتنے طریقے سے جس لحن میں چاہے کہو یا علی یا حسینؑ جتنے لہجے جتنی اقوام جتنی زبانیں جتنے انداز سب پکاریں یا حسینؑ اور ہر قوم ہر زبان، ہر لہجے میں بچ جائے یا حسینؑ ہر نام ہر زبان پر نہیں چڑھتا ایک کتاب پوری لکھی گئی اس پر ایک انگریز نے سفر کیا یہ دیکھنے کے لئے کہ کس ملک میں حسینؑ کو کیسے پکارا جاتا ہے، بنگال میں گیا اس نے کہا ہم نے دیکھا وہ پکارتے ہیں،

حَسنّا حُسنّا، حَسنّا حُسنّا انگریزوں کو دیکھا انگلینڈ کے دیہاتوں میں ہاسن اینڈ جابسن، یعنی جہاں نام گیا رِدھم میں گیا، حسینؑ حسینؑ حسینؑ ایرانی لہجہ اور ہے عربی لہجہ اور ہے ہندی لہجہ اور ہے یہ تو اقوام ہیں صوبوں میں چلے جاؤ سندھی بھی پکار رہا ہے

پنجابی بھی پکار رہا ہے پٹھان بھی پکار رہا ہے ایبٹ آباد میں جاؤ وہاں بھی ماتم ہے، پنجاب کے ہر دیہات اور شہر میں سندھ کے ہر دیہات ہر گاؤں میں کوئٹہ تک چلے جاؤ اس وقت یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ بھئی مسافروں نے ملک چھوڑے، نئے ملک میں پہنچ گئے تو محبت کرنے والے وہاں بھی پوچھتے پھرتے تھے کہیں مجلس ہے۔ کہیں مجلس ہے، بہت سے شپ (SHIP) پر ایسے لڑکے جو ایسے ایسے جزیروں پر پہنچے کہ جن کے نام بھی ہم نے نہیں سنے تھے انہوں نے بتایا کہ ہم گلیوں میں چکر لگاتے تھے کہ شاید کوئی حسینی بیٹھا مجلس کر رہا ہو اور ایسی جگہیں مل جاتی تھیں۔ پرتگال میں ہمارا ایک دوست ظفر انجینئرؔ ہے جہاز پر وہ وہاں اترا تو کہنے لگا کہ ہم ڈھونڈتے ڈھونڈتے چلے تو پتہ چلا کہ یہاں ایک شہر فاطمہ ہے وہ وہاں پہنچ گیا شہر فاطمہ کے نام پر ہے مجسمہ وہاں مریم کا ہے ظاہر ہے مریم کا ہی مجسمہ لگ سکتا تھا اُس کا مجسمہ کیا لگے کا جس کو مجسم نہ کبھی عرش نے دیکھا ہو نام فاطمہ ہے شہر کا کہا ہم وہاں پہنچ گئے ہم سمجھے کہ مجلس ہوگی۔ ریڈ انڈین امریکہ کے جو پرانی آبادی ہے امریکہ کی وہ بھی سال میں ایک جشن مناتے ہیں، اُسے کہتے ہیں فاطمیہ اور کہتے ہیں عیسیٰ کی پیدائش سے ڈھائی ہزار برس پہلے ولگیوی (وِل گیوی) جو ہماری دیوی تھی ریڈ انڈین کہتے ہیں اُس نے مریضوں کا علاج کیا ہوا تھا اپنی روحانیت سے لیکن جب وہ عورتیں آتیں جو بانجھ تھیں جن کے ہاں بچہ نہیں ہوتا تھا وہ کہتیں ولگیوی ہمیں بچہ دو تو وہ بڑی لاچار ہو جاتی اس منزل پر اُس کے ہاں کوئی علاج نہیں تھا بڑی پریشان تھی بڑی مضطرب تھی کہ ایک رات اُس نے خواب دیکھا کہ ایک بی بی آئیں نورانی شکل اور انہوں نے آ کر کہا ولگیوی کیوں پریشان ہو تمہارے گھر کے باغ میں صبح اُٹھ کر دیکھنا کچھ پھول لگے ہیں اُن پودوں کے قریب جانا اُن پھولوں کی خصوصیت یہ ہے کہ درخت کی ہر شاخ پر پانچ پھول روز کھلتے ہیں اور ہر پھول

میں چودہ پنکھڑیاں ہوتی ہیں توڑ لینا اُن عورتوں کے جو بچے نہیں رکھتیں پلا دینا اُن کے ہاں اولاد ہوگی۔ ولگیوی صبح اُٹھی لیکن خواب میں اُس نے پوچھ لیا آپ ہیں کون آپ کا نام آپ نے ہم پر احسان کیا۔ کہا میرا نام طاہرہؑ ہے میں طاہرہ ہوں۔ کہا آپ کہاں رہتی ہیں کہا ابھی ہم دنیا میں نہیں آئے ابھی ہم اس دنیا میں پیدا نہیں ہوئے عالم نور میں ہیں جب آخری نبیؐ آئے گا تو میں اس کی بیٹی بن کر دنیا میں ظہور کروں گی۔ لیکن ہم اپنی پیدائش سے پہلے بھی جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں ہم نے تجھے مصیبت میں دیکھا تو ہم آئے۔ خواب میں آنے والی بی بی نے ولگیوی کو پھول کا نام نہیں بتایا تھا اُس نے پھول توڑے اور اُس سے علاج شروع کیا تو علاج کامیاب ہوا، اُس نے پھول کا نام رکھا گل تھیریا عرب میں آیا تو گلِ طاہرہ بنا ایلو پیتھک میں جب وہ دوا آئی تو گل تھیریا کے نام سے مشہور ہوئی اسی پھول سے وہ دوا بنی اور آج تک بنی ہوئی ہے اب جتنے ڈاکٹرز کی ڈائریکٹری دواؤں کی ہوتی ہے اُس میں گل طاہرہ کی دوا کا ذکر ضرور ملے گا اور یہاں سے امریکہ سے چل کر ڈھاکہ تک گل تھیریا کا پودا بانجھ عورتوں کا علاج بن گیا۔ خبر دی فاطمہ زہراؑ نے ولگیوی بانی بنی پھول کی پہچان ایک شاخ پر پانچ کھلیں گے ہر پھول میں چودہ پنکھڑیاں ہوں گی۔ یوں آئے ہیں یہ لوگ تو جیسے جیسے ترقی کی انہوں نے امریکن کو بھی معلوم ہے کہ وہ آنے والی بی بی اُس کے نام پر ایک جشن سالانہ فاطمیہ کرتے ہیں کہ جو ولگیوی کے خواب میں آئی تھیں لیکن جب ان کو یہ پتہ چلا کہ اُس کے بیٹے بھی تھے حسنؑ اور حسینؑ تو اُس قوم نے حسینؑ کی یادگار بھی قائم کی اور صرف یہ نہیں بلکہ وہاں کے بسنے والے جب ہندوستان آئے تو وہاں کے شہر اور وہاں کی ثقافتیں پسند آئیں تو فوجی کمانڈر نے واپس جا کر وہاں کی زمین خرید کر ایک پورا شہر امریکہ میں لکھنو بنایا اُسے کہتے ہیں اون لکھنوَ دیکھئے جتنے بھی امریکہ کے شہر ہیں

وہ جدید نام سے نہیں ہیں امریکہ میں جتنے شہر بسے ہوئے ہیں وہ سارے نام وہی ہیں جو انگلینڈ، ہالینڈ فرانس اور ہندوستان کے شہروں کے نام ہیں، آپ آگے بڑھتے جائیں گے شہر امریکہ میں دیکھتے جائیں گے خود ہی آپ نام پڑھتے جایئے گا۔ کہ وہاں پر لندن بھی ہے پیرس بھی ہے برلن بھی ہے ہالینڈ بھی ہے ڈنمارک بھی ہے یعنی دنیا کے جتنے شہر ہیں سب کے ناموں پر امریکہ میں شہر موجود ہیں جب ہندوستان سے انہوں نے انتخاب کیا کہ کس شہر کا نام رکھیں امریکہ میں تو لکھنو کو پسند کیا۔ لکھنو اس لئے پسند آیا کہ ہر قوم کو کہ لکھنو وہ شہر تھا کہ جہاں ہر قوم آباد تھی لیکن جب حسینؑ کی عزاداری آتی تو کسی قوم میں آپس میں جھگڑا نہیں ہوا۔ واحد شہر روئے زمین پر کہ جہاں عوام ہندو بادشاہ شیعہ وزراء سب سنی لیکن کبھی حسینؑ کے تعزیے پر جھگڑا نہیں ہوا ہم نے اسلامی نام پر یہ ملک مانگا ہم پچاس برس میں امن کرنے میں پریشان ہو گئے تین سو برس تک اودھ کے بادشاہوں نے محرم کیا ایک قطرہ خون کہیں نہیں گرایا ہے کیسے گرتا کیسے ہوتا...... اس لئے یاد رکھنا حسینؑ کی عزاداری سے ہمیشہ ٹکرایا ہے تو داڑھی والا...... حسینؑ کی عزداری سے ٹکرایا ہے تو فتوے والا اودھ والوں نے منہ نہیں لگایا ایسے لوگوں کو جو چڑھ نہ سکے بڑھ نہ سکے جو ملک مولوی پالے گا جو ملک پرورش کرے گا تو وہ امن نہیں ہونے دیں گے وہ کوئی حکومت نہیں رہنے دیں گے۔ پرورش کرو دانشور عالم اُستاد پر حکومت آتی ہے اور پکارتی ہے کہ پاکستان میں جو پریشانی ہے وہ صرف علم کی کمی کی وجہ سے جہالت کی وجہ سے جھگڑے ہو رہے ہیں۔ اس لئے ہم نے محرم کو باقی رکھا ہے کہ کم از کم ہماری قوم تو جاہل نہ رہے ہر مسلک اگر ایسا کر لے اور ذکر شہادت کے نام پر ایسی درسگاہیں قائم کرے یہ کیوں دم نکلتا ہے کہ ہم شیعہ ہو جائیں گے اگر ہو بھی جائیں گے تو کیا گناہ ہو جائے گا۔ کیا خوف ہے کہ ذکر حسینؑ کیا تو ہمارا مذہب بدل جائے گا۔ کیوں کیا مذہب

بدلے نہیں کیا مذہب بدلے نہیں گئے۔ جب رسولؐ نہیں آئے تھے اس سے پہلے مسلمانوں کا مذہب کیا تھا۔ نانا کے کہنے سے مذہب بدلا تو اب نواسے کے کہنے سے مذہب نہیں بدل سکتے۔ یہ کیا باتیں ہیں جو بنی ہاشم کا مذہب تھا عرب میں بنی ہاشم اپنے مذہب پر پورے عرب کو لے آئے کہ نہیں لے آئے انہیں بنی ہاشم کا تو تذکرہ ہے کیا پریشانی ہے آنکھیں کھولو جہل کے پردے ہٹاؤ یہ کہا کہ نہیں نہیں صاحب یہ ماتم جہنم میں لے جائے گا۔ ماتم جہنم میں لے جائے گا اب ماتم کے مقابلے میں جہنم میں نہیں لے جائے گی۔ فحاشی کے اڈے جہنم میں نہیں لے جائیں گے، وہ تمہاری ثقافتیں ہیں وہ تمہاری تہذیبیں ہیں وہ جہنم میں نہیں لے جائیں گے۔ ماتم ذوالجناح شیعوں کی ہائے حسینؑ قیامت آفت مچی ہوئی ہے ارے بھائی اسلام شیعوں نے تباہ کیا ہے کیا کر کے...... یہ ذوالجناح نکال کے یہ جلوس نکال کے عزت رکھی ہے لاج رکھی ہے انہیں ذہنوں سے سوچو! ہاں یوں سوچو کہ اگر ہم ہر سال مظلوم بن کر دنیا کو یہ نہ بتائیں کہ ہم مظلوم ہیں تو ہسٹری میں لکھا جا چکا کہ مسلمان قوم جارح تھی ظالم تھی تمام امریکہ سے لے کر جاپان تک لکھا ہوا ہے دوسروں سے ملک چھینتے تھے، کبھی اسپین پر حملہ کیا ہسپانیوں کو قتل کیا کبھی ہندوستان پر حملے کیے، ہندوؤں کو قتل کیا ہر قوم مسلمانوں سے نفرت کرنے لگی...... ہر جگہ سے نکالے گئے جملہ دے رہا ہوں ہر جگہ سے نکالے گئے جہاں جہاں سے نکالے گئے تھے ہم بھی تو مسلمان ہیں جب ہم عباسؑ کا علم لے کر جاتے ہیں تو ہمیں کوئی نہیں نکالتا...... ذرا علمی نظریے سے سوچو کہ بین الاقوامی سطح پر تمام اقوام کی نظر کے مسلمان ہمیں بتاؤ کوئی سنتا ہے کوئی سن رہا ہے کسی ملک کا کوئی مسئلہ بڑی طاقتیں سننے کو تیار ہیں سلجھانے کو تیار ہیں الجھائے رہتی ہیں بیرونی اندرونی معاملات میں الجھائے رہتی ہیں کیوں سنبھالا تھا حکومت کا بار اب سنبھالے نہیں سنبھلتا۔

سنبھالے نہیں سنبھلتا۔ چند مہینے ہوئے انہوں نے کہا ناکامیاب، ہم نہیں کہتے ہیں جو لاتے ہیں وہی کہتے ہیں ناکامیاب ڈھائی مہینے میں ناکامیاب ہو گئے وہ ختم ختم ختم۔ زبردستی چلا رہے ہیں ہم تو نہیں کہتے ہم تو چاہتے ہیں جو آئی ہے حکومت وہ رہے کرنے دو کچھ تو انہیں خدمت کرنے دو عوام کی۔ ادھر آئے حکمراں اور شروع ناکامیاب کوئی حاکم ہو اب وہ دوسری بات ہے کہ تلواروں کے سائے میں بندوقوں کے سائے میں ڈکٹیٹر شپ (Dictatorship) قائم ہو مضبوطی ہو قلعوں میں بیٹھے ہوں عوام کو دبا کے رکھا ہو تو سو برس حکومت کر جائیں لیکن جب جمہوریت کہو گے نہ بادشاہ بن کے بیٹھو تو سو برس بیٹھ جاؤ، ڈکٹیٹر بن کے بیٹھو تو دس برس بیٹھ جاؤ لیکن جب جمہوری نظام کہہ کر بیٹھو گے تو عوام کے نعرے سنو، ایسا نظام رسولؐ نے اس لئے دیا تھا کہ جمہوری بھی ہو شہنشاہی بھی ہو۔ ڈکٹیٹر شپ بھی ہو۔ غربتیں بھی ہوں فقیری بھی ہو شرافتیں بھی ہوں نجابتیں بھی ہوں سیادتیں بھی ہوں، نظام قرآن بھی ہو اور ایسا نظام اُسی نظام کی جدوجہد میں تو حسینؑ کربلا میں آئے تھے حسینؑ بتانے آئے تھے جملہ دے رہا ہوں حسینؑ حکومت لینے نہیں آئے تھے حسینؑ بتانے آئے تھے کربلا میں کہ ایسی حکومت کی ضرورت ہے مسلمانوں کو اس طرح کی حکومت کا نظام مسلمانوں کے لئے صحیح ہے درست ہے لائیں گے نظام لائیں گے فلاں کا لاؤ فلاں کا لاؤ ورنہ ہم آفت مچا دیں گے تو اس میں شیعہ کیا کریں بھئی آپ نے کسی چیز کا مطالبہ کیا حکومت سے کہ یہ لاؤ تو حکومت لائے، بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اب ڈھائی ڈھائی مہینے ہر پارٹی کو حکومت دے دیجئے ڈھائی مہینے تم ڈھائی مہینے تم ڈھائی مہینے تم اور ڈھائی مہینے تم اور اُس میں اُن کو بھی دے دیجئے اور پھر ہم دیکھیں کہ نظام آ گیا سب کی پسند کا دیکھیں کیسے چلتا ہے کامیاب تو چلئے ٹھیک ہے ہم بھی آپ کے ساتھ بھئی ہم سے کیا جھگڑا، بھئی شیعہ قوم

سے ماتم داروں سے حسینؑ کے عزاداروں سے کیا جھگڑا آپ کے اپنے اپنے ذاتی مسائل ہیں سیاسی مسائل ہیں اُس میں آپ حسینؑ کے غم، جلوس، مجلس اس کو کیوں کھینچ لاتے ہیں آپ کے اپنے مسائل ہیں آپ اپنے مسائل اپنے تک رکھئے ہر ملک کو حسینؑ کی عزاداری کو ثقافتی سرمایہ سمجھ کر اس کا تحفظ کرنا چاہئے یہ علمی سرمایہ ہے یہ اخلاقی سرمایہ ہے اور یہ سرمایہ ایسا ہے کہ اسلام کا کوئی بھی مسلک اپنا سرمایہ ایک چورا ہے پہ لا کر ڈھیر کر دے اور ہم بھی لائیں دیکھیں کس کے سرمائے کتنے قدیم ہیں۔ سرمایہ وہی قیمتی ہوتا ہے جو قدیم سے قدیم تر ہو۔ تہذیب وہی قابل قدر ہوتی ہے جو سب سے قدیم ہو۔ اور جو جاری وساری ہو کبھی رُکی نہ ہو، حسینی ثقافت کسی منزل پر کہیں کسی ملک میں کسی قوم کے پاس ناکامیاب نہیں، ہمیشہ کامیاب رہی ہے، کامیاب نہ ہوتی تو ہر ایک اپنا کیوں لیتا آپ نے کہا یہ سب بدعت ہے قرآن میں نہیں ہے۔ کون کہتا ہے قرآن میں نہیں ہے ہم جاہل نہیں ہم وہ کام ہی نہیں کرتے جو قرآن میں نہ ہو۔ ہم ہی تو ہیں واحد اور ہے کون؟ ہم نے وہی کام کئے جو قرآن میں ہیں ہم نے کبھی کوئی ایسا کام کیا ہی نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔ کیوں اس لئے کہ قرآن ہمارے گھر میں اترا جتنا ہم نے پڑھا کسی نے پڑھا ہی نہیں، سینے سے ہم نے لگایا دیکھئے ہمارے جد کی گود میں پلا ہے قرآن اور کیا رسول اللہ کی گود میں اُسی گود میں ایک ساتھ زانو پر قرآن پل رہا ہے دوسرے زانو پر حسینؑ پل رہے ہیں تو حسینیت اور قرآن دونوں ایک دوسرے کو قریب سے جانتے ہیں۔ ایک گود کے پلے ہیں۔ یہ دعویٰ ہر کوئی تو نہیں کر سکتا کہ قرآن کے علاوہ کوئی اور چیز رسولؐ کی گود میں پلی ہو تو اُس کا نام بتاؤ۔ اب قرآن پلا رسولؐ کی گود میں یا بچے پلے کوئی اور چیز اگر آپ کے ذہن میں آ رہی ہے تو بتاؤ کہ جو پالی گئی ہو اور پلی ہو کوئی چیز ایسی نہیں۔ رسولؐ کی گود میں یا قرآن پلا یا حسینؑ پلے یا حسنؑ پلے

دونوں ایک دوسرے کے مزاج آشنا ہیں عجیب بات ہے قرآن آرہا ہے، ادھر زانو پر حسینؑ بیٹھے ہیں جبریلؑ وحی لا رہے ہیں قرآن اتر رہا ہے قرآن سب کچھ کہہ رہا ہے اور اپنے پڑوسی کی بات نہیں کرتا یعنی ہر وقت قرآن جب بار بار آتا ہے تو دیکھتا ہے اور حسینؑ اُسے دیکھتے ہیں اور قرآن حسینؑ کی بات نہیں کرتا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ سب کا ذکر ہو جائے ابولہب کا ذکر ہو جائے اُس کی کافرہ بیوی کا ذکر ہو جائے فرعون کا ذکر ہو جائے نمرود کا ذکر ہو جائے شدّاد کا ذکر ہو جائے برے لوگوں کا ذکر منظور اور اچھے لوگ ہاں ہاں اچھے لوگوں میں آدم کا ذکر ہے نوح کا ذکر ہے موسیٰ کا ذکر، عیسیٰ کا ذکر ہے ٹھیک ہے ہے، تو اگر ان سب کا کوئی فخر...... ان سب کا کوئی دارث ہو۔ تنہا وارث، آدمؑ کا وارث نوحؑ کا وارث ابراہیمؑ کا وارث موسیٰؑ کا وارث، عیسیٰؑ کا وارث تو قرآن سب کا ذکر کرے اور وارث کا ذکر نہ کرے۔ نہیں سقراط یونان میں حسینؑ کی عزاداری قائم کرے، رام لچھمن ہندوستان میں قائم کریں واقعہ کربلا سے پہلے موسیٰؑ کوہِ طور پر حسینؑ کی مجلس کریں، آدمؑ نینوا میں مجلس کریں سلیمانؑ تخت پر بیٹھ کر محرم میں حسینؑ کی مجلس سنیں اور قرآن حسینؑ کی مجلس نہ کرے؟۔ انجیل میں ذکر حسینؑ بھرا ہوا ہو توریت اور زبور میں جگہ جگہ ذکرِ حسینؑ موجود ہے قرآن ذکرِ حسینؑ نہ کرے، چار سورے قرآن میں حسینؑ کی عزاداری کے موضوع پر ہیں، نام کچھ بھی ہوں ہر سورے کے کئی کئی نام ہیں بعض سوروں کے دس نام ہیں دس سے زیادہ نام ہیں سورۂ الحمد سورۂ قل کے بہت سے نام ہیں مشہور نام ہیں سورۂ توحید، سورۂ الحمد کے اسی طرح ہر سورے کے ایک ایک دو دو نام ہیں چار سورے قرآن میں ایسے ہیں کہ چاروں کا نام سورۃ الحسینؑ ہے حسینؑ کا سورہ۔ حسینؑ کا سورہ، حسینؑ کا سورہ حسینؑ کا سورہ ایک سورہ عصر اُس کا دوسرا نام ہے سورۃ الحسینؑ۔، ایک سورۃ الفجر، جس کا نام ہے سورۃ الحسینؑ ایک سورۂ مریم اس کا نام

ہے سورۃ الحسینؑ ایک سورۂ یوسف بارھواں سورہ اس کا نام سورۃ الحسینؑ، سورۃ الحسینؑ موضوع چھڑ گیا کال کل کی تقریر میں کریں گے کل آصف گیلانی بھی آئیں گے آج جھولا برآمد ہوگا کل مہندی پرسوں علم زیارتوں کے دن ہیں غم کے دن ہیں موضوع میں نے آج شروع کر دیا کہ

''قرآن میں حسینؑ کی عزاداری'' میں نے آپ سے کہا تھا کہ شعبے ہیں، خط آتے ہیں کہ قرآن پر نہیں پڑھتے بھئی ہر موضوع قرآن میں نہیں ہے زبردستی آپ چاہتے ہیں کہ ہر چیز ہم قرآن سے ثابت کریں، کر سکتے ہیں لیکن ہم آپ کا مزاج بنا رہے ہیں یہ دیکھئے مزاج یہ ہے کہ ایک نیا نعرہ نکلا ہوا ہے کہ فلاں چیز فلاں چیز قرآن سے ثابت کیجئے قرآن سے ثابت کیجئے یعنی جہاں پر اختلاف ہے، جھگڑالو بات ہے تو قرآن سے ثابت کیجئے اور جتنے کام ہم کر رہے ہیں بغیر یہ ثابت کئے کہ قرآن میں ہے یا نہیں کئے جا رہے ہیں۔ کئے جا رہے ہیں، آپ کہیں گے کہ وہ کون سے کام ہیں میں نے کہا اور آپ نے برا مانا، جتنی مسجدیں بن رہی ہیں اُس میں مینار بن رہے ہیں گنبد بن رہے ہیں مینار بن رہے ہیں گنبد بن رہے ہیں قرآن میں دکھاؤ۔ ایک لڑکے نے کہا واہ واہ اور سب خاموش بیٹھے ہیں، یعنی کوئی ماننے کو ہی تیار نہیں ہے یعنی یہ ثابت کرو کہ یہ نہ کہو کہ جو قرآن میں نہیں ہے یہ ہے مزاج آپ کا۔ اگر میں یہ کہہ دوں کہ خیمہ سادات کا ذکر قرآن میں نہیں ہے تو آپ کا موڈ خراب ہو جائے گا نہ یہ کہو تاریخ سے یہ ثابت کرو کہ خیمہ سادات قرآن میں ہے یہ ہے آپ کا مزاج۔ میں نے کہا مسجد کے مینار قرآن میں نہیں ہیں نہ حکم ہے نہ کہیں نظر آئے گنبد کا بھی ذکر نہیں قرآن میں بنائے چلے جا رہے ہیں بنائے چلے جا رہے ہیں، قرآن میں ہے کہ حج کرنے آؤ اپنے اونٹوں پر بیٹھ کر چاہے مریل اونٹ کیوں نہ ہوں۔ مگر اُن پر بیٹھ کر کوئی حج کو نہیں جاتا، اب جہاز پر

اڑے چلے جارہے ہیں سارے حاجی جہاز پر بیٹھے چلے جارہے ہیں حاجیوں کے جہاز کا ذکر قرآن میں ہے شاید یہ مثال کچھ سمجھ میں آئی تب ہی کچھ لوگوں نے کہا واہ واہ ارے بھائی ہر چیز قرآن سے ثابت نہیں کی جاسکتی۔ کیوں کیوں نہیں کی جاسکتی۔ یہی تو آپ کو غلط سکھائی گئی ہے بات ہر فرقے کی اسی غلط فہمی کو میں دور کرنا چاہتا ہوں قرآن نے کہا نماز پڑھو کیا کہا الصلوٰۃ...... نماز پڑھو قرآن نے کہہ دیا پڑھو کیسے پڑھو یہ تو قرآن نے نہیں بتلایا۔ کوئی دکھائے گا، مجھے نماز کا طریقہ قرآن میں کہیں کہہ دیا، رکوع کرلو کہیں کہہ دیا سجدہ کرلو یہ فاصلہ ہے، وہاں رکوع یہاں سجدہ وہاں تسبیح کوئی ترتیب ہی نہیں کہ اس کے بعد کیا کوئی ترتیب نہیں ہے زکوٰۃ دو کب کتنی کیسے خمس دے دو حج کرو کیسے، کیا نہیں سمجھ رہے ہیں آپ یعنی خدا یہ کہلوانا چاہتا تھا کہ قرآن خدا کی کتابِ کافی نہیں ہے کتاب خدا کافی نہیں ہے الصلوٰۃ قرآن کہے طریقہ نبیؐ بتائیں نبیؐ اور قرآن نبیؐ جائے تو اولاد بتائے یعنی قرآن اور اہلِ بیتؑ اب جملہ یاد رکھنا کبھی یہ ضد نہ کرنا کہ قرآن میں دکھاؤ قرآن سے ثابت کرو۔ یاد رکھنا یہ جملہ بہت قیمتی جملہ دے رہا ہوں محنت کر کے یاد رکھنا۔ جو چیز قرآن میں نہ ہو پھر اہلِ بیتؑ سے پوچھنا...... قرآن کافی نہیں ہے۔ پڑھے لکھے شاید بعد مجلس کے مجھ سے پوچھیں اور کہیں کہ قرآن نے تو دعویٰ کیا ہے کہ ہر خشک و تر قرآن میں ہے بجا ہے آپ کا ارشاد۔ ہم پہلے سے تیاری رکھتے ہیں کہ کیا اعتراض ہوگا۔ ہم چاروں طرف سے حملے پہچانتے ہیں کہ کدھر سے کیا آئے گا اور جواب کے لئے تیار بیٹھے ہیں ہاں قرآن کا دعویٰ ہے کہ ہر خشک و تر قرآن میں ہے اب جواب اس کے آگے اب کوئی دلیل نہیں لا پاؤ گے۔ یہ آخری حد ہے کہ قرآن کافی نہیں، ہر چیز قرآن سے مت مانگو دلیل دے رہا ہوں، ابن عباسؓ سے کسی نے پوچھا یہ آپ کا جو اونٹ ہے اس کے گلے میں جو رسی پڑی ہے اس کا ذکر بھی قرآن میں

ہے کہاں ہے ہمارے اونٹ کی رسی کا ذکر بھی قرآن میں ہے مگر ہر مسلمان نہیں پا سکتا وہ پائے جو معصوم ہو یا علیؑ کو معلوم ہے یا اُن کی اولاد کو پھر وہی بات آ گئی قرآن اور اہلِ بیتؑ اگر قرآن یہ دعویٰ کرے کہ ہر خشک و تر ہے تو یہ سارے مولوی ثابت کریں گے کہ قرآن میں ہے جن لوگوں سے آپ خوش ہوتے ہیں سن کے کہ قرآن سے ثابت کر دیا انہوں نے کیا خود ثابت کیا ہے۔ ارے علیؑ کا بتایا ہوا پڑھا اور آپ کو سنا دیا۔ آپ سمجھ رہے ہیں کہ یہ خود ثابت کر رہے ہیں ارے یہ کیا ثابت کریں گے ان کے فرشتوں کو بھی نہیں پتہ کہ اس آیت کے کیا معنی ہیں کسی کو نہیں معلوم کہ قرآن میں کہاں کس چیز کا ذکر کس شہر کا کس قریے کا کس گاؤں کا کس ستارے کا کس سیارے کا کس ملک کا کسی نبی کی ماں کا کیا پتہ امام نے بتایا تو ہم نے پڑھا تمہیں سنایا ہم ایماندار ہیں اس لئے بتائے دے رہے ہیں ورنہ اور لوگ تو آیتیں پڑھ پڑھ کے پڑھ پڑھ کے جلدی جلدی ثابت کیا قرآن سے، آپ نے کہا واہ واہ! دیکھئے قرآن سے ثابت کر دیا گئے یہ گئے لائے مولا کا چرا کے اپنے نام سے پڑھ دیا۔ اسی لئے تو یہ سب کچھ معاشرے میں خرابیاں پھیلی ہیں کہ جہاں اہلِ بیتؑ کے نام کو شیعوں نے چھپایا قرآن کے نام پر یہ بد دیانتی ہے اہلِ بیتؑ سے، اہلِ بیتؑ سے وفا کرو کہو کہ یہ بات علیؑ نے قرآن میں بتائی کہ یہ ہے کہو کہ یہ رسولؐ نے بتائی کہو تم کیا ثابت کرو گے۔ میں کہہ دوں کہ قرآن میں حسینؑ کی عزاداری ہے صرف دنیاوی واہ واہ کے لئے کہ ضمیر اختر نے عزاداری ثابت کر دی قرآن سے میری کیا مجال کہ میں کہوں کہ عزاداریٔ حسینؑ قرآن میں ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ذکرِ حسینؑ اور حسینؑ کی عزاداری قرآن میں ہے آسان تھا ہونا چاہئے تھا ذکرِ حسینؑ اللہ کو کرنا چاہئے تھا قرآن میں اور عزا کا ذکر بھی اور جو لوگ حسینؑ کی عزاداری کریں گے اُن کا بھی ذکر قرآن میں ہے، صرف یہی نہیں جو حسینؑ کا

ماتم کریں گے اور روئیں گے توجہ کہ اُن کا ہی ذکر کافی ہے نہیں اُن کے ساتھ اُن کے عہد میں جو قومیں اُن کے ماتم کرنے پر اُنہیں برا کہیں گی اُن کے سمجھانے کے لئے وہ دلائل بھی قرآن میں موجود ہیں یعنی حسینیت چھوٹے سے دائرے میں نہیں بہت وسیع علم ہے عزاداریٔ حسینؑ موضوع تو چھڑ گیا ہے، کل بھی انشاء اللہ کل نہیں تو پرسوں جب بھی موضوع کامل ہو جائے ''قرآن میں عزاداری'' قربانی حسینؑ قرآن میں، بچپن سے سن رہے ہیں ذبح عظیم حسینؑ ہیں قرآن میں نام لکھا ہوا ہے یہ کوئی اشارہ نہیں ہے یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے عظیم اور عبرانی میں حسینؑ کا نام عظیم تھا اور اب بھی عظیم کسی نبی کا نام نہیں عظیم کسی امام کا نام نہیں عظیم کسی امام کا نام نہیں صرف حسینؑ کا نام ہے، نام ہے نام اسم ہے تب ہی ابراہیمؑ سے کہا گیا۔ وہی تو قربانی کو عزت عطا کرے گا میں نے تو دنیا کی پہلی قربانی پیش کی اصل میں تو حسینؑ بتائے گا کہ قربانی کہتے کسے ہیں میں کیا اور میری قربانی کیا میرے لئے تو اللہ نے دنبہ بھیج دیا بچہ مرا نچ گیا قربانی تو حسینؑ کی ہے جب بھی کوئی بڑا واقعہ ہوتا ہے تو اس کے جذبات کو تاریخ محفوظ کر لیتی ہے میں چیلنج کرتا ہوں ابراہیم نے قربانی منیٰ پر دی، قرآن میں تاریخ میں حدیث میں تفسیر میں آپ کے ذہن نے کبھی پڑھا ہو کہیں سنا ہو یہ تو آپ نے سنا نہ کہ ابراہیمؑ نے منیٰ پر قربانی دی اسمٰعیل کو لے گئے، کوئی بتائے گا وقت کیا تھا قرآن سے ثابت کرے گا نو بجے کا واقعہ ہے دس بجے کا بارہ بجے کا دو بجے کا ڈھائی بجے کا چار بجے کا، پانچ بجے کا گھڑی کے گھنٹے تو جب تھے نہیں اس زمانے میں تو کہتے تھے عصر کے وقت فجر کے وقت ظہر کے وقت بعد زوال اسی طرح وقتِ مغربین، انجیل، توریت، زبور، چاروں کتابیں ابراہیم کے بعد آئیں بھئی تقریر تو ختم ہو گئی۔ توریت زبور انجیل چاروں کتابیں ابراہیم کے بعد آئیں چاروں کو یہ لکھنا چاہیے تھا فجر کا وقت تھا یا عصر کا وقت تھا اگر قربانی اہم ہوتی تو

اللہ وقت بھی لکھواتا...... ارے وقت کیسا اللہ نے تو کہا بکرے خرید لو باندھ لو گھر میں، پہلے دن کاٹنا ورنہ دوسرے اور تیسرے دن گوشت کھانے کی آسانی کردی ورنہ ایک ہی دن میں انسان کتنا کھالے گا کتنا بکرا کھاجائے گا، کتنا بیل کھاجائے گا تو تین دن کردی قربانی کہا تین دن میں جب تقسیم ہوجائے تو اب وقت کا کیا۔ نماز پڑھ کر آئے قربانی کردی، اب کوئی وقت ہی نہیں ہے دوسرے دن تیسرے دن، دوپہر کو شام کو بھئی کس وقت قربانی کرنی ہے کہا معلوم ہی نہیں ہے کس وقت کرنی ہے۔ وقت کا کیا ہمیں تو نہیں معلوم کہ ابراہیمؑ کا یہ واقعہ کس وقت ہوا۔ صبح کو ہوا کہ شام کو ہوا۔ کائنات کی سب سے بڑی قربانی حسینؑ کی تھی قرآن نے وقت مقرر کیا اس کے لئے، اب تاریخ نہیں پڑھ رہا ہوں۔ عزاداری قرآن میں سورۂ فجر تلاوت کیجئے سورے کا نشان ۸۹ ہے اور آیات ایک سے پانچ تک دیکھئے:-

وَالْفَجْرِ (۱) وَلَيَالٍ عَشْرٍ (۲) وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (۳) وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ (۴) هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ (۵)

مجھ کو قسم ہے سرخ رنگ کی صبح کی، والفجر صبح ہے، قرآن میں یہ آیت بھی ہے۔

وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ (سورۂ مدثر آیت۳۴)

''مجھے صبح کی قسم، لیکن جب اللہ فجر کہے تو جو لال ہو مطلع لال ہو سورج نکل رہا ہو آسمان لال ہوجائے اُفق پہ سرخی ہی سرخی ہو اُسے کہتے ہیں فجر۔ صبح کی قسم مجھے دس راتوں کی قسم پروردگار تو کہتا کہ دس راتیں ابراہیم کی اگر یکم ذی الحج کو گھر سے نکلے اور دس کو قربانی دی اُسی میں حج اُسی میں منیٰ اس میں عرفات اُسی میں مشعرالحرام سارے حج کے اعمال سن کر اللہ نے کہا کہ دس راتوں کی قسم حاجیوں کی دس راتیں تو پھر صبح کونسی، صبح کون سی اس لئے کہ حج تو قربانی تو دس سے اوپر بڑھ گیا دو دن اور بڑھا دیجئے قربانی

کے دس دن تو نہ رہے اب بارہ دن ہو گئے اللہ قسم کھا رہا ہے دس راتوں کی اور ایک صبح کی، عزاداری شروع ہو گئی قرآن میں دس راتوں کی قسم پہلی محرم سے چاند رات سے شب عاشور تک اللہ کہتا ہے مجھے محرم کی دس راتوں کی قسم ہے عزائے حسینؑ قرآن میں، مجھے فجر کی قسم اُس وقت کی قسم جب حسینؑ اقدام کرنے میدانِ کربلا میں آئے مجھے اس وقت کی قسم جب حسینؑ عالمِ انسانیت کے ورق کو کھول کر انبیاءؑ کے صحیفوں کا سایہ کر کے آدمؑ کی لاج رکھنے آئے، نوحؑ کا سفینہ بچانے آئے، ابراہیمؑ کی قربانی بچانے آئے، موسیٰؑ کا عصا اور ید بیضا محفوظ کرنے آئے، عیسیٰؑ کے دم میں روح پھونکنے آئے، اُس صبح کی قسم، اُس رنگین صبح کی قسم جو لہو سے لال تھی، دس راتیں جو عبادت میں گزار دیں حسینؑ نے، اُن راتوں کی قسم کیا قسم ختم ہو گئی اب دس راتوں میں آپ جہاں جہاں جائیں جہاں جہاں بیٹھیں ہماری ہیں دس راتیں اب وہ آنے والی صبح عاشور کی ہماری ہے، ہماری دس راتیں، ہماری صبحِ عاشور کی قسم، بتاؤ ہماری عزاداری قرآن میں ہے، تم بیٹھے ہو اس رات میں چھٹی رات ہے، تین راتیں باقی ہیں، اس رات کا ذکر بھی قرآن میں اور وہ صبح جب تم بال بکھرائے ہوئے منہ پر خاک ملے ہوئے آؤ گے گھروں سے اُس صبح کی قسم۔

وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (سورۂ فجر، آیت۔۳)

مجھ کو قسم ہے ایک کی مجھ کو قسم ہے دو کی اس آیت نے بتایا دس راتیں کس کی اور صبح کس کی یہ دو کون اور ایک کون دو کی قسم اور ایک کی قسم کوئی بتا دے مجھے کہ دس راتوں اور صبح کے ساتھ فجر کی قسم کھا کر پروردگار دو کی قسم کھائے اور پھر ایک کی قسم کھائے وہ ایک کون اور وہ دو کون ایک ساتھ کہہ دیتا مجھے تین کی قسم لیکن گنتی اللہ کو پسند نہیں، دو کو تقسیم کیا دو کو ایک طرف کیا اور ایک کو ایک طرف کیا یہ نہیں کہا کہ تین کی قسم، تین معصوموں کی قسم

کون تین معصوم حسینؑ کی قسم، زین العابدینؑ کی قسم، محمد باقرؑ کی قسم کیوں یہ تین معصوموں کی قسم کیوں اس لئے کہ یہ تین معصوم کربلا میں آئے ہیں بھئی کربلا کا واقعہ بیان ہو رہا ہے یہ جو کربلا میں معصوم ہیں اُن کی قسم تو الگ الگ کیوں کردیا کہا تین اماموں کی قسم اللہ کہتا ہے کہ ان تین معصوموں کی قسم دو کو الگ کیا ایک کو الگ کیا ایک کی قسم، دو کی قسم، اُس ایک امام کی قسم جو کربلا میں شہید ہوا، اُن دو کی قسم جو قیدی بن کر چلے، اس لئے دو اور ایک کو الگ الگ کیا تین امام ایک ہی وقت میں کربلا میں موجود تھے،'' قرآن میں عزاداری'' کل تفصیل سے گفتگو کریں گے، صبح تھی کہ حسینؑ میدان میں آئے اور شام ہو رہی تھی کہ میدانِ کربلا حسینؑ نے فتح کرلیا اور واقعہ کربلا تمام ہوا، سورج ڈوب رہا تھا تو قرآن نے آواز دی آیت وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ○ مجھے وقتِ عصر کی قسم جب حسینؑ کا سر کٹا تو وہ وقت عصر تھا، قربانی کا وقت بتایا قرآن نے، میدان میں آئیں تو وقت لکھے قرآن، سر سجدے میں رکھ دیں تو قرآن کربلا کا وقت لکھے، وَالْعَصْرِ...... وقت کی قسم جب سجدے میں حسینؑ نے سر رکھ دیا تو...... سنو سارے انسان گھاٹے میں ہیں، کربلا کے وقتِ عصر کی قسم سب گھاٹے میں ہیں، لیکن وہ لوگ جو گھاٹے میں نہیں ہیں وہ کون ہیں:۔

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○

جو ایمان لائے کس پر ایمان لائے عصر کے وقت سجدہ کرنے والے پر، جو عمل صالح کرتے ہیں دنیا میں کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ مجلس سے بھی بڑا کوئی عمل صالح ہے یہ صاحبان ایمان عملِ صالح کررہے ہیں مجلس میں جانا نیک عمل ہے۔

سر کٹیں، سر کٹیں بم سے اڑاؤ کچھ بھی کرو ایک قوم پکار رہی ہے حق پہ چلنا اور صبر کیئے جانا۔ شیعہ قوم کی تعریف قرآن کے سورہ والعصر میں ہے، ہو تم قرآن میں یا

نہیں، اگر کوئی اور ہے تو ثابت کردے دو سورے میں نے آغاز کیے، سورۂ عصر سورۂ حسینؑ بھی ہے، سورۂ فجر بھی سورۂ حسینؑ بھی ہے، سورۂ مریم اور سورۂ یوسف پر کل گفتگو ہوگی انشاء اللہ، انسان گھاٹے میں ہے امام صادقؑ نے فرمایا وہ لشکر حسینؑ تھا کہ جو ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ حق پر قائم رہنا اور صبر کا دامن نہ چھوٹے، صبر کس قوم کے پاس ہے اب اس کے لئے رسول اللہؐ نے کہا حق علیؑ کے ساتھ، علیؑ حق کے ساتھ جدھر جدھر حق اُدھر اُدھر علیؑ، جدھر جدھر علیؑ اُدھر اُدھر حق، ہم تو حق والے بھی ہیں اور صبر والے بھی ہیں ہم بھی وہیں ہیں حق بھی وہیں، ہم حق والے بھی اور صبر والے بھی ہم اور عصر کی قسم ہمیں یاد ہے اس لئے کہ عصر تو ہم مناتے ہیں، فجر بھی ہم ہی مناتے ہیں، عصر بھی ہم ہی مناتے ہیں قرآن میں وقتِ عصر کا حکم ہے تو کون عصر کا کارنامہ مجلسوں میں پیش کر رہا ہے کون فجر کے وقت پر سجدہ ریز ہے، کون عملِ عاشورہ کر رہا ہے کون اس قربانی کو اس طرح یاد کر رہا ہے جس طرح قرآن نے بیان کیا تو ہم حق کی راہ پر ہیں، ہم صبر کی راہ پر ہیں، یہ حق اور صبر ہی تو ہے کہ سنا سال بہ سال سنا روئے اور آنے والی نسل کو سنایا انہیں بھولنا نہیں بچے کو کیسے مارا جوانوں کو کیسے مارا بھولنا نہیں یاد دہانی ہے قربانی کیسے پیش کی گئی اقوام عالم نے دنیا کی قوموں نے تاثر لیا اور یہ بات دنیا کے مسلمانوں کے اب تک سمجھ میں نہیں آئی مسلمانوں کو سمجھایا جائے سکھایا جائے، بتایا جائے کہ پیغام کیا ہے علی اصغر کا کوئی نئی بات ہے کوئی انجانا پن ہے کتنے لوگ واقف ہیں علی اصغر کے نام سے، کتنے مسلمان جانتے ہیں، کون سا علی اصغر کیوں نہیں اپنے بچوں کو نام یاد کراتے کہ ایک ننھا شہزادہ علی اصغر کربلا میں تھا، اچھا تو تم نہ یاد کراؤ نقصان میں تم ہو گھاٹے میں ہو اگر علی اصغر کا نام اپنے بچوں کو نہیں بتایا الیگزینڈر گنل فرانس کا سب سے بڑا شاعر فرنچ زبان میں شاعری کرنے والا دو سو بند کا مرثیہ علی اصغر پر فرنچ زبان

میں لکھا نام رکھا ''معصوموں کا ستارہ'' اور کب لکھا جب جنگ عظیم تھی بم برس رہے تھے گھر اُجڑ رہے تھے عورتیں بیوہ ہو رہی تھیں بچے یتیم ہو رہے تھے تو اُس نے لکھا مقدمے میں کہ تمام فرانس اور یورپ کے معصوم بچوں نے ایک انجمن بنائی ہے امن فوج بنائی ہے یہ مرثیے کے اوپر جملے لکھے ہیں جو سنا رہا ہوں الیگزینڈر گنل نے لکھا وہ لکھتا ہے بچوں نے ایک فوج بنائی ہے ان بچوں کی فوج نے اپنا سردار چنا ہے علی اصغرؑ کو بہت روؤ گے، ایک فرنچ زبان کا شاعر الیگزینڈر گنل کہتا ہے کہ بچوں نے ایک فوج بنائی ہے سارے بچوں نے سردار چنا ہے علی اصغرؑ کو، کربلا کے شہید علی اصغرؑ کو اور وہ سارے بچے علی اصغر کو امن کا شہزادہ کہہ کر دنیا کی اُن قوموں سے اپیل کرتے ہیں جو انسانوں پر بم برسا رہے ہیں کہ خدا کے لئے جنگ بند کردو، بچوں نے اپیل کی علی اصغرؑ کو اپنا سردار بنا کر، مختلف زبانوں میں مرثیہ چھپا۔ پیشانی پر لکھا ہے کہ یورپ کے بچوں نے علی اصغرؑ کو اپنا شہزادہ چنا اور ظالموں سے اپیل کی کہ عورتوں کو بیوہ نہ بناؤ۔ سہاگ مت اُجاڑو، بچوں کو یتیم مت کرو۔ بند کرو یہ جنگ عظیم امن کا پیغام اگر دینا چاہا کسی قوم نے تو اس کو بچوں کی سرداری کے لئے علی اصغرؑ نظر آیا۔ اللہ اللہ کیا اثر ہے ننھے سے شہزادے کی شہادت کا۔ کل کہہ رہا تھا عراق میں دستور تھا صبح سے واقعہ کربلا دکھاتے تمثیل دکھاتے ڈرامے کی شکل میں میدان میں آخری منظر ہوا کرتا تھا کہ حسینؑ علی اصغر کو لے کر آئے بچے کو لے کر آئے اور پانی کا سوال کیا اور اُدھر سے کہا شمر نے حرملہ نے کہا پانی نہیں ملے گا۔ لیکن کسی نہ کسی کو ہر سال حرملہ بھی بنانا پڑتا تھا اور اس کے ہاتھ میں تیر کمان ہوتا اور اُس سے کہا جاتا کہ تم اس بچے کی طرف تیر پھینک دینا، تیر پھینک دینا تیر پھینک دیا جاتا اور اس طرح وہ واقعہ پورا مکمل ہو جاتا عراق میں کربلا میں ایران میں آذربائیجان میں جیسا کہ کل کہا تھا کہ تمثیلاً پورا واقعہ کربلا دکھاتے لیکن عجیب بات

ہے کہ ہر سال ہمیشہ یہ ہوا کہ پورے عراق میں کوئی حرملہ بننے کو تیار نہیں ہوتا تھا یہ قصہ نہیں سنا رہا ہوں یہ رونے کے مقامات ہیں یہ مصائب ہیں، حرملہ بننے کو کوئی تیار نہیں ہوتا تھا تو ہمیشہ سے حرملہ کے لئے عراق والے کہتے کہ کسی دیہات سے کسی یہودی، کسی عیسائی کو پکڑ لو اور اس کو حرملہ بنا دو، تاکہ اس کو معلوم ہی نہ ہو کہ واقعہ کیا ہے۔ بہت دور نکل گئے ایک یہودی کو پکڑ لائے اُس سے کہا تم کو اتنے پیسے دیں گے اور تم کو سپاہی بننا ہے تیر وکمان ہاتھ میں لینا ہے بس ایک قصہ ہے ایک واقعہ ہے وہ ہم دکھا رہے ہیں آج ہمارا تہوار ہے اُس میں تمہیں یہ کرنا ہے ایک شخص بچہ لے کر آئے گا وہ پانی مانگے گا تم اُدھر سے تیر چلا دینا۔ پیسے مل رہے تھے غریب مزدور تھا تیر وکمان ہاتھ میں لے لیا اور وہاں میدان میں پہنچ گیا اب اُس نے پہلے سے تو دیکھا نہیں تھا۔ جب اُدھر سے بچے کو لے کر حسینؑ آئے تو پہلے تو یہ کانپنے لگا جانے کیا منظر اُس نے دیکھا کیا اُس کی سمجھ میں آیا مگر چونکہ پیسے لے چکا تھا جب اُدھر سے حسینؑ نے کہا میرے بچے کو پانی پلا دو تو اِدھر سے اس نے تیر کمان میں تیر جوڑا کمان میں تیر جوڑا تیر پھینکا اور اُس کے بعد زمین پر گر گیا اور رونا شروع کر دیا اور منہ پیٹنا شروع کر دیا لوگ دوڑے کہ بھئی کیا ہوا۔ کہا بس اتنا بتا دو قسم کھا کر بچہ مرا تو نہیں تب میں زمین سے اُٹھوں گا تب میں آنکھیں کھولوں گا مجھ کو یہ بتا دو کہ جو آیا تھا پیاسے بچے کو لے کر اُس کا بچہ مرا تو نہیں۔

ابھی ننھا جھولا آئے گا رَبابؑ کے لعل کا ماتم ہے دیکھو میں تو اکیلا ہوں آج چھ تاریخ تک میں پچاس تقریریں لاہور میں کر چکا ہوں میرا سینہ جواب دے گیا۔ لیکن میری ہمت دیکھو چھ سات مجالس روز پڑھ رہا ہوں خدمت کر رہا ہوں اہل لاہور کی۔ تم تو ماشاءاللہ سے بہت ہو مل کر اگر روؤ گے تو تمہارا صبر بٹ جائے گا میں تو اکیلا ہوں، تم تو طاقت رکھتے ہو تم تو اپنی آواز کو آوازوں میں ملا دو گے تم تو رو لو گے میں اکیلا رو رہا

ہوں یہاں پڑھ بھی رہا ہوں رو بھی رہا ہوں، ماتم بھی کر رہا ہوں تم سب کی طاقت ایک طرف اور میری ایک طرف تو ساتھ دو گے نا بھئی۔ ساتھ کوئی اپنے لئے نہیں مانگتے ہیں ہم ہمیں تو بس یہ لاج رہتی ہے کہ زہراؑ آئیں ہیں بالوں کو کھولے ہوئے مجلس میں دعائیں دیتی ہیں کبھی اِدھر کبھی اُدھر اور ساتھ میں زینبؑ بھی ہیں اور عجب نہیں کہ آج چھ محرّم ہے۔ جناب زینبؑ کے ساتھ جناب فاطمہ زہراؑ کے ساتھ رَبابؑ بھی آئی ہوں گی، بی بی ربابؑ کیسی ماں تھیں فخر حاجرہ بی بی آپ پر حاجرہ کا سلام قیامت تک، کیا کہنا اُمِ رباب کیا کہنا، امراؤالقیس کی بیٹی تھیں امراؤالقیس کی تین بیٹیاں تھیں سب سے چھوٹی یہ تھیں ایک امام حسنؑ کی زوجہ، ایک امام حسینؑ کی زوجہ اللہ نے دو بچے دیئے ایک بیٹی سکینہؑ اور ایک بیٹا علی اصغرؑ، بڑے امیر کی بیٹی تھیں بڑا دولت مند امراؤالقیس یمن کا دولت مند تھا بیٹا کوئی نہیں تھا تو ساری دولت بیٹیوں نے پائی۔ چونکہ امیر تھا جملہ سننا سوانح حیات پڑھ رہا ہوں، اُمِ ربابؑ کی موقع ملا تو عاشور کے بعد کی مجلس میں ایک پوری مجلس اُمِ ربابؑ پر پڑھوں گا، امیروں کا دستور تھا عرب میں کہ اگر بیٹا نہیں ہوتا تھا تو بیٹوں کو تیر و کمان چلانا سکھاتے تھے میں کیا کہہ رہا ہوں تم کیا سن رہے ہو جب جناب اُمِّ ربابؑ تیر و کمان اُٹھائیں تو کبھی تیر کا نشانہ خطا نہیں کرتا تھا۔ جملہ دوں۔ جناب اُمِّ رباب کو معلوم تھا کہ تیر کی طاقت کیا ہے اور تیر جتنی طاقت سے نشانے پر جاتا ہے، اُمِّ رباب کو یہ بات معلوم تھی،...... ایسی ماں جزاک اللہ!

اللہ تمہیں کوئی غم نہ دے سوائے غم حسینؑ کے، ننھے شہزادے کا ذکر ہے، ابھی جھولا دیکھ کر رونے لگو گے۔ ابھی جھولا آئے گا تو رونے لگو گے۔ عزادارو! سنو گے، جھولا جل گیا آگ لگی خیمے میں تو بچے کا جھولا جل گیا۔ خیمہ لُٹ گیا، مگر لوگوں نے دیکھا مدینے تک اُمِّ ربابؑ کے پہلو میں ایک گٹھری بندھی ہوئی ساتھ ساتھ کبھی جدا نہیں کیا کلیجے

سے لگائے ہوئے، پتہ نہیں چلا کہ اُس میں کیا ہے جب جناب اُمِ ربابؑ کی لاش اُٹھی اور زینبؑ نے گٹھری کھولی تو اُس میں علی اصغرؑ کا جلا ہوا جھولا، جھولے کی جلی ہوئی لکڑیاں تھیں، اللہ اُس اُمِ ربابؑ کے لعل علی اصغرؑ کا یہ جھولا ہے، مجھے معلوم ہے ماتم دار ماتم کرتے ہیں تو تھک جاتے ہیں۔ راتوں کو جاگتے ہیں تو تھک جاتے ہیں لیکن راتیں کتنی رہ گئیں رونے کی، کتنی تیزی سے محرم کے دن گزر رہے ہیں ابھی کل چاند ہوا تھا اور آج ساتویں کی شب لگ گئی۔ کل سات تاریخ کو پانی بند ہو جائے گا، آٹھویں کو عباسؑ کا علم اُٹھے گا اور پھر شب عاشور آ جائے گی، بس پھر محرم تمام ہو گیا۔ ماتم کے چند لمحے رہ گئے، یہ لمحے قیمتی ہیں، مولاؑ طاقت دیں کہ ہم رو لیں پروردگار چند لمحے بچ گئے آنسو نکل جائیں آوازیں بلند ہو جائیں ہم ماتم کر لیں اب تم تیار ہو میں پڑھوں تم تیار ہو اپنے میں طاقت پاتے ہو اب میں پڑھوں۔ میں نے اپنے میں کچھ ہمت پیدا کی اب تم بھی ہمت پیدا کرو۔ منہال صحابی ہے امام کا مکّے سے آیا ہے امام زین العابدینؑ کی خدمت میں، امام نے پوچھا کوفے کا کیا حال ہے، منہال نے کہا مختار نے آپ کے باپ کے قاتلوں کو پکڑ لیا ہے۔ بے اختیار کہا حرملہ پکڑا گیا، امام زین العابدینؑ معلوم ہے نہ کتنے صابر امام ہیں ہاتھ بندھوائے ہیں ہتھکڑیوں بیڑیوں میں صبر کیا، سجدے کئے، ایسا صابر اور فوراً پلٹ کر پوچھے حرملہ پکڑا گیا منہال نے کہا میرے آقا جوان بھائی علی اکبرؑ کے قاتل کو نہیں پوچھا، عباسؑ کے قاتل کو نہیں پوچھا، جملہ سنو گے کیا کہا کہ حرملہ کو کیوں پوچھا۔ کہا تمہیں نہیں معلوم حرملہ کے ایک تیر نے جنّت میں میری دادی فاطمہ زہراؑ کا کلیجہ چھید ڈالا، (سلامت رہو، سلامت رہو، تم پر سایہ رہے فاطمہ زہراؑ کا) کلیجہ چھید ڈالا۔ (سلامت رہو۔ سلامت رہو تم پر سایہ رہے چہاردہ معصومین کا سایہ رہے فاطمہ زہراؑ کی چادر کا سایہ رہے تم آٹھویں امام کی ضمانت میں تم باب الحوائج

کی ضمانت میں تم حضرت عباسؑ کی ضمانت میں سارے ماتم دار، اللہ تعالیٰ تم سب کو عمر نوحؑ دے اور جب تک جیو شان سے ماتم کرو روؤ گے رونا پرسہ دینا ہے) منہال کہتا ہے ہم کوفے پہنچے مختار سے ملاقات ہوئی ابھی مختار تخت پر تھے کہ بے اختیار کہا دربان نے بڑھ کر امیر حرملہ پکڑا گیا۔ صحابی امام نے کہا اللہ اکبرؔ مختار نے کہا تکبیر کا کون سا محل ہے، کہا امام کے پاس سے آ رہے ہیں یہی تو پوچھا تھا کہ حرملہ پکڑا گیا ہم آئے اور وہ پکڑا آ گیا۔ امام کی صداقت پہ تکبیر کہی مختار نے کہا اور کیا کہا تھا منہال نے کہا کہ امام نے فرمایا تھا کہ جلد ہی تم دیکھنا کہ اللہ حرملہ کو دنیا ہی میں آگ اور لوہے کا مزہ چکھا دے گا، جلد ہی امام کی دعا قبول ہوگئی، مختار تخت سے اُٹھے فوراً زمین پر سجدہ کیا اور فوراً ہاتھ اُٹھا کر کہا سیّدِ سجادؑ کی دعا اللہ نے میرے ہاتھوں پوری کی۔ لاؤ حرملہ کو لاؤ بازو باندھ کر لاؤ بازو باندھ کر حرملہ کو مختار کے سامنے لایا گیا کہا تجھے قتل کریں گے ہاتھ پیر کاٹیں گے، آگ میں تجھے ڈال دیں گے، تیرے جسم کے اعضاء آگ میں جلائے جائیں گے، لیکن ہم قتل نہیں کریں گے، جب تک تو یہ نہ بتا دے کہ تو نے کربلا میں کیا کیا، حرملہ نے کہا، امیر قتل کرنا ہے تو قتل کر دے اب ہم سے یہ نہ پوچھ کہ ہم نے کربلا میں کیا کیا۔ رونے لگا حرملہ آنکھ سے آنسو جاری ہوگئے کہ امیر بس قتل کر دے ہاتھ پیر نہ کاٹ اور یہ نہ پوچھ کہ ہم نے کربلا میں کیا کیا۔ امیر مختار تازیانہ لے کر اُٹھے کہا ظالم جابر تجھ کو بتانا پڑے گا کہ تو نے کربلا میں کیا کیا۔ یہ پورا دربار سننے بیٹھا ہے۔ یہ حسینؑ کی مجلس تھی ذکر علی اصغرؑ تھا۔ قاتلوں سے بھی مختار نے مظالم کا اقرار کروایا ہے۔ کرو ذکر حسینؑ کبھی کبھی قاتل کو بھی ذکرِ مظالم کرنا پڑا تاریخ میں ہے، مختار نے کہا سنا کیا ہوا۔ حرملہ نے کہا امیر جب ہم گھر سے چلے تو ہم نے ترکش میں چھ تیر رکھے چھیوں تیر تین بھال کے تھے ہم چونکہ گھوڑے کا شکار کرتے تھے، گائے کا شکار کرتے تھے راستے میں اس لئے بڑے

تیروں کی ضرورت ہوتی تھی، بڑے جانوروں کے لئے ایسے تیر استعمال ہوتے تھے، جانور بھاگنے نہ پائے اس لئے ہم تیروں کو زہر میں بجھا لیتے تھے، سارے تیر زہر میں بجھے ہوئے تھے اور میری کمان بڑی تھی جو دو ٹانگ کی تھی، ہمارا تیر جس پر گرے تو ایسا لگے کہ دو من وزن اُس پر گر گیا اور ہمارے نشانے نے کبھی خطا نہیں کی۔ ہم عرب میں بہت اچھے تیر انداز مشہور تھے ہم چلے تو حکم یزید تھا کہ کربلا پہنچو لیکن راستے میں ہم شکار کھیلتے ہوئے چلے ہمیں شکار نظر آیا ہم نے تین تیر شکار پر پھینکے لیکن شکار نہ گرا تیر ضائع گئے میں نے اس کو بدشگونی سمجھا اس لئے میں نے تین تیر محفوظ کر لئے پھر میں نے شکار نہیں کھیلا تین تیر لے کر میں کربلا آیا اور تین مقامات تھے جہاں مجھے بلایا گیا، مختار نے کہا بتا کب کب تو نے تیر پھینکا، کہا امیر بچوں میں شور تھا ہم پیاسے ہیں، العطش العطش ہم نے دیکھا کہ ایک ننھی سی بچی نے اپنے چچا کو مشک دی چھوٹے چھوٹے بچوں نے چچا کو رخصت کیا بچوں میں شور تھا کہ ہمیں پانی پلایئے عباسؑ چلے کہہ کر چلے کہ ہم فرات پر جاتے ہیں پانی لائیں گے پیاسے بچے انتظار میں تھے عباسؑ نے فرات سے مشک بھری مشک سینے پر رکھ کر عباسؑ گھوڑے پر سوار ہو کر چلے تو عمر سعد نے مجھ سے کہا حرملہ پانی نہ جائے خیمے میں اگر پانی چلا گیا تو عباسؑ پھر بہت بہادری سے لڑیں گے حسینؑ پھر لڑیں گے تو ہم میں سے ایک نہ بچے گا۔ پانی نہ جائے خیمے میں پانی نہ جائے ہم نے نشانہ لیا عباسؑ کی مشک کا نشانہ اور جب ہم نے تیر چلایا تو مشکِ سکینہؑ میں تیر پیوست ہوا پانی بہہ گیا ادھر پانی بہا اُدھر عباسؑ کا لہو بہا مختار نے کہا دوسرا تیر کب پھینکا حرملہ نے کہا امیر دوسرا تیر نہ پوچھو تمہیں تیسرا تیر بتا دوں مختار نے کہا اچھا چل تیسرا تیر بتا دے حرملہ نے کہا یہ آخری تیر جو میری کمان میں تھا حسینؑ بہت بہادری سے لڑ رہے تھے حملہ کرتے جاتے تھے لشکر کو بھگاتے جاتے، عمر سعد نے کہا حرملہ کچھ

ایسا کر کہ حسینؑ گھوڑے سے گر جائیں، میں نے کمان میں تیر جوڑ کر نشانہ لیا، یہ تیر حسینؑ کی پیشانی پہ لگا، ہوگئی تقریر صرف دو جملے مختار آگے بڑھے اور کہا وہ دوسرا تیر جس کا ذکر نہیں کرنا چاہتا وہ سنا حرملہ رونے لگا ہاتھ جوڑے کہا امیر نہیں بتا سکتا مختار نے خنجر لیا بازو کاٹے، کہا بتا تجھے بتانا پڑے گا پورا دربار رو رہا تھا فریاد تھی قیامت تھی حرملہ گھبرایا کہا حسینؑ ایک بچے کو لے کر بلندی پر آئے چادر ہٹائی اور حسینؑ نے کہا میرا بچہ پیاسا ہے تھوڑا سا پانی پلا دو اس کی ماں کا دودھ خشک ہوگیا ہے تین دن کا پیاسا ہے، بس عمر سعد نے کہا اقطع کلام الحسینؑ بس میں گھوڑے کی پیٹھ پر سے اُترا، گھوڑے کی آڑ میں بیٹھا ایک زانو زمین پر رکھا دوسرا اُٹھایا کمان میں تیر جوڑا تیر چلا مختار نے کہا کیا ہوا حرملہ نے کہا بچہ حسینؑ کے ہاتھوں پر پلٹ گیا۔ حسینؑ نے چلو میں لہو لیا......

بعد مجلس نوحہ پڑھا گیا:

جھولے سے لپٹی کہتی تھیں مادر
کہاں ہو اصغرؑ شام ہوئی ہے

❀❀

معجزہ:- یہ عشرہ جب خیمۂ سادات لاہور میں منعقد ہوا لاہور میں سخت گرمی پڑ رہی تھی برسات کے موسم کے باوجود کئی ہفتے سے بارش نہیں ہوئی تھی، علامہ ضمیر اختر نقوی صاحب نے جیسے ہی حضرت علی اصغرؑ کے مصائب شروع کئے آسمان پر بادل چھا گئے اور چند لمحوں میں موسلا دھار بارش شروع ہوگئی جبکہ دُور دُور بھی بارش کے آثار نہیں تھے جھولا برآمد ہونے تک مسلسل تیز بارش ہوتی رہی ماتم دار بارش میں ماتم کرتے رہے، ماتم ختم ہونے کے بعد خود بہ خود بارش تھم گئی، جب لوگوں سے دریافت کیا گیا تو پتہ چلا کہ پورے لاہور میں گرمی کا وہی حال ہے اور کہیں بارش نہیں ہوئی صرف خیمۂ سادات پر بادل آئے اور برس کر چلے گئے، ہر ایک زبان پر یہی تھا کہ یہ شہزادۂ علی اصغرؑ کا معجزہ ہے۔

ساتویں مجلس

قرآن میں حسینؑ کی عزاداری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

عشرہ اوّل کی ساتویں مجلس امام بارگاہِ خیمہ سادات لاہور پاکستان میں ''اقوام عالم اور عزاداریِ حسینؑ'' کے موضوع پر آپ حضرت سماعت فرما رہے ہیں۔ گفتگو کا آغاز کل ہوا تھا کہ قرآن میں عزاداری ثابت ہے، یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ جس عزاداری کو ہر صدی کے انسان منائیں گے اُس کا ذکر اللہ قرآن میں نہ کرتا وہ باتیں وہ چیزیں کہ اب جن کی ضرورت نہ رہی لیکن قرآن میں ہیں اور اگر ضرورت ہے اُن کی تو پھر آج کے علماء بتائیں بھی اور ہمیں سمجھائیں بھی کہ اب اُس کی کیا ضرورت ہے قرآن میں......

''تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّتَبَّ'' (سورۂ لہب:۱) ''ٹوٹ جائیں ابولہب کے ہاتھ'' ابولہب مر گیا ہاتھ ٹوٹ گئے اب کب تک اس کی تلاوت کرتے رہیں۔ یہ بھی ذکر ہے قرآن میں کہ عرب والوں نے حضور کو جادوگر کہا، مجنون کہا، دیوانہ کہا یہ بھی کہا کہ بہک گئے ہیں مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَمَا غَوٰی (سورۂ نجم) اللہ نے کہا نہیں تمہارا صاحب بہکا نہیں وہ ساحر نہیں ہے وہ دیوانہ نہیں ہے وہ شاعر نہیں ہے۔ اب ان آیتوں کی کیا ضرورت ہے کبھی کہا گیا تھا اب تو معاذ اللہ کسی کی مجال ہے کہ ہمارے حضورؐ کو کچھ

کہہ سکے کوئی۔ اگر کوئی بے ادبی کی کوشش بھی کرتا ہے تو سارے مسلمان ایک ہو کر اُس کے قتل کا فتویٰ دے دیتے ہیں لیکن آئتیں ہیں تو، یا تو ضرورت ہے اس لیئے ہیں اور جب ضرورت ہے اُن آیتوں کی اور وہ رہیں گی اور تلاوت کی جائیں گی اور کتاب پڑھ کر انسان فائدہ اٹھائیں گے تو دنیا کے تمام اذکار میں حسینؑ کے ذکر سے بڑا کوئی ذکر نہیں تو اُس کا ذکر قرآن میں ہونا ضروری تھا۔ اس لیئے کہ اللہ نے آدمؑ سے بھی اُس کا ذکر کیا، نوحؑ سے بھی ذکر کیا، ابراہیمؑ کو بھی بتایا، موسیٰؑ، عیسیٰؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ، ہر پیغمبر کو اللہ نے واقعۂ کربلا سنایا۔ انبیاء سن کر روئے اور اللہ نے حکم دیا کہ ہاں حسینؑ پر رو۔ تو جو واقعہ اپنے وقوع سے پہلے نہیں ہوا اور اُس سے پہلے عظمت حاصل کر چکا ہے تو آنے والی صدیوں میں وہ کتنا عظیم بنتا چلا جائے گا۔ یاد رکھیئے ذکرِ حسینؑ سے مسلمانوں کی عزت ہے کوئی دنیا کا مسلمان ذکرِ حسین کو زینت نہیں دے سکتا۔ یعنی ذکرِ حسینؑ کو آپ کی ضرورت نہیں ہے اس لیئے کہ ہر آن ملائکہ اُن پر درود پڑھ رہے ہیں اور جب ایک درود چلا تو اب وہ کہاں ہیں اب کہاں ہیں یعنی ہر عالم میں ارتقاء ہے آپ سوچ ہی نہیں سکتے کہ اللہ ہر آن آلِ محمدؐ کو ترقی دیتا چلا جاتا ہے۔ یہ چھوٹی سی کائنات نہیں ہے کہ یہاں سے چلے اور اوپر پہنچ گئے جب تک کہ پورا دین سمجھ میں نہ آئے۔ ہم جزیات نہیں سمجھا سکتے۔ قرآن شروع ہوا ہے عالمین کے ذکر سے وہ پالنے والا عالمین کا رب ہے تو آج جو بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ ہیں سائنس داں وہ سمجھا رہے ہیں کہ عالمین کیا ہے کتنی کہکشائیں ہیں کتنے ستارے ہیں، کتنے سیارّے ہیں، کتنے لاکھ گنا کروڑ گنا سورج سے بڑے بڑے سیارّے وغیرہ وغیرہ یہ ایک الگ موضوع ہے یعنی اتنی بڑی کائنات اللہ کی کائنات اتنی بڑی ہے کہ اس کا تصور ذہنِ انسانی میں آ ہی نہیں سکتا کہ جس کے ایک نقطے کو بھی دوربینوں نے تلاش کر کے اب تک ریسرچ کو کامل نہیں کیا۔ یہ

پوری کائنات چلی جارہی ہے (Latest) ترین کتاب یہ کائنات کہیں چلی جارہی ہے (Black Whole) بلیک ہول کی طرف ایک موضوع ہے جو پڑھتے لکھتے ہیں انہیں معلوم ہوگا یہ سائنس کا موضوع ہے میرا موضوع نہیں کہ میں اُس کو سمجھاؤں کتاب کا پتہ دوں پڑھتے رہا کیجئے تقریر سننے کا مزہ جب آئے گا آپ کو جب آپ مطالعہ جاری رکھیں۔ اکثر ہمارے نکتے جو ضائع ہوتے ہیں اُس کی وجہ یہ ہے کہ آپ لوگوں میں مطالعہ کرنے والے کم ہوتے ہیں۔ کتابیں کم پڑھ رہے ہیں آپ لوگ، کتابیں زیادہ پڑھا کیجئے اور ضروری نہیں کہ صرف دینی کتابیں پڑھیئے، علم ہر علم ہے ہر علم پڑھیئے ہر کتاب پڑھیئے اور جب آپ پڑھنے کی عادت ڈالیں گے تو جو لطف آپ کو اس وقت ذکرِ حسینؑ میں آرہا ہے مطالعے کے بعد پچاس گنا زیادہ لطف آئے گا۔ اور خصوصاً جو بزرگ ہیں انہیں اپنے بچوں کو تلقین کرنا چاہیئے کہ کورس پڑھیں پڑھائی میں دل لگائیں لیکن جب چھٹیاں ہوں تو کتابیں پڑھیں۔ دیکھئے ہم آپ سے کہہ سکتے ہیں اور وں کے پاس تو یہ ابلاغ بھی نہیں ہے ہمارے بچے تو خوش قسمت ہیں کہ ہم انہیں یہ سمجھائیں کہ یہ جو بے تکے کارٹون نکلے ہوئے ہیں ''ہی مین اور سی مین'' اور ''سپر مین'' اس سے علم نہیں بڑھے گا یہ سارے کارٹون دہشت گردی سکھارہے ہیں۔ یورپ کی فلمیں دہشت گردی سکھا رہی ہیں۔ سوائے کلاشنکوف کے فلموں اور کارٹونوں میں کچھ نہیں ہے کتابیں پڑھیئے اور وہاں تک پہنچیں آپ جہاں کہ شہرِ علم چاہتا تھا۔ شہرِ علم یہ چاہتا تھا کہ مسلمان چکر لگائیں شہرِ علم کے دروازے کے پاس۔ یہ علم سے دوری کا نتیجہ ہے کہ آج آپ بے بس ہیں سارے مسلمان بے بس ہیں کسی کے کچھ بس میں نہیں پوری دنیا کے ہر ملک میں امریکہ سے لے کر جاپان تک ایک ہی مسئلہ ہے صرف ایک مسئلہ کہ عوام کے دماغ ماؤف کردیے گئے ہیں خوف، خوف، خوف، یہ خوف کب نکلے گا

جب علم بڑھے گا۔جیسے جیسے آپ کے جہل قریب آتا جائے گا آپ کا خوف بڑھتا جائے گا اور جب خوف بڑھے گا تو ہتھیار سے پیار ہوگا جب علم بڑھے گا تو ہتھیاروں سے نفرت ہوگی۔کیا میں فلسفہ پڑھ رہا ہوں..................

میں آپ کے پورے ملک کا حال سنا رہا ہوں، میں آپ کا حال سنا رہا ہوں۔میں فلسفہ نہیں سنا رہا ہوں۔آپ اس خوف میں مبتلا ہیں میں نکال رہا ہوں۔میں اپنے الفاظ کے ذریعے آپ کو تنبیہ کررہا ہوں اور یہ تنبیہ میرے سامنے آپ بیٹھ کر سن رہے ہیں۔سن کوئی اور رہا ہے۔ہم سنا کسی اور کو رہے ہیں۔قرآن اسی پہ نازل ہوا ہے مثال یہ کیا مثال ہے قرآن کی۔قرآن اس مثال پر ہے کہ بیٹی کو ڈانٹا جاتا ہے تاکہ بہو کی سمجھ میں آئے۔ایک مثال ہے کہ سناتے بیٹی کو ہیں لیکن بیٹی کو ڈانٹ نہیں پڑتی سنایا بہو کو جاتا ہے تو ہوسکتا ہے اِسی مثال کی بنا پر اہلِ سنت کی ایک مشہور حدیث تاریخِ اسلام میں یہ حدیث آئی ہو کہ اگر فاطمہؑ بھی چوری کرے تو اُس کے ہاتھ کاٹ دیں گے (معاذ اللہ) سنایا بیٹی کو تھا بتانا بیوی کو تھا، ہوسکتا ہے کہ اگر یہ حدیث سچی ہو..........تو سنایا بیٹی کو جاتا ہے تاکہ بہو کی سمجھ میں آئے۔ایک بھائی کو سنا کر دوسرے بھائی کو سمجھانا تاکہ پیغام عام ہوجائے۔علم، علم، علم جب تک انسان جاہل تھا آپ کو پتہ ہے انسان نے ہتھیار کیوں بنایا۔ایجاد کیوں کیا ہتھیار انسان جاہل تھا۔شیر سے ڈرتا تھا بھیڑیئے سے ڈرتا تھا جنگل میں نکلتے ڈرتا تھا تو اُس نے سب سے پہلے کون سا ہتھیار بنایا تو سب سے پہلے جو ہتھیار ایجاد ہوا وہ تیر ہے۔انسان کے ذہن میں جو چیز ابھری ہتھیار کی شکل میں وہ ہے تیر کیونکہ پہلی ایجاد ہے ہتھیار میں انسان کے لئے تیر تو اُس نے جگہ جگہ جنگل میں تیر لگادیئے جانوروں کو ڈرانے کے لیئے ہر درخت پر تیر یعنی کمان سے پھینکا درخت میں پیوست ہوگیا اُسی تیر سے جنگلی کام لینے لگا جنگلی انسان اب ایسی کوئی قوم

نہیں، وہی قوم اب ترقی یافتہ ہے میں اُن کے اجداد کی باتیں کررہا ہوں جنگل میں رہتے تھے جنگل کا جو دور تھا پہاڑی زمانہ تھا انسانوں کے دور گزرے ہیں جب وہ پہاڑ پر رہتا تھا گپھاؤں میں رہتا تھا جب وہ کپڑے نہیں پہنتا تھا جب وہ تہذیب نہیں جانتا تھا کھانا پینا نہیں جانتا تھا جب کی بات ہے۔تیر.........اب تیر نے کام کیا کہ جنگلی نے جنگلی کو اپنے گھر کا پتہ بتایا کہ تیر دیکھتے ہوئے آنا اب ہر جنگلی کا تیر اُس پہ ایک نشان لگا ہے اُس تیر کی نشانی پہ یعنی نشانی کو دیکھتا ہوا پہنچ گیا جنگلی یعنی اب شعور آرہا ہے انسان میں ایک دوسرے کا گھر بھی جاننے لگے پتے کے لئے تیر لگایا وہ دن آج کا دن انسان اب جنگلی نہ رہے لیکن گھر کا پتہ ہو کمپنی کا پتہ ہو ہوٹل کا پتہ ہو۔ پٹیاں لگا لگا کر لکھتے ہیں تیر۔تیر اب تک پتہ بتانے کے لیئے ختم نہیں کیا گیا ہزاروں برس گزر گئے لیکن تیر.....کہیں گئے آپ.....آپ نے بورڈ دیکھا کہ فلاں صاحب یہاں رہتے ہیں تیر نے بتایا اُدھر جایئے تیر نے بتایا ادھر جایئے۔تیر پتہ بتاتا ہے تیر پتہ کیسے بتاتا ہے اس لیئے کہ تیر پر نشانی ہوتی ہے بھئی تیر ہے اُس پر اُن کا نام لکھا ہے فلاں صاحب کا نام لکھا ہے اور یہ تیر پر ہوٹل کا نام لکھا ہے تیر.........اب سمجھے کہ ہم علَم کی مشک میں تیر کیوں لگاتے ہیں نہیں سمجھے۔یعنی علَم تو بتاتا ہے کہ ہم عباسؑ کے ہیں تیر کا نشان پتہ بتاتا ہے کہ قاتل کدھر ہے.........یہ مشک اور تیر کون تھا اِس مشک کا چھیدنے والا اِس تیر سے پتہ لگالو یہ تیر کس کے پاس تھا۔تو انسان جب خوفزدہ ہوا تو اُسے ہتھیاروں سے پیار ہوا علِم کی ترقی اگر بڑھ جائے مسئلہ تو ہمارے ملک کا ہے ہم پورے برصغیر کی بات نہیں کرتے ہمارے مُلک میں ہمارے شہروں میں اگر پورے مُلک میں کم سے کم میٹرک تک تعلیم مفت کردی جائے جیسے اور ملکوں میں ہے تو میں سمجھتا ہوں کچھ تعلیم بڑھے گی آگے۔جب تک تعلیم نہیں بڑھے گی آگے آنے والی نسل آپ نہیں بنا سکتے یہ ہمارے

ہاں علم جو رہ گیا کالج اور اسکولوں کا علم نہیں ہے یہ حسینؑ کی عزاداری مجالس اور جلوس کا علم ہے اور یہ ختم نہیں ہوسکتا اسکول ٹوٹتے پھوٹتے رہتے ہیں نئے بن جاتے ہیں۔ یہ اسکول ایسا ہے، یہ کالج ایسا ہے، یہ یونیورسٹی ایسی ہے کہ چودہ صدیوں میں نہ ٹوٹی نہ پھوٹی ٹیچر بدلتے رہے پروفیسر بدلتے رہے ڈاکٹر بدلتے رہے وائس چانسلر بدلتے رہے طلباء بھی بدلتے رہے یونیورسٹی اپنی جگہ قائم ہے اور کوئی ایک جگہ نہیں ہر شہر میں ہر ملک میں ہر گلی میں ہر قریے میں موجود ہے اور علم کے دروازے کھلے ہوئے ہیں تو علم ہے مقدم علم آئے گا تو پتہ چلے گا کہ عالمین کیا ہے جب معلوم ہو جائے گا کہ عالمین کیا ہے تو اُس عالمین میں پتہ چلے گا کہ اُس عالمین کا سردار حسینؑ کہاں ہے۔ تو پتہ چلے گا کہ عظیم انسان کا ذکر کیسے ہوتا ہے حسینؑ کا ذکر یہ بتا رہا ہے کہ حسینؑ کہاں ہیں کسی کی مجال نہیں ہے کہ جب ہم منبر سے اتریں تو کوئی ہم سے یہ پوچھنے کی جرأت کر لے کہ یہ آپ کیا کہتے ہیں کہ صرف عظیم انسان حسینؑ ہیں کیا کوئی اور نہیں ہے آدمؑ بھی تھے، نوحؑ بھی تھے، ابراہیمؑ بھی تھے، موسیٰؑ بھی تھے، عیسیٰؑ بھی تھے، حضورؐ بھی تھے، علیؑ بھی تھے، حسنؑ بھی تھے، اور آئمہ بھی تھے، کسی کی مجال نہیں کہ جو مجھ سے پوچھے ہمت نہیں کہ جو پوچھے اور اگر پوچھے گا تو احمق کہلائے گا۔ سب سے بڑا احمق اپنے وقت کا احمق کہلائے گا اگر یہ پوچھے گا تو............ اس لیئے کہ یہ جتنے نام تم لوگے اِن سب کے نام رہ گئے حسینؑ کی وجہ سے محمدؐ رہ گئے، حسینؑ کی وجہ سے علیؑ رہ گئے، حسینؑ کی وجہ سے اب پیچھے چلتے جاؤ عیسیٰؑ رہ گئے، حسینؑ کی وجہ سے موسیٰؑ رہ گئے، حسینؑ کی وجہ سے ابراہیمؑ رہ گئے، حسینؑ کی وجہ سے آدمؑ و نوحؑ رہ گئے، حسینؑ کی صدقے میں جب ہی تو کہا آدمؑ کے وارث تجھ پر سلام نوحؑ کے وارث تجھ پر سلام، ابراہیمؑ کے وارث تجھ پر سلام، موسیٰؑ کے وارث تجھ پر سلام، عیسیٰؑ کے وارث تجھ پر سلام، محمدؐ کے وارث تجھ پر سلام، خدیجہؑ کے وارث تجھ پر

سلام،علیؑ کے وارث تجھ پر سلام،حسن مجتبیٰ کے وارث تجھ پر سلام،فاطمہؑ کے وارث تجھ پر سلام،اب بچا کون وارث تو حسینؑ ہیں ہر بزرگ اپنے وارث سے پہچانا جاتا ہے، ذکرِحسینؑ کرتے رہو تو آدمؑ پہچانے جائیں گے نہ ہوتا ذکرِحسینؑ تو آدمؑ نہ ہوتے نام بھی نہ جانتا کوئی نوحؑ کا،نہ ہوتے حسینؑ تو کسی کو پتہ بھی نہ ہوتا کہ ابراہیمؑ نے کب قربانی دی تھی، وجودِ خانۂ کعبہ ہی نہ ہوتا اگر حسینؑ نہ ہوتے، کچھ نہ ہوتا اگر حسینؑ نہ ہوتے، یہ لا الٰہ نہ ہوتا، یہ اذانیں نہ ہوتی، یہ مسجدیں نہ ہوتی، واہ رے حسینؑ خود بھی جیئے اور سب کو جِلا دیا،کوئی اور ہوتا یہ جملہ کہتا خود مر گئے سب کو جِلا دیا میں نے کیا جملہ کہا واہ رے حسینؑ خود بھی جیئے اور سب کو جلا دیا پھر دعا دو اے میرے حسینؑ سلامت رہو تا کہ دین سلامت رہے دین کا ہر رکن سلامت رہے اے حسینؑ تم نے زندہ کیا کعبے کو،تم نے زندہ کیا قرآن کو،تم نے زندہ کیا انبیاء کے ذکر کو،تم نے زندہ رکھا اتنا بڑا ذکر کہ تمہارے ذمے اتنا بڑا کام اللہ لگائے اور اپنی کتاب میں تمہارا ذکر نہ کرے یہ کیسے ہوسکتا ہے میں پس منظر میں دلیلیں پہلے دیتا جارہا ہوں تا کہ آپ کا ذہن سننے کے لیئے تیار ہو جائے ہاں ہاں قرآن میں ایک ذکر کربلا کیا صدیوں تک حسینؑ پر جو کچھ ہوگا سب قرآن میں ہے پورا واقعۂ کربلا اللہ نے قرآن میں رکھ دیا، دو طریقے سے بیان کیا اللہ نے واقعۂ کربلا کو قرآن میں اور اُس کو معلوم ہے بعدِ واقعۂ کربلا عزاداری بھی ہوگی تو پوری عزاداری قرآن میں رکھ دی، پوری عزاداری جو جو آپ کرر ہے ہیں وہ سب کچھ قرآن میں ہے جو کچھ آپ کرر ہے ہیں چودہ صدیوں سے وہ سب کچھ قرآن میں ہے یہ چیلنج بھی بہت مشکل ہے کسی اور کے لیئے کوئی اور ایسا چیلنج بھی نہیں کرسکتا ہمت نہیں ہے یہ صرف عِلم میں طاقت ہے کہ برسرِ منبر ہزاروں کے مجمع میں کہے کہ ہاں یہ عزاداری حسینؑ کی قرآن میں ہے۔واقعہ کربلا قرآن میں ہےاور دو طریقے اللہ نے رکھے ایک

تو کھول کے واقعہ کربلا بیان کر دیا قرآن میں اور ایک شارٹ ہینڈ میں رکھا کمپیوٹرائزڈ (Computerised) کر دیا کارڈ میں چپس (Chips) میں تا کہ کوئی باریک سے باریک دوربین بھی لگا کے تلاش کر کے غائب نہ کر دے دو طریقے سے واقعۂ کربلا کو رکھا سورۂ مریم میں چھپا کے رکھا سورۂ عصر اور سورۂ فجر میں کھول کے بیان کر دیا۔ دو سوروں میں کھول کے بیان کر دیا واقعہ کربلا کو سورۂ مریم میں چھپا کر رکھا۔ ک۔ ہا۔ یا ع۔ ص، کٓہٰیٰعٓصٓ سورہ شروع ہوا۔ سورۂ مریم کیسے شروع ہوا یاد ہے نہ حروف مقطعات سے۔

کٓہٰیٰعٓصٓ○ ک۔ سے کربلا ''ہا'' سے شہادتِ حسینؑ ''یٰ'' سے یزید قاتلِ حسینؑ ''ع'' سے عطشِ حسینؑ، ''ص'' سے صبرِ حسینیؑ کُل یہی رکن ہیں واقعہ کربلا کے واقعہ کہاں ہوا زمین کا نام ''کربلا'' وہاں کیا ہوا حسینؑ شہید ہوگئے کس نے کیا یزید نے۔ کیا ظلم ہوا پیاسے تھے۔ حسینؑ نے کیا کیا صبر کیا یہ ہے واقعہ کربلا۔ ک۔ ہا۔ یٰ، ع، ص، سورۂ مریم شارٹ ہینڈ میں رکھ دیا۔ مفسرین نے کہا اب یہ ریسرچ ورک ہے یہ چیزیں تفسیر میں قرآن کی آیت پڑھتے ہوئے ہر ایک نہیں پیش کر سکتا یہ تلاش اور تجزیے سے کوئی کوئی نظر کی بات ہے یہ کوئی بیان نہیں کر سکتا یہ ہماری تلاش ہے حبشہ میں جب نجاشی شاہِ حبش کے سامنے یہی سورہ جنابِ جعفر طیارؓ نے پڑھا اُس نے کہا ہمیں قرآن کا کوئی حصہ سناؤ تو جناب جعفر طیارؓ نے بھرے دربار میں بسم اللہ کہہ کر یہی سورہ پڑھنا شروع کیا اور جب کہا۔ ک ہا، یٰ، ع، ص ابھی شروع کیا تھا کہ نجاشی کی آنکھ سے آنسو بہنے لگے مفسرین حیران ہیں کہ عیسائی جنابِ جعفر طیارؓ سے سورہ سنتے ہی، حروف مقطعات جس کے معنی نہیں تھے رونے کیوں لگا، لوگوں نے کہا تاثیر کربلا نے رلایا شہادت حسینؑ سے پہلے سات بعثت سے پہلے حبش میں ابھی رسولؐ مدینے نہیں پہنچے ہجرت کر کے کہ حبشہ

میں جو آج ایتھوپیا ہے وہاں کے دربار میں بادشاہ کو حسینؑ کے چچا نے مجلس پڑھ کر رُلا دیا اور عیسائیوں کی مجلس تھی وہ مجلس ہوئی واقعہ کربلا سے پہلے مجلس پڑھی جناب جعفر طیارنے حسینؑ کے چچا نے یہ باتیں بڑی باریک ہیں چچا نے مجلس پڑھی تھی حسینؑ کا ذکر کیا تھا یہ سورہ پڑھ کر حبش میں۔ تو جب حسینؑ نے ذوالفقار کھینچی اور جز پڑھا تو پہلے شعر میں کہا محمدؐ کا نواسہ ہوں میں آفتاب علیؑ اور مہتاب فاطمہؑ کا بیٹا ہوں۔ اور دوسرے شعر میں کہا میں جنابِ جعفر طیار کا بھتیجا ہوں جن کو اللہ نے زمرد کے پر دیے چچا نے بھتیجے کا ذکر کیا تھا تو بھتیجے نے برستے تیروں میں احسان اُتار دیا میں کیا کہہ گیا۔ اگر شعور بلند ہے آپ کا تو آپ کو سمجھنا چاہیئے کہ اِس گھر میں اس خاندان میں چچا اور بھتیجے کا رشتہ بڑا عظیم ہوتا ہے چچا بھتیجے پر جان دیتا ہے بھتیجا چچا پر جان دیتا ہے۔

مسلسل مجالس اور زیارتوں کا سلسلہ اور ظاہر ہے ہر بانی عزا یہ چاہتا ہے کہ میں اُس کے امام باڑے میں پٹس کروادوں سارے مصائب اُسی کے ہاں پڑھ دوں یہیں ذوالجناح نکل جائے یہیں علَم یہیں تابوت، دوسرے کے یہاں کی جب میں کہتا ہوں کہ بھئی وہاں بھی پڑھنا ہے تو کہتے ہیں ارے صاحب وہاں کی چھوڑ یئے ہمارے ہاں آپ ایک گھنٹہ سوا گھنٹہ پڑھیئے تو اب آپ میری حالت دیکھ رہے ہیں نا آج سات تاریخ ہے چار عشرے سات کو چار سے ضرب دیجئے اُس کے بعد بیچ بیچ میں جو مجلسیں دوستوں اور احباب کی سب کی ساتھ ساتھ جو پرانی پڑھ رہا ہوں وہ الگ ہیں تو کتنے عشرے آج ہو گئے میرے سمجھ گئے آپ یہ بات میں اس لیئے کر رہا ہوں کہ جو بات میں نے کہی ہے وہ پوری ہو جائے مگر ابھی تک ہوئی نہیں ہے۔ ایک اور صلوٰۃ پڑھ دیجئے......

چچا ہو تو ابوطالبؑ جیسا بھتیجا ہو تو محمدؐ جیسا بھتیجا ہو تو حسینؑ جیسا چچا ہو تو جعفر جیسا،

چچا ہوتو علیؑ جیسا بھتیجا ہوتو عبداللہ جیسا، چچا ہوتو حسینؑ جیسا، بھتیجا ہوتو قاسمؑ جیسا ابھی ذکر آئے گا آج دولھا کی مہندی نکلے گی ماجد رضا عابدی سہرا بھی پڑھیں گے دُولھا کا اور مہندی بھی پڑھیں گے۔ جب بارات آئے گی دُولھا کی لیکن بس یہاں کی جو انتظامیہ کے بزرگ ہیں ہمارے اُن حضرات نے جوانوں نے کہا ہے کہ ہمارے ساتھ تعاون کیجئے زیارت کے پٹکے نہ کھینچئے ...... زیارت کو دیکھ کر اگر دور سے کہہ دیں جو آپ کو کہنا ہے تو بات پہنچ گئی اگر بوسے کا موقع مل جائے تو بوسہ دیجئے یہ مت سمجھئے یہ میں دعا کراتا ہوں تو آپ کی دعائیں قبول کی جارہی ہیں ایسے جارہی ہیں یہ فلسفۂ دعا ہے اور دعا کے اگر وسیلے ایسے ہوں جو اللہ کو محبوب ہوں تو دعا کو کوئی روک نہیں سکتا۔ حبش کے دربار میں جعفر نے ذکر کیا، ک، ھا، یا، ع، ص، اور جب سورے کو شروع کیا اللہ نے تو کہا یاد کرو جب محرابِ عبادت میں زکریا نے ہم سے کہا کہ ہم کو ایک وارث دے دے۔ بڑھاپے میں ہم سے وارث مانگا ایک بیٹا مانگا غور کیا آپ نے بات کہاں سے شروع ہورہی ہے ایک نبی نے بیٹا مانگا وارث مانگا یعنی ہر نبی کو خواہش تھی کہ وارث ملے۔ وارث ملے۔ اللہ نے وارث دے دیا کہا بیٹا دیں گے یحییٰ جیسا بیٹا دے دیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ دنیا میں دو ہی بچے ایک یحییٰؑ اور ایک حسینؑ چھ مہینے کے پیدا ہوئے چھ مہینے کا بچہ نہیں بچتا ستوانسا بچ جاتا ہے سات مہینے کا بچہ پیدا ہوتو زندہ رہتا ہے۔

لیکن آج تک دنیا میں ایسا کہیں نہیں ہوا کہ کسی ماں کے یہاں چھ مہینے کا بچہ پیدا ہوا ہو اور وہ زندہ رہے وہ پیدا ہوتے ہی مرجاتا ہے صرف قدرت نے دو بچے پیدا کیئے چھ مہینے کے ایک یحییٰؑ دوسرے حسینؑ، جنابِ یحییٰؑ چھ مہینے کے پیدا ہوئے، جب پیدا ہوئے تو جبریلؑ نے بتایا کہ اس کا سر کٹے گا یہ مارا جائے گا یہ شہید ہوگا۔ زکریاؑ بہت روئے، بہت روئے، اتنا روئے کہ قرآن کہتا ہے کہ روزانہ آ کے اپنی قوم کو جو درس

دیتے تھے وہ درس دینا چھوڑ دیا اور اپنے آپ کو حجرے میں بند کرلیا تو اللہ نے کہا اپنے وارث کی شہادت کی خبر سن کر تم اتنا رو دیئے، تمہیں پتہ ہے نبیؐ آخر کا جو وارث ہے تمہیں وہ زیادہ محبوب ہے یا اپنا بیٹا۔ زکریاؑ نے کہا نہیں ہمیں تو آخری نبیؐ کا جو بیٹا ہے وہ محبوب ہے تو اللہ نے کہا تمہارے بیٹے کا تو صرف سر کاٹ کر دربار میں پیش کیا جائے گا۔ حسینؑ کے ساتھ یہ ہوگا۔ کہ سر کاٹ کر نیزے پر بلند کیا جائے گا، اللہ نے مجلس پڑھی زکریاؑ نے مجلس سنی..........سورۂ مریم پورا پڑھ لیجئے گا کہ کب زکریاؑ نہیں نکلے حجرے سے خاموش ہو گئے کچھ بول نہیں سکے۔ خاموشی کا روزہ رکھا، اُس کا راز کیا تھا وہ راز کیسے کھلا پورے سورۂ مریم میں یحییٰؑ کا واقعہ اللہ بیان کرتا گیا اور بتاتا گیا کہ جو وجہ یحییٰؑ کے قتل کی ہے وہ وجہ قتلِ حسینؑ کی بھی ہوگی۔ جس طرح یحییٰؑ کا سر دربار میں جائے گا اس طرح حسینؑ کا سر بھی دربار میں جائے گا۔ ایک پورا واقعہ اللہ نے ایسا رکھ دیا کہ تمثیل کے طور پر شعورِ انسانی اُسے قبول کر سکے جب واقعہ کربلا آئے۔ اب عاشور کے بعد دس مجلسیں تاریخِ عزاداری کی ہیں ہم (Details) میں جائیں گے اُس کے جزیات میں جائیں گے سورۂ مریم کے چونکہ ہم کو اپنے موضوع کو کامل کرنا ہے اس لیئے جلدی ہم منزلیں طے کر رہے ہیں۔

قرآن میں عزاداری، ذکرِ حسینؑ، زکریا اور یحییٰؑ کے قصّے کو پردے میں رکھا سورۂ مریم میں کھول کر بیان کیا تو سورۂ عصر میں بیان کر دیا آیت ”وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ“ ہمیں وقتِ عصر کی قسم، کون سا عصر جس میں عصر کا سجدہ حسینؑ نے کیا اُس عصر کی قسم ہر عصر کی قسم نہیں وہ عصر جس میں حسینؑ نے سجدہ کیا انسان خسارے میں ہیں انسان گھاٹے میں ہے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ لیکن جو ایمان لائے عَمِلُوا الصّٰلِحٰت جو عمل صالح کرتے

ہیں۔عمل صالح معصوم نے کیا ذکرِ حسینؑ سے بڑا کوئی عمل صالح نہیں۔اُس کے بعد سب آئے ہیں لیکن پہلا عمل صالح ذکرِاہل بیتؑ ذکرِ حسینؑ۔

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (سورۂ العصر)

اب اللہ نے بتایا سورہ میں کہ عملِ صالح کس طرح ہوتا ہے کیسے ہوتا ہے عملِ صالح مجلس کی شکل میں ہوتا ہے مجلس کے دو حصّے ہیں ایک فضائل دوسرے مصائب اللہ کہہ رہا ہے کہ ہمارے ہاں بھی دو حصّے ہیں ایک حق ہے ایک صبر جب عزادار فضائل پڑھتے ہیں اُس میں حق کا اعلان کرتے ہیں جب مصائب پڑھتے ہیں تو اُس میں صبر کا ذکر کرتے ہیں۔ایک حق کی راہ ہے ایک صبر کی راہ ہے آدھی مجلس حق ہے آدھی مجلس صبر ہے حق علیؑ صبر حسینؑ۔اس کے علاوہ کوئی اور تفسیر کسی نے کی ہو تو ہمیں بھی بتائیے گا۔ہو ہی نہیں سکتی جب معصوم کہہ دیں تو وہی ہے تفسیر۔وہی ہے تفسیر سورۂ عصر میں ہماری مجلسیں بھی رکھ دیں واقعۂ کربلا بھی رکھ دیا یہ ہے مجلس جس کا ذکر قرآن میں ہے۔

جب اس مجلس کا ذکر قرآن میں ہے تو کوئی کیسے بدعت کہے گا۔قرآن سے ثابت ہوگئی تمہاری مجلس اب تو پریشانی نہیں ہے۔فضائل اور مصائب کی جو مجلس ہوتی ہے جو ذاکر ہر امام باڑے میں پڑھتا ہے اُس کا ذکر قرآن میں ہے یا نہیں۔کتنے آدمیوں نے کہا۔اپنی طرف سے جانے کیسی باتیں آپ کرتے ہیں.......... دنیا میں جو رونے لگتا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ بے صبرا ہے میت اُٹھ جائے قبر بن جائے اور روئے نہ۔تو بہت سے لوگ تعریف کرتے ہیں کہ ارے صاحب اُن کا کیا کہنا.......... اُس قوم میں تو کوئی روتا ہی نہیں۔جوان بھی مر جائے تو نہیں روتے وہ صابر لوگ ہیں.......... اللہ کی بارگاہ میں صبر کرتے ہیں۔احمق دیوانے ،مجنون دنیا کے احمق ترین انسان قرآن

کیا کہہ رہا ہے قرآن کہہ رہا ہے جونہیں روتا وہ بے صبرا ہے جو روتا ہے وہ کرتا ہے صبر۔قرآن کا فلسفہ اور دیوانوں کا فلسفہ الگ ہے،اور اتنا روئے یعقوب اتنا روئے اتنا روئے کہ آنکھیں سفید دیدے بہہ گئے روئے جارہے ہیں روئے جارہے ہیں کیوں رو رہے ہیں۔

بیٹا زندہ ہے انہیں معلوم ہے کہ مصر میں ہے تو کیا ہوا بچھڑ تو گیا ہمارے پاس تو نہیں ہے ہم روئیں گے ایک بار بھی اللہ نے نہیں کہا کہ بھئی زندہ ہے کیوں رو رہے ہو ایک بار بھی اللہ نے یعقوبؑ کو منع نہیں کیا کہ بھئی زندہ ہے مت رو اللہ نے سورۂ یوسف میں پکار کر کہا لیکن یعقوب اتنا رویا فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ (سورۂ یوسف آیت ۱۸) میرے بندے نے صبرِ جمیل کیا چپ ہی نہیں ہوتے روتے چلے جارہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے میرا بندہ صبر کر رہا ہے،اللہ تعالیٰ نے کہا اس نے صبر کیا اور خوبصورت ترین صبر کیا اب تو سمجھو جو ماتم کر کے روتے ہیں یہ صبرِ جمیل ہے یعقوبؑ زندہ کو روئیں ہم بھی زندہ کو روئیں یعقوبؑ صبر جمیل کریں تو ہم بھی صبرِ جمیل کریں ہم اپنے رونے کو سجاتے جائیں گے تو وہ جمیل بنتا جائے گا جیسے یعقوب نے اپنے رونے کو سجایا بارھواں سورہ،سورۂ یوسف

الٓرٰ۔ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ (سورۂ یوسف:۱)

اب ہم تمہیں سناتے ہیں وہ باتیں جو راز کی باتیں ہیں اور آسان عربی میں ہے اُن کے لیئے کام کی ہیں "تعقِلونَ" جو عقل رکھتے ہیں پہلے ہی کہہ دیا جن کے پاس عقل نہیں اُن کے سمجھ میں سورۂ یوسف نہیں آئے گا.............

اللہ تمہیں سلامت رکھے ان نعروں کو سلامت رکھے تم سائے میں فاطمہؑ زہرا کی چادر کے سلامت رہو اور یونہی ذکر کرتے رہو اسی شان سے..... کہ ذکرِ حسینؑ سے ملکوں کی شان ہے پاکستان کا پرچم ہرا نہیں ہے چھوٹا سا کپڑے کا ٹکڑا نہیں ہے پاکستان کا

پرچم حسینؑ کے عزادار ہیں۔ جب تک یہ پرچم لہرا رہا ہے سمجھو ملک زندہ ہے ہم ہیں پرچم پاکستان کے پرچم ہم ہیں۔ سبز رنگ بھی ہم ہی نے دیا ہے ہمارے حسنؑ کا رنگ ہے چاند ستارا بھی ہمارا ہے تصور بھی ہم ہی نے دیا ہے چاند ستارے کا...... اللہ کہتا ہے یاد کرو اُس وقت کو جب یوسفؑ نے خواب دیکھا کیا دیکھا؟ دیکھا چاند نے سجدہ کیا ستاروں نے سجدہ کیا۔ دیکھا بلندی پر ہم ہیں اور آسمان سے سورج اُترا چاند اُترا گیارہ ستارے اُترے اور انہوں نے سجدہ کیا یوسفؑ سات برس کے تھے۔ سات برس کے بچے کو خواب میں آفتاب نے مہتاب نے گیارہ ستاروں نے سجدہ کیا۔ بیٹا اٹھا۔ کہا بابا میں نے رات خواب دیکھا۔ کہا کیا دیکھا بیٹا۔ کہا دنیا نے اپنے خزانے الٹ دیئے ہیں میرے قدموں میں اور مجھے شاہی لباس پہنایا گیا ہے میں بادشاہ بنایا گیا ہوں اور ایک بلندی پر موجود ہوں اور آفتاب و مہتاب و گیارہ ستارے آسمان سے اترے اور انہوں نے مجھے سجدہ کیا۔...... کیا کہتے ہو یوسفؑ...... تم بھی نبی تمہارا باپ بھی نبی کہیں کسی بندے کو بھی سجدے کیئے جاتے ہیں۔ کہیں کسی بندے کو بھی وہ آفتاب کا سجدہ سہی مہتاب کا سجدہ سہی وہ ستاروں کا سجدہ سہی مخلوق کس کی ہیں آفتاب کو کس نے بنایا، مہتاب کو کس نے بنایا ستاروں کو کس نے بنایا جو خالق ہے اُن کا جس نے بنایا ہے اُس کو سجدہ کرو، گڑ بڑا گئے مفسرین نے کیا لکھا معلوم ہے کہا یہ تعظیمی سجدے تھے...... چلو یہی غنیمت سارے فرقے کے مفسرین لکھتے ہیں تعظیمی سجدے تھے، تعظیمی سہی...... یعنی عبادتی نہیں تھے نمازی سجدے نہیں تھے۔ یعنی جو اللہ کی طرف سجدے ہوتے ہیں وہ سجدے نہیں تھے۔ تعظیمی سجدے تھے یعنی کیا مطلب۔ کچھ بڑی شخصیتوں کو تعظیم کے لئے سجدے ہوتے ہیں۔ بس اب گھبرانا نہیں اگر ہر سال حسینؑ کی بارگاہ میں کچھ تعظیمی سجدے ہو جائیں...... یہ سب جو بیٹھے ہیں ہمارے سامنے یہ سب اپنی اپنی ماؤں

اپنے اپنے خاندان کی آنکھ کے تارے ہیں نا۔کوئی اپنی ماں کا چاند ہے کوئی اپنے ابا کی نظر میں سورج ہے۔تو اگر یہ چاند سورج ستارے حسینؑ کو سجدہ کریں تو سنتِ قرآن ہے نا............تعظیمی سجدے ہیں..........اطاعتی نمازی سجدے نہیں اللہ کا سجدہ اور ہے۔بڑے کی بارگاہ میں پیشانی جھکا دینا ادب ہے تہذیب ہے ہر ایک کے سامنے تھوڑی پیشانی جھک جائے گی۔وہ کچھ ہستیاں ہوتی ہیں جن کے سامنے آپ سے آپ پیشانی جھک جاتی ہے۔بڑے بڑے شاہوں کی پیشانیاں جھک جاتی ہیں۔یوسفؑ نے کہا ستاروں نے سجدہ کیا کہا بیٹا خبردار یہ خواب کسی کو بتانا نہیں۔کسی کو بتانا نہیں۔مبادا کہ کسی کو خبر ہو جائے تو زمانہ تمہارا دشمن ہو جائے گا۔لوگ تمہارے دشمن ہو جائیں گے اگر یہ خواب تم کسی کو بتا دو گے تو......ایک خواب کسی کو بتا دو تو زمانہ دشمن ہو جائے.........ایسا جملہ دونگا کہ لکھ لو میرے تقریروں کے جملے گھر پر جا کر ڈائری میں لکھ لیا کرو کتابوں میں لکھے نہیں ملیں گے۔چھپے ہوئے جب ملیں گے انہیں لکھ لیا کرو یہ آمد ہوتی ہے۔ارے خواب سنانے پر زمانہ دشمن ہو جائے اور خواب دیکھا جا چکا ہو اور تعبیر ہو رہی ہو تو کتنے دشمن ہو جائیں گے۔کچھ سمجھے ہیں، کچھ نہیں سمجھے..........اب سمجھا دوں۔۱۹۳۳ء میں الہ آباد کے خطبے میں جو خواب اقبال نے پاکستان کا دیکھا تھا اُس کو بیان کیا لوگ اقبال کے دشمن ہو گئے۔پاکستان تو تاویل ہے۔نہیں نہیں اس میں بھی تمہیں مزہ نہیں آیا۔تم نے کہا یہ کیا مثال......کہاں آسمان سے چلی۔کہاں بلند مثال کہاں چھوٹی مثال۔بڑی مثال خواب دیکھا تھا ابراہیمؑ نے کہ بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں تعبیر کربلا میں ملی.........

حضرت یوسفؑ کے ایک بھائی کی بیوی یوسفؑ کا یہ خواب خاموشی سے سن رہی تھی، دیور کی شکایت کر دی شوہر سے اُس نے دوسرے کو بتایا تیسرے کو گیارہ بھائیوں کو

پتہ چل گیا۔ یوسفؑ کے گیارہ بھائی تھے۔ بس جب خواب سنا تو سب جمع ہو گئے مشورہ کیا۔ جنابِ یوسفؑ کے خلاف شوریٰ کمیٹی بنی شوریٰ کمیٹی سمجھتے ہیں یعنی جہاں مشورے ہوں، کیا مشورہ ہوا۔ یعنی سب نے مل کر کہا جب دیکھو اسی کو چاہتے ہیں اسی سے محبت کرتے ہیں اس کو ہٹا دو ان کی نظروں سے تا کہ محبت کا مرکز ہم بن جائیں۔ حاسد جب یہ دیکھتا ہے کہ یہ کسی کے دُلارے ہیں۔ ہاں ایسے سنو تو ہمیں چیزیں سمجھانا نہیں پڑیں گی پوائنٹ (Point) زیادہ آئیں گے تفصیل میں جاؤں گا تو تین چار تقریروں میں موضوع کھنچ جائے گا۔ مجھے پتہ چل جائے کہ تم سمجھ گئے اشارے میں تو میں تفصیل میں کہاں جاؤں .... کہا پھر کیا کریں۔ کہا اسی کی باتیں ہوتی ہیں ایک کی۔ سب نے مل کر کہا پھر کیا کریں۔ کہا اس کا قتل کر دو۔ اسے جان سے مار دو...... جو کسی کا راج دُلارا ہوتا ہے اُس سے حسد کرتے ہیں، یوسفؑ کس کے راج دُلارے تھے ایک نبی کے، جو نبی کا راج دلارا ہوتا ہے دشمن چاہتا ہے اُسے قتل کر دیں۔ اُسے جان سے مار دو کہا اچھا ہے طے ہو گیا۔ سب مل کر گئے کہا ہم باغ میں سیر کرنے جاتے ہیں۔ یہ ذہن میں رہے بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے، بھائی بھائی کا دشمن ہوتا ہے، بھائی بھائی سے حسد کرتا ہے، اللہ سب کو حسد کی بیماری سے بچائے۔ ہم بچے ہوئے ہیں ہم کسی سے حسد نہیں کرتے۔ ہاں قرآن میں ہمارے لیئے ہے کہ ہم سے حسد کیا جاتا ہے اللہ نے کہا کب تک آلِ ابراہیمؑ سے حسد کرتے رہو گے کب تک آلِ عمرانؑ سے حسد کرتے رہو گے کب تک آلِ محمدؐ سے حسد کرتے رہو گے۔ ہم ان کے مرتبے بڑھاتے جائیں گے تم کیئے جاؤ حسد جتنا حسد بڑھے گا اتنا ہمارا مرتبہ بڑھتا جائے گا۔ خوب سن رہے ہیں آپ، یوسفؑ کے بھائیوں نے اپنے باپ یعقوبؑ سے کہا کہ ہم جنگل سیر کرنے جاتے ہیں لیکن آپ کبھی یوسفؑ کو نہیں بھیجتے ہمارے ساتھ بھیجئے سیر کریں گے جنگل

میں ٹھنڈی ہوا کھائیں گے جنگل کے پھل توڑیں گے خود بھی کھائیں گے اُس کو بھی کھلائیں گے۔ ہم لوگ کھیلیں گے شام کو واپس آجائیں گے۔ یعقوبؑ نے کہا ہم ڈرتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ تم لوگ کھیل میں لگ جاؤ یہ چھوٹا ہے بھیڑیا آئے اور اسے کھا جائے دیکھیے جانوروں میں بھیڑیا دہشت گرد کہلاتا ہے۔ چپکے سے آتا ہے اور بچے لے جاتا ہے چڑیا گھر (Zoo) میں دیکھا ہے آپ نے شکل دیکھی ہے آپ نے۔ ہے ہے۔ یعنی آپ نے اُس کی شکل ہی نہیں دیکھی اب جایئے گا دیکھیے گا کسی جانوروں کی کتاب (Book) میں دیکھیے گا۔ پھولتا ہے تو بڑا ہوتا جاتا ہے پھر اپنے کو چھوٹا کر لیتا ہے نہیں سمجھے۔ یعنی دیکھنے میں کچھ اندر سے کچھ۔ اُسے کیا کہتے ہیں۔ ہاں یہ بھی ہے وہ اور اُس کی آنکھیں آپ نے دیکھی ہیں ہر وقت لگتا ہے شرابی خون ٹپکتا ہوا لال آنکھیں۔ یعقوبؑ نے کہا وہ نہ آجائے انہوں نے کہا نہیں ہم حفاظت کریں گے۔ کیسے سن رہے ہو مجلس...... گیارہ نے کہا ہم کریں گے حفاظت وہ نہیں آئے گا۔ اب جب گیارہ حفاظت کریں گے تو وہ کیسے آئے گا۔ پروفیسر صفدر خوب سمجھ رہے ہیں۔ دیکھیے وقت ہمارے پاس بہت کم ہے۔

اس لیئے نعرے اب نہیں بس مجلس سنتے جایئے اکثر جب میں کہتا ہوں نعرہ لگاؤ تو چپ بیٹھے رہتے ہیں اب جب آج مجھے نعرے کی ضرورت نہیں ہے، مجھے میٹر (Matter) پہنچانا ہے تو آپ نعرے کے لیئے تیار ہو رہے ہیں۔ بالکل نہیں کل لگایئے گا نعرے، اب مجلس سنتے جایئے۔ حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں سے کہا اچھا تم کہتے ہو تو لے جاؤ۔ جاؤ...... تیار کیا یوسفؑ کو گیارہ بھائیوں کے ساتھ بھیج دیا۔ جب وہ شجر آیا جہاں سے یعقوبؑ واپس ہوئے کنعان کی سرحد شام کا ایک گاؤں دمشق کے ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ بہت خوبصورت مقام تھا اُسے کنعان کہتے تھے جنگل

چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ جب کنعان کی سرحد ختم ہوئی اور وہ شجرِ انتظار جہاں یعقوبؑ نے شام تک بیٹھ کر انتظار کیا جہاں سے بھائی آگے بڑھ گئے۔ گیارہ بھائی جب اپنی حد سے نکلے تو یوسفؑ کا ہاتھ پکڑ کر دوڑنا شروع کیا کہ جلدی سے جنگل میں پہنچ جائیں سب جنگل میں پہنچ گئے اور مڑ مڑ کے دیکھتے جاتے تھے کہیں یعقوبؑ تو نہیں آ رہے یعقوبؑ تو نہیں آ رہے۔ جب یہ اطمینان ہو گیا کہ اب ہم بہت دور نکل آئے، باپ نہیں آئے گا، یہ یقین ہو گیا کہ ہم دور نکل آئے، بہت دور نکل آئے، اب نبی نہیں آئے گا۔ اب سب نے جو تیاری کی تھی کسی نے خنجر نکالا کسی نے چاقو اور ایک کو گیارہ نے گھیر لیا۔ مار دو اسے کاٹ دو گلا جلدی کرو نماز کا وقت ہے گیارہ نے کہا اسے مار کے جلدی نماز پڑھنی ہے سن رہے ہو نہ۔ جلدی کرو اس کو مارو چھری نکالی یوسفؑ کا کُرتا اُتار لیا یوسفؑ رونے لگے سات سال کا تو بچہ تھا۔ یہودا ایسا کرو کہ اس کو کنویں میں پھینک دو یہ اُس میں مر جائے گا۔ یہودا کی بات سب نے مان لی۔ مفسرین نے کہا چونکہ یہودا نے قتل سے روکا تھا اس لیئے اللہ نے بعد کی نبوتیں موسیٰ تک یہودا کی نسل میں رکھ دیں حضرتِ موسیٰؑ اور حضرت ہارون یہودا کی نسل میں آئے۔ معصوم نبی کی اولاد کو اگر کوئی قتل کر رہا ہو اور اگر کوئی بیچ میں آ کر کہے کہ ہم انہیں قتل نہیں ہونے دیں گے تو اللہ اُس کی نسل کو بڑھا دیتا ہے۔ اور اگر کوئی قتل کر دے تو اُس کی نسل کو ختم کر دیتا ہے تو اگر کوئی ہماری مجالس کی حفاظت کر رہا ہے تو ہمارے اوپر احسان نہیں کر رہا اللہ اُس کی نسل بڑھا دے گا۔ نعرہ حیدری...... یا علیؑ یا علیؑ سب بھائی یوسفؑ کو لے کر چلے قریب ایک کنواں تھا۔ سب بھائیوں نے یوسفؑ کو اُس کنویں میں پھینک دیا اور اُس کے بعد تیز دوڑتے ہوئے آئے۔ یوسفؑ کا جو کُرتا اتارا تھا اُس کُرتے کو زمین پر بچھا کر بکری کا بچہ ذبح کر کے اُس کا خون لگا دیا اور اُس کے بعد کُرتے کو چہرے پر ڈال کر روتے پیٹتے

آئے۔روتے آئے۔ہائے یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا۔ہائے یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا۔یعقوب نے جو صدائیں سنیں تو دوڑتے ہوئے آئے اور کہا کیا ہوا۔کہا ہمارے یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا بابا۔یہ دیکھیے اُس کا کُرتا لہو بھرا کُرتا لائے ہیں۔ایسے بہت سے لہو بھرے کُرتے تاریخ میں نظر آتے ہیں،ایک کرتا لہو لگا کے معاویہ نے شام میں بلند کیا تھا۔سب سے پہلی بات جو یعقوبؑ نے کہی کُرتا اُٹھایا اور اُٹھا کر کہا یہ کیسا بھیڑیا تھا میرے بچے کو کھا گیا اور کُرتا کہیں سے پھٹا نہیں۔اب سمجھے کہ کُرتے بھی راز کھولتے ہیں کُرتے میں راز ہے،نہیں سمجھے،کُرتے میں راز ہے کُرتے لکڑی پہ لٹکا دو کُرتا خود بتائے گا کہ قتل ہونے والا شہید تھا یا نہیں،کُرتے نے بتایا سورۂ یوسف میں کُرتے نے کہا یہ کیسا بھیڑیا تھا یوسفؑ کو کھا گیا اور کُرتے میں کہیں نشان نہیں آیا پھٹا نہیں اور اب یعقوبؑ روتے چیختے ہوئے جنگل کی طرف چلے۔جنگل میں پہنچ کر آواز دی تمام وحشی بھیڑیوں سے کہا باہر آؤ۔نبیِ خدا تمہیں آواز دیتا ہے،خدا کا نبی تمہیں آواز دیتا ہے۔سارے بھیڑیے نبی کی آواز پر دوڑتے ہوئے آئے سرخ آنکھیں درندے آئے یعقوبؑ نے کہا تم میں سے کس نے ہمارے یوسفؑ کو کھایا،ایک بھیڑیے نے کہا یا نبی اللہ جب سے اللہ نے ہم سب کو خلق کیا ہم کو کہہ دیا اللہ نے کہ نبی کی اولاد کا گوشت اور خون ہم پر حرام ہے ہم اولادِ نبی کا لہو نہیں پی سکتے۔یعقوبؑ سمجھ گئے جانور نے کہا گویا ہوا فصیح زبان میں کہ یعقوبؑ تمہیں اطمینان ہو گیا کہ بھیڑیے نے نہیں کھایا یوسفؑ کو یعقوبؑ وہیں سے روتے چلے چیختے چلے ارے میرا یوسفؑ،ارے میرا یوسف،کیسے روئے درختوں پر بیٹھے ہوئے پرندوں سے پوچھا تم نے میرے یوسفؑ کو دیکھا کنوؤں میں پکارا صحراؤں میں صدا دی گھر روتے ہوئے آئے رات رونا دن رونا راتوں کو جاگیں اور روئیں دن بھر روئیں ایک دن عجیب بات کی یعقوبؑ نے یعقوب

جب صبح ہوئی تو گھر سے نکل کر سڑک پر بیٹھ گئے یعقوبؑ کے گھر کے سامنے سے جو شاہراہ جاتی تھی وہ شام سے فلسطین اور مصر کو جاتی تھی۔ لبِ سڑک مکان تھا لوگ گذرتے تھے اُس راستے سے یعقوبؑ اُسی شاہراہ پر آئے بیچ میں بیٹھ جاتے اور وہیں بیٹھ کر رونا شروع کر دیتے خوب روتے چیخ چیخ کر اب جو بھی اُدھر سے جاتا وہ رُک جاتا اور رُک کے پوچھتا کیا ہوا کیوں روتے ہو یہ آپ کو نفسیاتِ انسان کی پتہ ہے۔ آپ بیچ میں کھڑے ہو کر قہقہہ لگایئے سناٹی سڑک پر کوئی نہیں رُکے گا کوئی نہیں پوچھے گا آپ کیوں ہنس رہے ہیں۔ لیکن اگر اس سڑک پر آپ رونے لگے چیخ چیخ کر۔ دس آدمی رُک جائیں گے پھر پچیس رُک جائیں گے پھر پچاس رُک جائیں گے یہ انسان کی نفسیات ہے، ایک بار یعقوبؑ نے شاہراہ پر بیٹھ کر رونا شروع کیا آنے والے آئے کہا کیوں روتے ہو...... کہا میرا ایک بچہ تھا مجھے بہت پیارا تھا اُس کے بھائی اُسے جنگل میں لے گئے پھر وہ واپس نہ آیا وہ کہتے ہیں اُسے بھیڑیا کھا گیا میرا یوسفؑ مجھے نہیں ملتا روز ایک ہی داستان سنا رہے ہیں۔ روز ایک داستان سنا رہے ہیں۔ مجمع بڑھتا جاتا ہے بات پھیلتی جاتی ہے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تیسرے گاؤں پھر شہر مُلک میں چرچے ہونے لگے کہ ایک بوڑھا ہے جو سڑک پر بیٹھ کر روتا ہے اُس کے ساتھ یہ ہوا ہے اُس کا بچہ بچھڑ گیا ہے اور لے جانے والے اُس کے بھائی تھے اور معاملہ آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ایک دن پھر گیارہ بھائی جمع ہوئے اور کہا کہ اگر اس طرح یعقوبؑ شاہراہ پر بیٹھ کر روتے رہے تو کہیں ایک دن ایسا نہ ہو کہ ہمارا راز کھل جائے۔ کہیں ہمارا راز نہ کھل جائے کہا کیسے راز کھلے گا کہا سمجھو نہ۔ جب یہ اتنا روئیں گے تو لوگ پوچھیں گے کہ کیا ہوا تو یہ بتائیں گے پھر لوگ کنوئیں میں ڈھونڈیں گے اگر وہ بچ گیا ہے کبھی تو یہ ڈھونڈتے ہوئے وہاں پہنچ جائیں گے اور یوسفؑ کو لے آئیں گے تو

پتہ چلے گا کہ بھیڑیئے نے نہیں کھایا تھا ہم نے کنویں میں پھینکا تھا تو ہم مجرم قرار پائیں گے ایک بندہ رو رہا ہے مجرم ڈر رہا ہے کہ ہمارا راز کھل جائے گا.......... قرآن میں عزاداری ہے نا۔ عزاداری کے مسائل بھی قرآن میں ہیں، ایک بھائی نے کہا پھر کیا کریں۔ دوسرے بھائی نے کہا ان کا رونا روکو انہیں سڑک پر بیٹھنے نہ دو، انہیں شاہراہ پر جانے نہ دو، مجمع لگنے نہ دو مجمع لگے گا یہ ذکر کریں گے یہ روئیں گے ہمارا راز کھلے گا.......... ہمارا راز کھلے گا روکو رونے کو۔ ہاں لیکن رونا کوئی روک نہ سکا۔ یعقوبؑ کا رونا کوئی روک نہ سکا۔ گیارہ بیٹے تھے ایک یعقوبؑ کا رونا نہ روک سکے۔ پھر کہہ دوں۔ گیارہ ستارے مل کر ایک کا رونا نہ روک سکے۔ اور یہ کون ہے۔ یہ آفتاب ہے۔ گیارہ ستارے بھائی تھے، آفتاب یعقوبؑ تھے، مہتاب یوسفؑ کی والدہ تھیں جو خواب دیکھا تھا۔ تفصیل کل عرض کریں گے.......... مل کر نہ روک سکے۔ اتنا روئے کہ چرچا مصر تک پہنچ گیا یعقوبؑ کا گریہ مشہور ہو گیا۔ گریۂ یعقوبؑ اصطلاح بن گئی ادب میں عربی ادب میں، فارسی ادب میں، اردو ادب میں، گریۂ یعقوبؑ کو نکال دو قرآن سے اگر رونا بُرا ہے تو اور رونا بھی وہ رونا جو زندہ کا رونا ہے تو ہم بھی تو شہید کو رو رہے ہیں، ہم بھی تو زندۂ جاوید کا ماتم کر رہے ہیں۔ یعقوبؑ جیسا نبی زندۂ جاوید کا ماتم کرے ہم کیوں نہ زندۂ جاوید کا ماتم کریں۔ حسینؑ زندہ سلامت مگر روئیں گے اس لیئے کہ یوسفؑ زندہ اور یعقوبؑ روئیں اب سمجھے...... اس پر رونا نہیں کہ حسینؑ مارے گئے اس پر نہیں رونا تھا کہ یوسفؑ یعقوبؑ سے جدا ہوئے ارے رونا اس پر تھا کہ انسان کبھی کبھی اپنے کو اتنا گرا دیتا ہے کہ اصغرؑ جیسا بچہ اور تیر کا نشانہ بنے اُس کا رونا ہے۔ کب تک یہ رونا رہے گا انسانیت کی قیمت ہم بڑھاتے رہیں گے ظلم نہ کرنا۔ انسان انسان پر ظلم نہ کرے۔ خدا کی قسم یہ نہ سمجھے کوئی ہماری تقریروں سے کہ ہم کسی ایک کا فیور (Favour) کر رہے ہیں یا کسی

کی طرفداری کے لیئے بیٹھے ہیں اپنی حالت یہی ہوتی ہے مُلک میں سُنّی مارا جائے یا شیعہ قتل کیا جائے یا کسی فرقے کا آدمی قتل کیا جائے تکلیف برابر ہوتی ہے۔جس کی نظر میں انسان کی قیمت ہوگی اُسے انسان کے مرنے پر افسوس ہوگا۔اس لیئے کہ بے خطا کوئی اپنی ددکان پر بیٹھا ہے کوئی ڈاکٹر اپنی کلینک پر بیٹھا ہے کوئی کہیں بیٹھا ہے کوئی کہیں اپنے کاروبار میں اپنے بچوں کو پال رہا ہے عوام نے کیا خطا کی شیعہ ہو یا سُنّی کسی بھی فرقے کا ہو ملک میں جہاں کہیں بھی کوئی بے خطا مارا جائے تکلیف برابر ہوتی ہے............انبیاء یہی کہنے آتے تھے کہ ہم کسی فرقے کے لیئے نہیں آئے ہم تو انسان کی قیمت بڑھانے آئے ہیں............حسینؑ انسان کی قیمت بڑھاتے ہیں انسان بنو......انسان بنو......اسی لیئے قاسمؑ کو بھیجا کہ انسان بنو......کہا بھی جنابِ زینبؑ نے کہ یہ گریبان کیوں پھاڑ دیا کہا نانا کی اُمت کا امتحان لے رہے ہیں جس کا گریبان پھٹا ہوتا ہے وہ یتیم ہوتا ہے۔دیکھ کر یہ مسلمان پہچان لیں کہ یہ بچہ جو آیا ہے یتیم ہے۔یتیم سمجھ کر اس پر تلواریں نہ برسائیں۔اس پر تیر نہ برسائیں۔ایک ایک منزل پر حسینؑ نے امتحان لیا۔یوں قاسمؑ نے اپنے چچا کے لیئے قربانی دی تو قاسمؑ کا نام کیوں نہ رہ جائے یوں اقوامِ عالم میں جب عزاداری آگے بڑھی اور آگ کا ماتم شروع ہوا۔آگ کا ماتم سب سے پہلے ملک برما میں ہوا۔برمیوں نے آگ کا ماتم ایجاد کیا وہاں سے جنوبی ہند میں آیا۔آج بھی آگ کا ماتم برما میں اُسی طرح ہوتا ہے۔جیسے ایک دوصدی پہلے ہوتا تھا۔جنوبی ہند میں آگ کا ماتم جب حیدرآباد دکن میں آیا تو سب سے پہلے ہندوؤں نے آگ کا ماتم شروع کیا۔''حسینی بامن دت'' قوم حسینی کہلاتی ہے۔دت جتنے ہیں ہندوؤں میں وہ اپنے نام کے ساتھ حسینی دت لکھتے ہیں کہ ہم حسینی دت ہیں۔ انہوں نے حیدرآباد دکن میں ماتم شروع کیا اور حیدرآباد دکن میں جو ماتم کرواتا تھا

ہندو بزرگ جو سب سے بوڑھا جس نے آغاز کیا وہ علَم لے کر دائرے کی شکل میں آگ بھڑکتی ہوئی، انگارے دہکتے ہوئے اور وہ علَم لے کر اُس آگ پر چکر لگاتا طواف کرتا سبز علَم ہاتھ میں لیئے ہوئے اور آگ پہ طواف کرتا جب تک اُس کے پیروں سے انگارے بجھ نہ جاتے تب تک وہ باہر نہ آتا لیکن کیوں سنایا میں نے اس لیئے کہ جب وہ چکر لگاتا تھا اُس آگ پر علَم لے کر اور پیروں سے انگاروں کو کچلتا جاتا تو ایک ہی کلمہ وہ کہتا جاتا اور ماتم کرتا جاتا۔ قاسمؑ دولھا، قاسمؑ دولھا، قاسمؑ دولھا، تیار ہو جاؤ تم دیکھو آج سات تاریخ ہوگئی ہے مجھے کہنا نہ پڑے کہ تمہیں مہندی کا استقبال کیسے کرنا ہے۔ دولھا کی بارات کا استقبال کیسے کرنا ہے۔ خصوصاً جوان ماتم کریں، دیکھو بزرگوں میں دم نہیں ہوتا روتے روتے تھک جاتے ہیں جوان کو تھکنا نہیں چاہیئے زور زور سے ماتم کرنا ہمارے لکھنؤ میں سات تاریخ کو ہر امام باڑے میں ہر عالم جب مصائب پر آتا تو پہلے ماتم کرواتا تھا یہ کہہ کر کہ کہو ہائے قاسمؑ، ہائے قاسمؑ، ہائے قاسمؑ، ایک دو بول رہے ہو بڑے شرم کی بات ہے ہاں ہاں وہ دیکھو اُس بچے نے کیسے سر پر ہاتھ مارا۔ تصور میں دُولھا کو لاؤ مصائب پڑھوں تاکہ کربلا پہنچو حسنؑ کے یتیم کو یاد کرو ماں بیوہ ہے اُمّ فروہؑ بیوہ ہیں۔ ماتم نہ رُکے باہر تک تمام خواتین سب لوگ کہیں ہائے دولھا قاسمؑ، ہائے دولھا قاسمؑ، اور یاد رکھنا اتنا معصوم شہزادہ ہے کہ مہندی آئے تو ہاتھ پھیلا کر کہو...... قاسمؑ دولھا اپنے چچا تک ہماری فریاد پہنچا دو، شہزادہ دامن کو مُرادوں سے بھر دیتا ہے یتیم تھا نا بھائی۔ یتیم بچہ حسنؑ کا یتیم چودہ برس کا اتنا خوبصورت بچہ تھا اتنا حسین شہزادہ تھا کہ حسینؑ نے اونٹ پہ نہیں بٹھایا گھوڑے پہ راستے میں نہیں بٹھایا عماری پہ بٹھایا کہ کہیں دُھوپ نہ لگ جائے قاسمؑ کو۔ قاسمؑ بہت خوبصورت شہزادہ ہے مدینے سے جب لائے تھے حسینؑ تو عماری پہ پردے ڈال دیئے تھے۔ دُھوپ میں رنگ قاسمؑ کا سُرخ نہ ہو جائے حسنی سیّد

بہت خوبصورت ہوتے تھے۔ اور قاسمؑ تو حسنؑ کے بیٹے تھے۔ تین چار برس کی عمر میں یتیم ہوئے تھے اب کربلا میں چودہ برس کے تھے۔ ماں یہی کہتی تھی نظر نہ لگے میرے بچے کو دیکھ کے ماشاءاللہ ہی بچے کو کہتی تھیں بیوہ ماں کا سہارا تھا قاسمؑ اللہ اللہ بیوہ ماں کا سہارا ہو بچہ اور بچے کو بلا کر ماں یہ کہے اے بیٹا تعویز جو باز و پہ ہے وہ کھول کر دیکھ لو حسنؑ کہہ گئے تھے کربلا کا دن آئے گا تو تعویز کھول لینا بیٹے نے تعویز کھول لیا۔ کہا اماں اس میں تو بابا نے لکھا ہے قاسمؑ کربلا میں ہم نہ ہوں گے تم اپنی جان حسینؑ پر فدا کر دینا۔ بس یہ سننا تھا نہ یہ سننا تھا کہ اُمّ فروا نے کہا جاؤ بیٹا اپنے چچا کو یہ تعویز دکھادو۔ اگر وہ اجازت نہیں دیتے تعویز دکھا کر کہنا چچا آپ صبح سے روک رہے ہیں دیکھیے بابا حسنؑ نے تو یہ لکھا ہے کہ قاسمؑ اپنی جان فدا کر دینا، امام حسینؑ بھائی کی تحریر پڑھ کر رونے لگے آنکھ سے لگایا چوما پیشانی پہ رکھا اور چپ ہو گئے۔ اب آپ کو پتہ ہے قاسمؑ نے کیا کہا۔ میری طرف دیکھیے گا کیا کہا شہزادے کا کہا چچا اب تو بھائی کی تحریر دیکھ لی چچا جان اب تو اجازت دیجیے جب دیکھا حسینؑ چپ ہو گئے پتہ ہے کیا کہا ایک بار شہزادہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا حسینؑ کے پیر چومنے لگے کبھی ہاتھوں کو چوما کبھی پاؤں چومنے لگے کہا چچا جانے دیجیے جانے دیجیے...... کیسے جوان ماتم کر رہے ہیں ماشاءاللہ ہاں چودہ سال کے شہزادے کا ماتم ہے اُمّ فروا کا چاند حسنؑ کا یتیم دُولھا بنانے کا ارمان ماں کو تھا سہرا بندھے بیٹے کے سر پر..........

پریم نگر کا پنچھی قاسمؑ
موت سے بیاہ رچائے گیا
ہنسی خوشی کا جانا ٹھہرا
دُولھا بن کے آئے گیا

ابھی مہندی سننا۔ایک بار حسینؑ نے کہا قاسمؑ کیسے جانے دیں۔ جملہ سننا بہت روؤ گے۔ کیسے جانے دیں تم میرے بھائی حسن کی نشانی ہو ایک بار خیمے سے اُم فروہؑ کی آواز آئی حسینؑ بیوہ کا ہدیہ رَد نہ کرو۔ بیوہ کا ہدیہ رَد نہ کرو، اے حسینؑ قاسمؑ کو جانے دو، اب کیا کریں، حسینؑ نے قاسمؑ کا ہاتھ تھاما اور ہاتھ تھام کر اِک بار خیمے میں آئے اور اپنے ہاتھ سے زرد رنگ کا عمامہ نکالا اور نکال کر قاسمؑ کے سر پر باندھنا شروع کیا جب عمامہ باندھ چکے تو دونوں شملوں کے سرے کاندھوں پر لٹکا دیے تحت الحنک بنا کر لٹکا دیئے زینبؑ نے کہا بھیّا اس طرح تو کسی کو نہیں سجایا تم نے جیسے تم نے قاسمؑ کو سجایا کہا زینبؑ ماں کو بھی ارمان ہے مجھے بھی ارمان تھا کہ میرے یتیم کی بارات جاتی ...... میں نے قاسمؑ کو دُولھا بنایا ہے ماشاءاللہ کیا گریہ ہے کیا نورانی مجلس ہے اللہ تمہیں اس گریہ کا اتنا اجر دے گا کہ تمہارے تصور میں بھی نہیں ہے برکتیں ہیں اس رونے میں برکتیں ہیں اچھا قسم کھا کر بتاؤ آج قاسمؑ کو رو رہے ہو اگر مصیبت پڑے گی تو کیا قاسمؑ کی رُوح تمہیں نہیں دیکھے گی یہ عجیب لوگ ہیں شہید زندہ ہے جب مصیبت آئے گی کہیں نہ کہیں قاسم آ کر تمہیں بچائیں گے کہیں گے یہ ہمیں رویا ہے کہیں اکبرؑ آ کر بچائیں گے کبھی معصوم اصغرؑ بچائے گا ہاں ایسا ہی ہوتا ہے سچے عقیدوں میں ایسا ہی ہوتا ہے یہ حق تھے لوگ یہ سچ تھے لوگ قرآن نے کہا یہ زندہ ہیں۔ قاسمؑ تمہیں دیکھ رہے ہیں شہزادہ تمہیں دیکھ رہا ہے، آگے بڑھ کر اک بار قاسمؑ کے کو گریبان پھاڑ دیا...... کہا زینبؑ بچہ میرا یتیم ہے زینبؑ نے کہا آپ نے زرہ نہیں پہنائی قاسمؑ کو۔ کہا یہ علیؑ کا پوتا ہے علیؑ بھی بغیر زرہ کے لڑے میں دکھانا چاہتا ہوں میرا قاسمؑ کتنا بہادر ہے، جب قاسمؑ گھوڑے پر بیٹھے تو عباسؑ نے گود میں لے کر بٹھایا اس لیئے کہ گھوڑے کی رکاب تک قاسمؑ کا ایک پیر نہیں پہنچ رہا تھا، تو ایک طرف جھکے ہوئے بیٹھے تھے گھوڑا بلند تھا قاسمؑ کا قد چھوٹا تھا۔ تلوار لے کر قاسمؑ

میدان میں آئے قاسمؑ وہ خوش قسمت شہید ہے وہ خوش قسمت مجاہد ہے جس کی لڑائی اکبرؑ نے بھی دیکھی جس کی لڑائی عباسؑ نے بھی دیکھی جس کی لڑائی حسینؑ نے بھی دیکھی اِس لیئے قاسمؑ خوب لڑے کہ چچا دیکھ رہے ہیں۔ بھیا علی اکبر دیکھ رہے ہیں۔ ازرق شامی کے چار بیٹوں کو قتل کیا پھر ازرق کو قتل کیا اتنے بڑے پہلوان کو، فاتح تھے قاسمؑ، حسنؑ کے خون کی تاثیر قاسمؑ نے کربلا میں دکھائی بتایا کہ میں علیؑ کا پوتا ہوں لو ہوگئی تقریر اب جو حملہ کیا لشکر پہ لشکر بھاگتے نظر آئے ابن سعد نے نیزوں والوں سے کہا کہ جائیں اور قاسمؑ کی پشت کی طرف سے گھیریں اور خیال رکھنا اس کی پشت پر زرہ نہیں ہے تم فاتح ہو جاؤ گے۔ بس اس بچے کو کسی طرح گھوڑے سے گرا دو ورنہ لشکر کا صفایا ہو جائے گا نیزے والے شہزادے کے پیچھے پیچھے تعاقب میں چلے قاسمؑ لڑتے چلے آگے بڑھتے چلے نیزے والے تعاقب میں چلے اک بار چند نیزوں والوں نے قاسم پر وار کیا اب میں کیسے پڑھوں...... نیزہ پشت سے چلا سینے سے نکل گیا...... ماتم ...... ماتم...... ماتم قاسمؑ کا ماتم......... ماتم کرو آگے نہیں پڑھوں گا پہلے آوازیں کان میں آئیں......... قاسمؑ دولھا...... قاسم دُولھا...... قاسمؑ دولھا...... دو جملے رہ گئے سننا...... صرف دو جملے سب بیٹھے رہنا گھبرانا نہیں زیارت سے بڑھ کر یہ ذکر ہے...... یہ ذکر بڑا ہے زیارت تو تمہیں سمجھانے کے لیئے ہے۔ زیارت تو تمہارے صبر کے لیئے ہے۔ زیارت تو منت ماننے کے لیئے ہے جب تک یہ ذکر نہیں سنو گے کیسے سمجھ میں آئے گا قاسمؑ نے قربانی کیسے دی تو سنو ماتم کرتے جاؤ ہائے قاسمؑ کہتے جاؤ تمام علماء نے لکھا ہر شہید گھوڑے سے گرتا تو کہتا حسینؑ آقا آپ پر آخری سلام، کہتے ہیں قاسمؑ کو اپنی ماں سے اتنی محبت تھی جب گھوڑے سے گرے تو آواز دی امّاں...... میری ماں ،میری ماں میں گھوڑے سے گر گیا۔ میں گھوڑے سے گر گیا۔...... میری ماں...... ماں کا

کیا عالم ہوا ہوگا جب صدا آئی ہوگی اللہ ہر ماں کے بچے کو سلامت رکھے۔ چودہ سال کے بچے سلامت رہیں ایک ماں کا بیٹا نیزہ کھا کر گھوڑے سے گرا۔سنو.....رُک جاؤ ابھی رُکو خدا کے لیئے رُکو.....رُک جاؤ رُک جاؤ میری بات سنو قاسمؑ کی شہادت پوری ہونے دو بیٹھ جاؤ تمام لوگ بیٹھ جاؤ سب کو بٹھاؤ۔ مہندی واپس لے جاؤ میں کہہ رہا ہوں ،شہادت پڑھ رہا ہوں جلدی کیا ہے مہندی لانے کی ۔قاسمؑ کا ماتم ہے جیسے ہی آواز آئی ماں کو صدا دی ،میری طرف دیکھتے رہنا۔آسان نہیں مصائب پڑھنا یہاں سے کراچی تک چلے جاؤ قرآن اٹھا کر بتانا ایسے مصائب کوئی پڑھتا ہے سارے پاکستان میں ہندوستان میں کوئی پڑھتا ہے آسان نہیں اس طرح مجلس پڑھنا باتیں بہت کرتے ہیں لوگ سنو غور سے.....ایک بار جلال کے عالم میں حسینؑ نے عباسؑ کی طرف دیکھا کہا عباسؑ تم نے دیکھا ارے میرا بھتیجا گھوڑے سے گر گیا۔ جملے سمجھا کرو یعنی حسینؑ اور عباسؑ سے کچھ کہیں اس کا کیا مطلب ہے جس کو بات بات پر روکتے ہیں تلوار نہ چلانا تلوار نہ چلانا اتنی محبت قاسمؑ سے تھی کہ عباسؑ کی طرف دیکھا کہا عباسؑ میرا بچہ گر گیا پتہ ہے پھر کیا ہوا کیا ہوا جب حسینؑ نے اشارہ کر دیا تو پتہ ہے کیا ہوا اک بار عباسؑ نے تلوار نکالی اِدھر حسینؑ نے تلوار نکالی اور حسینؑ نے کہا عباسؑ تم اُدھر حملہ کرو میں اِدھر حملہ کروں گا میرے قاسمؑ کو مارا۔میرے قاسمؑ کو مارا اُدھر حسینؑ لڑتے چلے اِدھر عباسؑ لڑتے چلے جب دونوں بھائیوں نے حملہ کیا تو جو قاسمؑ کا قاتل تھا کاش میں پڑھ سکوں...........جو قاسمؑ کا قاتل تھا عباسؑ نے حسینؑ سے کہا میں اس کو پکڑ کر لاتا ہوں عباسؑ نے قاتل کو پکڑ لیا عباسؑ نے قاسمؑ کے قاتل کو پکڑ لیا۔ پورے لشکر نے قاتل کو عباسؑ سے چھڑانا چاہا اسی چھڑانے میں قاتل مارا گیا مگر کیا ہوا اِدھر کا لشکر اُدھر......ماتم کرو......اُدھر کا لشکر اِدھر گھوڑے دوڑائے جا رہے تھے ،ماتم ،ماتم ،ماتم گھوڑے دوڑنا

شروع ہوئے ایک بار آواز آئی چچا بچایئے، چچا بچایئے حسینؑ نے لشکر کو بھگایا، لشکر بھاگا عباسؑ نے لشکر کو بھگایا دونوں بھائی گھوڑے سے کودے، اب کوئی صدا نہیں آئی اب قاسمؑ کی صدا نہیں آئی اب قاسمؑ کی آواز نہیں آئی حسینؑ کہتے ہیں عباسؑ میرے بچے کا لاشہ کہاں ہے، میرے قاسمؑ کا لاشہ کہاں ہے، عبا اتاری حسینؑ نے، حسینؑ نے اپنی عبا اُتاری اور عبا اُتار کر زمین پر بچھائی، درِ خیمہ پر اُمّ فرواؑ نے حسینؑ سے پوچھا تھا میرے بچے کا لاشہ کہاں ہے......

بعدِ مجلس مہندی اور نوحہ پڑھا گیا!

قاسمؑ بنڑہ باندھے سہرا
سیس کٹاون جاوت ہے

❀ ❀ ❀

آٹھویں مجلس

عزاداری عہد بہ عہد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لئے

عشرہ اوّل کی آٹھویں تقریر ''اقوام عالم اور عزاداریِ حسینؑ کے'' موضوع پر آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں۔ جس جوش ولولے عقیدت اور مودّت کے ساتھ آپ آرہے ہیں یہ جذبہ قابلِ قدر ہے اور جس طرح آپ سن رہے ہیں اس کی بھی دل میں ایک خوشی ہے کہ اہلِ لاہور علم کی قدردانی کررہے ہیں اور ان کارآمد باتوں کو محفوظ بھی کررہے ہیں جیسا کہ میں نے بار بار کہا کہ موضوع بہت وسیع ہے اور ابھی ہم اصل موضوع تک پہنچ نہیں سکے اور اصل موضوع ہمارا عاشور کے بعد شروع ہوگا یعنی اقوام عالم کی عزاداری اور اُن کا انداز انہوں نے حسینؑ کو کیسے صدیوں صدیوں میں خراج عقیدت پیش کیا اس پر ہم گیارہ محرّم سے بیس محرّم تک اس عزاخانے میں گفتگو کریں گے ابھی ہم موضوع کے پس منظر میں ہیں۔ ابھی ہم آپ کے ذہنوں کو تیار کررہے ہیں کہ آپ موضوع کے قریب آسکیں۔ آج ہم آٹھویں تقریر تک اپنی گفتگو کو لائے کل تفصیلی گفتگو نہیں ہوپائے گی۔ اس لیئے کہ کل یہاں ذوالجناح برآمد ہوتا ہے اور شبِ عاشور صرف مصائب پڑھتا ہوں میں فضائل نہیں پڑھ پاتا، ماتم کی رات ہے اُس کے

بعد پھر شامِ غریباں کی مجلس اور عاشور کی صبح کی مجلس ہوگی، صبح کی مجلس میں بھی صرف مصائب پڑھتا ہوں میں ہاں شامِ غریباں کی مجلس میں پھر اسی موضوع پر گفتگو ہوگی اور اصل موضوع پھر ہم انشاءاللہ گیارہ محرّم سے آغاز کریں گے۔

آج کی حد تک ہم کوشش کریں گے آج آپ جس تقریر کو محفوظ کریں اور وہ ریکارڈ ہوجائے وہ آپ کے لیئے اتنی کام کی ہو کہ اگر کوئی آپ سے یہ پوچھے کہ حسینؑ کی عزاداری کیا ہے اُس کا تعارف کیا ہے تو آج کا میرا کیسٹ اُسے دے دیجئے گا اور کہیئے گا کہ یہ سن لو تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ حسینؑ کی عزاداری کیا ہے۔ آپ کو پھر نہ کسی کتاب کے پڑھنے کی ضرورت ہے نہ دلیل میں کوئی کتاب دینے کی ضرورت ہے میری آج کی تقریر آپ محفوظ کر لیجئے گا۔ تقریریں سب محفوظ ہو رہی ہیں حامد صاحب کراچی سے آئے ہیں جنہوں نے ساؤنڈ سسٹم (Sound System) لگایا ہے جو مسلسل یہاں ساؤنڈ سسٹم (Sound System) کو متعارف کروا رہے ہیں اور میں تو دس برس سے کہہ رہا ہوں اہلِ لاہور سے امام باڑے کے منتظمین سے کہ اصل چیز ساؤنڈ (Sound) ہے جب تک آپ اس کو صحیح نہیں کریں گے تقریریں سمجھ میں نہیں آئیں گی اور کم از کم میری حد تک تو یہ ہے کہ جہاں لاؤڈ اسپیکر اچھا نہیں ہوتا میں تقریر اچھی کر ہی نہیں سکتا۔ میرا دل نہیں لگتا وہاں بولنے کے لیئے۔ دل نہیں چاہتا ہاں تو ان کے پاس ایسا سسٹم ہے جدید ترین کہ یہ مجلس ریکارڈ بھی کر رہے ہیں اور ان کے پاس سارا ریکارڈ موجود ہے آپ ان سے رجوع کر سکتے ہیں اور میں ہمیشہ اپیل کرتا رہا ہوں اہلِ لاہور سے کہ میں خود ایک سسٹم خرید کر اہلِ لاہور کے امام باڑے کو دینا چاہتا ہوں میں نے اُس میں بھی تعاون کیا ہے اور اہلِ لاہور نے دو سال میں خصوصاً خواتین نے جو تعاون کیا تو اب ہمارے پاس ساؤنڈ سسٹم (Sound

(System) کے فنڈ میں اسّی ہزار روپے جمع ہو چکے ہیں ایک صاحب نے یکمشت تیس ہزار روپے پچھلے سال دیئے ایک صاحب نے پچیس ہزار روپے دیئے اور سب سے زیادہ حصّہ ہماری بہنوں نے اور ماؤں نے دیا اس طرح اسّی ہزار روپیہ ہمارے پاس ہو گئے اب ظاہر ہے کہ تھوڑی سی کمی ہے دو ڈھائی لاکھ کا یہ سیٹ آتا ہے انشاء اللہ آپ کوشش کریں گے تو جلد ہی نیا سیٹ خرید کر آ جائے گا اور پھر آپ اُس کو اپنے امام باڑوں میں گھروں میں لے جائیں اور لگائیں ایک آدمی مقرر کریں جو کہ اس کا انتظام کرے اور اس طرح یہ ساؤنڈ آپ دیکھ رہے ہیں کہ کہیں سے بھی دُور دُور یہ شکایت نہیں آتی کہ یہاں آواز نہیں پہنچی اور جگہوں پر آپ جائیں تو ہر جگہ یہ شکایت کہ آواز نہیں آ رہی ہے آواز نہیں آ رہی ہے یہ ہونے لگتا ہے اور اس بات سے میں بہت گھبراتا ہوں کس اطمینان سے پڑھنے والا سلام پڑھے مرثیہ پڑھے سوز پڑھے اعلان کرے سب جگہ یکساں آواز جاتی ہے خدا کا شکر ہے کہ جدید ترین (Latest) ساؤنڈ سے لاہور والے آگاہ ہو گئے جو ابھی تک نہیں تھے۔ عزاداری میں اس کا بھی حصّہ ہے عزاداری میں ہر شے کا حصّہ ہے کپڑے کا حصّہ ہے، لکڑی اور لوہے کا حصّہ ہے، پانی کا حصّہ ہے، آگ کا حصّہ ہے مٹی کا حصّہ ہے، کھانے کا حصّہ ہے، روٹی کا حصّہ ہے، ہواؤں گا حصّہ ہے کائنات کی کوئی ایسی شئے نہیں جس نے اپنے آپ کو غمِ حسینؑ میں ملا نہ دیا ہو مٹی عزاداریٔ حسینؑ میں حصّے دار آپ مٹی پر بیٹھے ہیں، ہَوا عزاداریٔ حسینؑ میں حصّے دار یہ ہَوا آواز کو آپ تک پہنچا رہی ہے ٹھنڈی ہَوا آپ کھا رہے ہیں یہ پانی عزاداریٔ حسینؑ میں حصّے دار سبیل سے آپ پانی پی رہے ہیں کپڑا حصّے دار یہ بینر لگے ہیں یہ پرچم لگے ہیں، دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں جس نے امامِ حسینؑ کی عزاداری میں حصّہ نہ لیا ہو ٹیلی وژن بھی حصّے دار شامِ غریباں آپ دیکھتے اور سنتے ہیں ریڈیو بھی حصّے دار شام

غریباں آپ سنتے ہیں۔اخبارات بھی حصّے دار ہیں عاشورا یڈیشن نکالتے ہیں، پولیس والے بھی حصّے دار ہیں ڈیوٹی دے رہے ہیں، فوج بھی حصّے دار ہے ڈیوٹی دے رہی ہے، حکومت بھی حصّے دار ہے آپ کے لیئے امن وامان قائم کیئے ہوئے ہے۔جب تک سب حصّہ نہ لیں پہچانے کیسے جائیں کہ حسینی ہیں یا حسینؑ کے دشمن ہیں جو حصّے دار نہیں ہے اس غم میں وہ حسینؑ کے دشمن ہیں اللہ اُن کو یوں فنا کرے کہ اُن کا نام ونشان نہ رہے اُن کی نسلوں کا نام نہ رہے اور جو اس کے حصّے دار ہوں اللہ اُن کی نسلوں کو بڑھائے اُن کو سرسبز وشاداب رکھے وہ کائنات کی کوئی شے ہو اللہ اُسے برکت عطا کرتا ہے اور برکت عطا کرتا رہے گا۔آدمؑ روئے اس لیئے اللہ نے اس صلے میں آدمؑ کی اولاد کو بڑھانا شروع کیا۔طوفانِ نوح میں ساری کائنات ڈوب گئی نوحؑ کے تین بیٹے تھے کائنات میں بچا کیا تھا۔لیکن سفینے میں حسینؑ کو روئے تو اللہ نے نوحؑ کے تین بیٹوں سے ساری دنیا کو آباد کر دیا تین بیٹوں سے جو پوتے ہوئے تو انہوں نے ملکوں کو بسایا کسی نے روس بسایا، کسی نے عرب بسایا، کسی نے مصر بسایا، کسی نے شام بسایا، کسی نے ہند بسایا، کسی نے سندھ بسایا، برکت عطا کی اللہ نے ابراہیمؑ کی اولاد میں اور امامت عطا کر دی اس لیئے کہ حسینؑ کو روئے تھے اگر نبی حسینؑ کو روئے خُلّت بھی ملتی ہے، نبوت بھی ملتی ہے، رسالت بھی ملتی ہے اور امامت بھی ملتی ہے۔اور انسانیت کی امامت ملتی ہے اسمٰعیل روئے عاشور کے دن تو اللہ نے اسمٰعیل کو بارہ بیٹے عطا کیئے کہ ہم تمہیں برکت عطا کر رہے ہیں دانیال روئے تو اللہ نے اُن کی نسل کو بڑھا دیا۔عیسیٰؑ روئے موسیٰؑ روئے اُن کے ذکر کو توریت میں، زبور میں، انجیل میں، قرآن میں محفوظ کر دیا عیسیٰؑ روئے تو اللہ نے چوتھے آسمان تک معراج عطا کر دی چونکہ تم حسینؑ کو روئے ہو، اللہ کہتا ہے ہم تمہیں آسمانوں کی بلندیاں عطا کرتے ہیں۔نبیؐ حسینؑ کو روئے تو اللہ نے

کہا محمدؐ قیامت تک تمہارا ذکر زندہ رہے گا صرف اِسی حسینؑ کی وجہ سے محمدؐ حسینؑ کو روئے علیؑ حسینؑ کو روئے علیؑ روئے تو اللہ نے علیؑ کو اٹھارہ بیٹے عطا کر دیے اور علیؑ کی نسل کو کائنات میں پھیلا دیا کہ حسینؑ کو روئے، صفین کی لڑائی لڑ کر علیؑ واپس آ رہے تھے چلتے چلتے علیؑ کا گھوڑا رُکا ڈیڑھ لاکھ کا لشکر رُک گیا ابنِ عباس آگے بڑھے دیکھا مولاؑ کی نظر ایک ویران صحرا کی طرف ہے صحرا میں تو کوئی بھی نہیں تھا اور علیؑ دیکھ رہے تھے صفین سے واپسی تھی جدھر جدھر مولا کی نظر اُدھر اُدھر سپاہیوں کی لشکر والوں کی نظر دیکھا علیؑ کی آنکھ سے آنسو بہہ رہے ہیں ابن عباسؓ نے کہا رونے کا سبب کیا ہے، مولا علیؑ نے کہا رونے کا سبب یہ ہے کہ یہ صحرائے کربلا ہے تم نہیں دیکھ سکتے میں یہاں خون کا دریا دیکھ رہا ہوں۔ میں یہاں حسینؑ کو دیکھ رہا ہوں۔ حسینؑ پہلو میں تھے علیؑ رو رہے تھے علیؑ نے بتایا زندہ حسینؑ کو کیسے رویا جاتا ہے حسینؑ کل بھی زندہ تھے حسینؑ آج بھی زندہ ہیں۔ حسینؑ قیامت تک زندہ رہیں گے رونا نہیں رُکے گا رونا ہوتا رہے گا زندہ ہی کو رویا جاتا ہے مُردوں کو نہیں رویا جاتا۔ جو مُردہ ہو گئے اُن کو کوئی روتا نہیں۔ آج تک تاریخ میں کوئی نہیں رویا اگر کوئی ہے تو چیلنج ہے مُردوں کا ماتم کر کے دکھاؤ جو مُردہ ہو گئے جن کی ہڈیوں کا قبر میں پتہ نہیں اُن کا ماتم نہیں ہوتا لیکن جو اپنی قبروں میں اپنی خواب گاہوں میں زندہ ہیں جب اللہ کا اِذن ہوتا ہے مزاروں سے نکلتے ہیں، کائنات کو دیکھا دوستوں کو دیکھا، پندرہ کروڑ حسینؑ کے عزادار اس وقت پوری دنیا میں صفِ عزا بچھائے بیٹھے ہیں اور حسینؑ کا سفر ہے فضاؤں میں، شہید زندہ ہے پرواز ہے حسینؑ کی اور ایک شہید یہاں سے وہاں چند لمحوں میں جا سکتا ہے۔ حسینؑ یوں پرواز کرتے ہیں کائنات کی فضاؤں میں سواری نکلی ہوئی ہے عزاداروں کو دیکھ رہے ہیں، کہاں کہاں رو رہے ہیں۔ کہاں کہاں میرے عزادار بیٹھے ہیں دنیا کا کوئی سربراہ اگر اپنی مدح میں جلسہ کر لے تو

پہنچ کر کہیں ملاقات نہیں کر سکتا یہ قوت یا اللہ کے پاس ہے یا حسینؑ کے پاس ہے۔ حسینؑ نے مرضیاں لے لیں ہیں اللہ سے، نفس دیا تھا تو مرضیاں لی ہیں اللہ کی مرضی یہ ہے کہ حسینؑ تم زندہ رہو اور حسینؑ صرف تم زندہ رہو تمہارے چاہنے والے بھی زندہ رہیں اس لیئے کہہ دیا جو ہماری محبت میں مر جائے وہ شہید مرتا ہے تمہیں شعور نہیں ہے وہ زندہ رہتے ہیں ہم آج مر جائیں تب بھی ہم یہی مجلس کریں گے ہمیں نورانی مجلسیں ملیں گی ہمیں نور کے منبر ملیں گے پھر اور ہمارا مرتبہ بڑھ جائے گا ہم جب وہاں مجلس پڑھیں گے آنکھ سے دیکھیں گے کہ امام بیٹھے ہیں وہ سن رہے ہیں ہم پڑھ رہے ہیں، ہمارے لیئے موت کوئی مسئلہ تھی نہ ہے نہ کل ڈرے تھے نہ آج ڈرتے ہیں ہم کسی بات سے نہیں ڈرے جب ہم بنی اُمیہ کے دور میں نہیں ڈرے جب ہم بنی عباس کے دور میں نہیں ڈرے تو اب کیا مسئلہ ہے اگر ہم ڈرتے ہوتے اور ڈر گئے ہوتے اور خوفزدہ ہوتے تو پچاس سال پاکستان میں نہ گزار دیتے۔ پاکستان بنایا شیعوں نے پاکستان کے بانی قائداعظم محمد علیؒ جناح خوش عقیدہ شیعہ تھے، قائداعظم ہاتھ کھول کے نماز پڑھتے تھے، فقہ جعفری کے عامل تھے۔ پیسہ دیا راجہ صاحب محمود آباد نے پاکستان بنانے میں پیسہ دیا شیعہ راجاؤں نے راجہ پیر پور کا پیسہ ہے محمود آباد کے راجہ کا پیسہ ہے مڑ کر ہم نے دیکھا تو پاکستان ہمارا نہیں تھا لیکن ہم نے کوئی مطالبہ نہیں کیا ہم نے کہا بنایا ہم نے ہے راج کرو تم لیکن بس ہمارے حسینؑ کا غم ہونے دینا یہ نہ ہم سے چھیننا ہم حکومت نہیں چھینیں گے تم عزاداری نہ چھیننا۔ ہم کسی سے مطالبہ نہیں کرتے کہ ہمیں بہت دولت چاہیئے مُلک چاہیئے، سلطنت چاہیئے، وزارت چاہیئے، کچھ نہیں چاہیئے، حسینیت چاہیئے اس کا تحفظ چاہیئے بس بیٹھ کر رونے دو بس علَم نکالنے دو کچھ بھی مطالبہ نہیں نہ کسی سے جھگڑا نہ کسی سے تعصب نہ کسی کے خلاف کوئی آواز، نہ ہم صحابہ کو برا کہتے ہیں نہ ازواج کو برا

کہتے ہیں ہم کسی کو کچھ نہیں کہتے ہیں،ہم تو اپنے حسینؑ کی مدح میں سرشار ہیں۔ جنگِ صفین سے واپسی پر عراق کی سرزمین پر مجلس میں ڈیڑھ لاکھ کا مجمع،علی ذاکر، خطابت علی کی اور ذکر حسینؑ سننے والوں میں حسنؑ بھی ہیں اور حسینؑ بھی ہیں ذکر حسینؑ خود حسینؑ بھی سن رہے ہیں، پہلے اپنا ذکر حسینؑ نے نانا سے سنا، پھر علیؑ سے سنا،کوئی ایسا ممدوح تو ہو کائنات میں،کوئی ایسا ممدوح تو ہو کہ مدح کرنے والا حسینؑ سے بڑا ہو نبیؐ مرتبے میں حسینؑ سے بلند،علیؑ مرتبے میں حسینؑ سے بلند، حسینؑ سنیں ایسا خوش نصیب کائنات میں کوئی نہیں گزرا۔ مجلس ہوئی علیؑ نے مجلس پڑھی سب نے مجلس سنی تاریخ عزاداری آگے بڑھی ابھی حسینؑ زندہ ہیں۔ابھی حسینؑ زندہ ہیں صفین،...... صفین، ۳۸ رہجری کی بات ہے حسینؑ جوان ہیں تینتیس برس کے ہیں۔حسنؑ دنیا سے جارہے تھے حسینؑ رونے لگے۔حسنؑ نے کہا میرے مصائب زیادہ نہیں میں تو کربلا کو دیکھ رہا ہوں۔حسن دنیا سے جارہے تھے حسینؑ کی مجلس پڑھ رہے تھے۔یہ اہلِ بیتؑ کے گھر میں مجلس تھی۔عزاداری کی تاریخ آگے بڑھ گئی یہاں تک کہ،۶۱ رہجری میں حسینؑ نے مدینے سے سفر کیا، حسینؑ جارہے تھے اور قبرِ نبیؐ پر خود نبیؐ حسینؑ کے خواب میں آکر مجلس پڑھ رہے تھے۔مجلس ہورہی تھی حسینؑ کا سفر جاری تھا۔حسینؑ پہنچ گئے کربلا میں ۲ رمحرم کو پہنچے مقتل کی سرزمین پر پہنچے ماں موجود تھیں، زہراؑ نے آواز دی بیٹا ماں پہلے آگئی ماں یہاں بیٹھی ہے مجلس پڑھ رہی ہے کربلا میں زہراؑ نے مجلس پڑھی عاشور کا دن آگیا۔عاشور کو مجلسیں شروع ہوئیں تو صبح سے عزاداری شروع ہوگئی۔مجلس کون پڑھے گا آج عاشور کے دن مجلس کون پڑھے گا۔آج حسینؑ مجلس پڑھیں گے۔کبھی حبیب کے لاشے پر مجلس پڑھی مصائب میں ایک گھنٹے کے بعد بیان کروں گا میں عزاداری کی تاریخ پر گفتگو کر رہا ہوں پتہ نہیں تھک کر میرا کیا عالم ہوگا جب مصائب کی منزل پر پہنچوں گا یہ ابھی حسینؑ

کے فضائل ہیں میں عزاداری کی تفصیل بتا رہا ہوں۔ حسینؑ نے حبیب کی میت پر مجلس پڑھی زہیر کی لاش پر مجلس پڑھی عابس کی لاش پر پہنچے مجلس پڑھی جون کی لاش پر پہنچے مرثیہ پڑھا مجلسیں بڑھتی چلیں، حسینؑ مرثیہ پڑھتے چلے عربی میں ''فی البدیہہ'' مرثیہ کہتے چلے جا رہے تھے اور مرثیے بھی ایسے ایسے حسینؑ نے کہے کہ علی اکبرؑ کی لاش پر پہنچے تو کہا جوان کے مرنے کے بعد بوڑھے باپ کی زندگی پر خاک ہے تم گئے تو میری آنکھ کا نور لے گئے۔ ایسا عظیم مرثیہ حسینؑ نے پڑھا کہ دنیا کے بوڑھوں کو تڑپا دیا۔ ایسی جوان موت کائنات میں نہیں ہوئی تھی نہ ایسا مرثیہ کہا گیا جب بھائی کی لاش پر پہنچے تو کہا عباسؑ کمر ٹوٹ گئی اور مرثیے کا پہلا شعر کہا اے عباسؑ تمہارے خوف سے جو آنکھیں جاگا کرتی تھیں اب سو جائیں گی تمہاری ہمت، تمہاری شجاعت کی وجہ سے جو لوگ جاگا کرتے تھے گھبرایا کرتے تھے کہ عباسؑ نہ آجائیں اب اطمینان سے وہ سو جائیں گے اور عباسؑ ہم تو سوتے تھے آرام سے کہ عباسؑ موجود ہیں اب ہم جاگیں گے کہ عباس نہیں اب زینبؑ جاگیں گی اور زین العابدینؑ جاگے گا کہ اب تو عباسؑ نہیں اب ہم لٹ جائیں گے کیا مرثیہ کہا عربی میں حسینؑ نے عباسؑ کی لاش پر پڑھا فرات کے کنارے مجلس ہوئی اصغرؑ کو دفن کیا تو حسینؑ نے مرثیہ پڑھا۔ بتایا عزاداری کی تاریخ عاشور کے دن بنتی چلی گئی۔ کون کہتا ہے شیعوں نے عزاداری شروع کی۔ میرے حسینؑ نے عزاداری کی خود تاریخ بنائی۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم کربلا جاتے ہیں تو اُن اُن مقامات پر جاتے ہیں خدام بتاتے جاتے ہیں یہ وہ مقام ہے جہاں علی اکبرؑ گرے تھے یہ وہ مقام ہے جہاں علی اصغرؑ کے لیئے پانی مانگا یہ وہ مقام ہے جہاں لاشۂ قاسمؑ پامال ہوا۔ یہ فرات کا کنارا ہے یہ عباسؑ کا ایک ہاتھ یہ عباسؑ کا دوسرا ہاتھ ہے جنہوں نے زیارت کی ہے اُن کو سمجھ میں آرہا ہوگا اللہ سب کو زیارت کرائے جگہ جگہ جدھر جاؤ کربلا

میں مجلس حسینؑ نے صحرائے کربلا کو مجالس اور غم کا منبع بنادیا گلی گلی سے گذر جاؤ تو آنکھیں چھلک جائیں۔ایک سرزمین حسینؑ کی مملکت ہوگئی اب وہاں کوئی حکومت نہیں کرسکتا۔تم اپنی بس سے یا کار سے کربلا میں اُترے۔دُور سے تم نے دیکھا حسینؑ کا پرچم لہرارہا ہے وہ سنہرا گنبد چمک رہا ہے۔دیکھا یزید ملعون تو کہاں ہے تیری قبر کہاں ہے تیرا نشانِ قبر بھی نہیں ہے،بڑی مملکت تھی تیری کوئی تیرے چاہنے والے تیری قبرتو تلاش کردیں۔تو،تو،تو ہے تیری سات پشتوں کے اوپر اجداد کی قبروں کا پتہ نہیں تو تو کیا ہے.........اور حسینؑ..... حسینؑ نے بتایا میری قبر یہ ہے میرے باپؑ کی قبر نجف اشرف میں میرے نانا کی قبر مدینہ منورہ میں۔میری ماں کی قبر جنّت البقیع میں میرے بھائی کی قبر جنّت البقیع میں۔میرے دادا ابوطالبؑ کی قبر خانہ کعبہ میں میرے دادا عبدالمطلبؑ کی قبر حجون مکہ میں میرے.........؟؟ دادا ہاشم کی قبر غزہ کے قبرستان میں میرے.........؟ دادا کلاب کی قبر مکہ کے قبرستان میں اور ابراہیمؑ کی قبر فلسطین میں قبریں دیکھو.........ایک حسینؑ نے اپنی قبر کا نشان بنا کر سب کی قبریں زندہ کردیں۔ کاش کے میرے پاس وقت ہوتا موضوع میں شاخیں نکلتی ہیں بتا تا جاتا لیکن وقت نہیں ہے اگر صرف اس پر شروع کروں کہ ہم پر الزام لگانے والوں قبر پرستی.....قبر پرستی..... قبر پرستی۔ارے ہم نے قبر کو محفوظ اس لیئے رکھا کہ اگر حسینؑ کی قبر ہے تو ہر نبی کی قبر ہے اگر حسینؑ کی قبر مٹ جاتی تو کسی کی نہ ہوتی۔ارے سنو.....سنو.....جب دنیا نے دیکھا کہ لاکھوں انسان ہاتھ کٹا کر کربلا زیارت کے لئے جاتے تھے،پیر کاٹے جاتے تھے مگر زائر جاتے تھے،دنیا عاجز آگئی یہ کیسی زیارت ہے کہ چھوڑتے ہی نہیں پابندیاں سرحدیں بند پیسہ لیا جائے ٹیکس لیا جائے لیکن نہیں چھوڑیں گے دنیا پریشان ہوگئی۔قبرِ حسینؑ پر ہل چلایا،زائروں کو روکا گیا،قبر کو مٹانے کی کوشش کی گئی لیکن مٹا کے

دکھاؤ زائروں کو روک کے دکھاؤ روضہ حسینؑ کے پروانوں نے روضہ نہیں چھوڑا نہ قبر مٹے گی نہ زائروں کا آنا رُکے گا تو پتہ چلا کہ قبر میں کوئی طاقت ہے۔..... قبر میں کوئی طاقت ہے جب حسینؑ کی قبر رہ گئی تو اب کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ علیؑ کی قبر مٹا سکتا رسولؐ کی قبر مٹا سکتا۔ ایک نواسے نے گنبد خضرا کو بچالیا۔ نواسہ ہو تو ایسا وارث ہو تو ایسا۔ اگر مٹ جاتی نبی کی قبر تو شرم سے مسلمان ڈوب مرتے کہ نواسے کی یہ شان اور نانا کی یہ شان اور نانا کی یہ شان کیا کہا میں نے کیسے سن رہے ہیں آپ آج تقریر کا موضوع ہی یہ ہے کہ حسینؑ نے مرکز بنادیا کربلا کو جاؤ اور روؤ..... جاؤ اور روؤ..... مرکز بنا ہوا ہے کیا ملتا ہے تمہیں کیا پتہ کیا ملتا ہے۔ باتیں ہوتی ہیں حسینؑ کی، ہاں! حسینؑ باتیں کرتے ہیں حسینؑ جلوہ دکھاتے ہیں سب کو تم میرے عزادار ہو زندگی میں ایک بار اپنے عزادار کے خواب میں آتے ہیں تم مجھ سے محبت کرتے ہو لو میرا چہرہ دیکھو لو میری زیارت کرو۔ مرتے وقت بھی آتے ہیں لو میری زیارت کرو۔ تم ہم سے پیار کرتے تھے اب چہرہ بھی دیکھ لو۔ عزادار کا بڑا مرتبہ ہے، حسینؑ کے رونے والوں کا بلند رُتبہ ہے، اور بڑا مرتبہ ہے عزاداری کا، عاشور کو واقعہ کربلا ہو گیا۔ پہلی مجلس جناب سیّد سجادؑ نے جلتی ریت پر کی۔ دوسری مجلس زینب نے بھائی کی لاش پر پہنچ کر کی اب جو عزاداری شروع ہوئی بعدِ کربلا۔ دیکھیئے میں منزل پر کیسے پہنچا آپ غور کر رہے ہیں۔ عزاداری قبل از واقعہ کربلا سنا چکا ساتھ میں آج کی تقریر تا کہ سمجھ میں موضوع آجائے۔ اِدھر عصر کا وقت آیا اب جو عزاداری شروع ہوئی وہ یہ ہے جو ہم کر رہے ہیں۔ اُس کی بنیاد زینبؑ نے رکھی۔ کیسے رکھی۔ کس جملے سے رکھی..... ایک بار بھائی کی لاش پر پہنچیں۔ بھائی کی لاش پر پہنچیں۔ لیکن لاشے کو دیکھا اور بڑے فخر سے دیکھا بہت فخر سے دیکھا اور اُس کے بعد پہلی نظر بھتیجے کی طرف گئی۔ بھائی کا لاشہ بھول گئیں چہرے پر نظر گئی وارث تو یہ ہے نام تو

یہ زندہ رکھے گا۔عزادار تو یہ بنے گا عزاداری کی بنیاد تو یہ رکھے گا۔اس لیئے زینبؑ کی نظر
میں ہے عزادار کا تحفظ ۔خدا کے لیئے سمجھو اپنے فضائل سن رہے ہو بھائی......دیکھو
پروفیسر صفدر کو کیسے جھوم رہے ہیں۔دیکھئے سامع جب پڑھا لکھا ہوتا ہے تو نکات کو سمجھتا
ہے، آغا صاحب کو دیکھیئے ایک ایک لفظ پر جھوم رہے ہیں۔آج کا ہر لفظ ایسا ہے کہ
سرشار ہو لو جھوم جھوم کے تقریر سُنو......زینبؑ نے عزاداروں کی حفاظت کی ہے ہم
زینبؑ کی حفاظت میں ہیں۔اے عزاداروں کے دشمنوں سنو! زینبؑ کی چادر ہمارے
سروں کا بادبان ہے یہ مٹ نہیں سکتی بی بی نے سایہ کیا ہوا ہے۔اللہ عزاداروں کو یونہی
سلامت رکھے اور قیامت تک یہ عزاداری یونہی ہوتی رہے، زینبؑ نے سیّد سجادؑ کا چہرہ
دیکھا اور تحفظ بتایا عزادار کا۔کہا سیّد سجادؑ چہرہ کیوں زرد ہے، پھوپھی لشکر یزید اپنے
مُردوں کو دفن کر چکا نبیؐ کا نواسہؑ بے غسل و کفن پڑا ہے اسے دیکھ کر میرا کیا عالم ہوگا۔
فاتح خیبر کی بیٹی نے جملے کہے کہا سنو! سیّد سجادؑ چادر چھنی ہے بال کھلے ہیں۔بھرا گھر
لُٹ چکا، ابھی لاشے سامنے پڑے ہیں بکھرے ہوئے۔اور یہ ہمت..........سوائے
فاتح خیبر کی بیٹی کے اور کون اس طرح عزاداری کا تحفظ کر سکتا تھا۔کہ اپنے ناتے سے
آواز دی کہا بیٹا سنو! میری ماں فاطمہؑ مجھ سے بچپن میں باتیں کرتی تھیں میں عزاداری
کی تاریخ سنا رہا ہوں مصائب نہیں پڑھ رہا ہوں۔زینبؑ نے کہا میری ماں بچپن میں
مجھ سے باتیں کرتی تھیں اور جب واقعہ کربلا سنا چکتی تھیں مجھے تو میں اپنی ماں سے بچپن
میں پوچھتی تھی۔ماں جب سب لوگ مارے جائیں گے ہم لوگ گرفتار ہو کر چلے جائیں
گے بھائی کی قبر کون بنائے گا۔کیا تحفظ ہوا ہے عزاداری کا ہر جزیات پر نظر تھی۔ان کو
کہتے ہیں روحانی شخصیتیں عظیم کہ ہر چیز پر نظر ہو۔زینبؑ کی نظر تھی ماں سے پوچھ لیا کہ
دفنائے گا کون میرے بھائی کو۔کہا سیّد سجادؑ میری ماں نے عجیب بات کہی مری امّاں

نے کہا تھا زینبؑ گھبرانا نہیں تم سب گرفتار ہو کر شام چلے جاؤ گے لیکن ایک قوم آئے گی حسینؑ کا روضہ بنائے گی اُس روضے پر پرچم لہرائیں گے اور قیامت تک میرے بیٹے حسینؑ کے روضے کو کوئی گرا نہ سکے گا۔ اے سیّد سجادؑ یہاں عمارتیں بنیں گی عباسؑ کا روضہ بنے گا، حسینؑ کا روضہ بنے گا۔ اے زینبؑ تم نے مبارک زبان سے کہا ہے، روضہ اب تک بنا ہوا ہے...... مجھے معلوم ہے تمہیں نیا لگ رہا ہے یہ سب کچھ۔ لیکن کسی نے اس موضوع پر پڑھا ہی نہیں تو میں کیا کروں، موضوع تو نیا ہوتا ہے، زینبؑ نے کہا روضے بنیں گے، مینار بلند ہوں گے، گنبد آفتاب کی طرح چمکیں گے حسینیتؑ کا پرچم لہرائے گا۔ اے سیّد سجادؑ یہ فرات آج لشکرِ یزید کی ہے، لیکن قیامت تک عباسؑ کے قدموں میں بہے گی، فاتح فرات پرچم لگا کر سرہانے سوئے گا۔ ہے کوئی دنیا میں ایسا فاتح جو قیامت تک کے لیئے کربلا پر قبضہ کرلے اور یوں کہے کہ یہاں حکومت صدام کی نہیں یہاں صدام کی حکومت نہیں۔ اس سرزمین پر حسینؑ حکومت کرتے ہیں اور عباسؑ وزیراعظم ہیں۔ زینبؑ کہہ کر چلیں اور کوفے میں آئیں مجلس ہوئی۔ کہا بے شرموں تم مسلمان ہو حسینؑ کو تم نے قتل کردیا تمہارے آنسو مگر مچھ کے آنسو ہیں۔ زینبؑ نے الگ کیا خطابت سے کہ سچے آنسو کہاں ہیں ارے سمجھو سمجھو...... زینبؑ نے کہا۔ کیا الگ کیا۔ کہا کوفیو تم بھی رو رہے ہو، میں بھی رو رہی ہوں۔ جو میں رو رہی ہوں وہ غم رہے گا کوفیو تمہارا غم نہیں رہے گا اور جملہ سننا اقبالؔ نے کہا:

بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی

ہم عزاداروں نے نہ انداز بدلے ہیں اور نہ بدلیں گے کل بھی رو رہے تھے آج بھی روئیں گے ہم نہ کوفی ہیں نہ شامی ہیں زینبؑ نے الزام ہٹادیا ہمارے سر سے الزام ہٹادیا۔ کوفے کے بازار سے مجلس پڑھ کر آگے بڑھیں؟ دیرِ راہب میں پہنچیں وہاں بھی

مجلس پڑھی۔ مجلسیں ہوتی چلیں قصرِ یزید پہنچ کر مجلس کی دربارِ یزید میں مجلس کی قید خانے میں مجلس کی قید خانے سے رہائی ملی تو مجلس کی اور اب جو مجلس کی زینبؑ نے بتایا مجلس بھی ہوگی زیارتیں بھی نکلیں گی۔ مجلس بھی ہوگی زیارتیں بھی نکلیں گی، بیبیوں کو قطار سے بٹھا دیا اُم لیلیٰ تم علی اکبرؑ کا سر لے کر بیٹھو، اُمّ فروا تم قاسمؑ کا سر لے کر بیٹھو، اُمِ کلثومؑ تم عباسؑ کا سر لے کر بیٹھو، جب میں ماتم کروں تو ایک ایک سر لانا، ایک ایک بی بی سر لائی، شام کی عورتیں جمع ہیں سب کے سامنے سر لا لا کر رکھے گئے پھر اصغرؑ کا جھولا آیا، پھر عباسؑ کا خون بھرا علَم آیا، زینبؑ نے زیارتیں نکلوا کر بتایا کہ نہ بدعت ہیں نہ حرام یہ کپڑے کے علَم نہ لکھنؤ میں بنے نہ لاہور میں نہ کراچی میں یہ تابوت یہ تعزیے سب زینبؑ نے عطا کیا۔ نبیؐ کی نواسی نے نبیؐ کی نواسی جو کہہ دے وہ حق ہے ہم وہی کریں گے اور جو اُس کو حرام کہے وہ اپنے شجرے کی تفصیل معلوم کرے، زینبؑ کی سنت کو جو برا کہے اُس سے بُرا کون ہے جہنم میں ٹھکانا ہے اُس کا جو زینبؑ کی سنّت کو برا کہے وہ مسلمان نہیں ہے وہ کافر ہو چکا، زینبؑ نے عزاداری کی شام کے مکان میں سات دن ماتم کیا۔ یزید کا قصر ماتم سے ہلنے لگا۔ کچھ سمجھے بھی، یہ زینبؑ نے ماتم سے شام کے دارالحکومت کو کیوں ہلایا۔ زینبؑ نے بتایا کہ اگر ظالم کو ہلانا ہے تو اتنا ماتم کرو اتنا ماتم کرو کہ لوگ گھبرا جائیں پناہ مانگیں کرفیو لگا دو کرفیو لگا دو یہ ماتم کی صدائیں ہیں جس نے دہلایا ہوا ہے زمانے کو زینبؑ نے ہمیں بتایا کہ ماتم سے ڈرے گی دنیا ہم کسی کو مارتے نہیں لیکن ہم اپنے کو زخمی کرتے ہیں۔ کبھی پوچھا کہ سینہ کیوں پیٹتے ہیں۔ کیوں پیٹتے ہیں کیوں اپنے سینے کو زخمی کرتے ہیں۔ کاش کبھی ہمدردی کر کے قریب آ کر پوچھ لیا ہوتا، چالیس سال سیّد سجادؑ روئے مدینے میں مجلس ہوئی۔ اعلان کر دیا سیّد سجادؑ نے کہ کسی کے گھر شادی میں نہیں جائیں گے۔ بعدِ کربلا بنی ہاشم نے اعلان کر دیا شادیوں میں نہیں جائیں گے تو اہلِ

مدینہ نے کہا کہ پھر آئیں گے کیسے ہمارے گھر۔ کہا مجلس کرو تو آئیں گے۔ مجلس کرو تو آئیں گے چالیس سال مجلسیں کروائیں مجلس میں شریک ہوے کالے کپڑے پہنے روتے رہے اتنے ظالم و جابر بنی اُمیہ لیکن قتل نہ کر سکے جب ارادہ کیا تو وزراء نے کہا کیوں۔ ایک غریب ہے کالے کپڑے پہنے ہے روتا رہتا ہے نہ اُس کے پاس اسلحہ نہ اُس کے پاس لشکر۔ کل اُن کے پاس لشکر نہیں تھا۔ آج سیّد سجادؑ کے پاس روئے زمین پر پندرہ کروڑ کا لشکر ہے لیکن یہ لشکر عزاداری کرتا ہے جو سیّد سجادؑ کر رہے تھے۔ تاریخِ عزاداری آگے بڑھی......... پانچویں امام حضرت محمد باقرؑ کا دور آیا بنی اُمیہ نے پابندی لگادی کہ کوئی حسینؑ کو نہیں روئے گا کوئی شاعر مرثیہ نہ لکھے کہیں مجلس نہ ہو کہیں سے یا حسینؑ کی صدا نہ آئے۔ ایسے میں عرب کا مشہور شاعر کمیتؔ جو بنی اُمیہ کا مشہور شاعر تھا اُس نے حکومت سے استعفیٰ دے دیا اور کہا ہم کو کون روکے گا، ہم حسینؑ کا مرثیہ کہیں گے بنی اُمیہ کا ظالم خلیفہ ہشام اگر قتل کرنا چاہتا ہے تو قتل کر دے میں تو شاہراہ پر مرثیہ پڑھوں گا شام سے چلا کمیت مرثیہ پڑھتا چلا مدینے آیا ایک ایک گلی میں صبح سے شام ہوگئی ایک ایک گلی میں جا کر بلند آواز سے مرثیہ پڑھا جیسے ہی مرثیہ پڑھتے پڑھتے محلّۂ بنی ہاشم میں آیا کیا خوف کا عالم تھا سر کٹ رہے تھے ہاتھ کٹ رہے تھے اُس کے باوجود گھروں کے دروازے کھل گئے لیکن گھروں سے چھوٹے چھوٹے بچے نکلے۔ دس دس برس کے پانچ پانچ برس کے سات سات برس کے بچے باہر آگئے اور راستے پر مجمع ہوگیا۔ جدھر جدھر شاعر مرثیہ پڑھتا ہوا چلا بچے کہتے چلے یا حسینؑ، یا حسینؑ، یا حسینؑ، یا حسینؑ، مدینے کی گلیوں میں بچوں نے ماتم کیا اور حاکم کے شاعر نے مرثیہ پڑھا شام ہوگئی تب کُمیتؔ کہنے لگا بچوں اب ہم جائیں دیکھا آپ نے حکومت کے اعلان کے باوجود، پابندیوں کے باوجود کمیتؔ نے مرثیہ پڑھا اور بچوں نے جلوس

نکالا۔ کمیتؔ نے کہا شہزادو ہم جائیں، بچوں نے شاعر کا دامن پکڑ لیا، تو ہمارے جد حسینؑ کا مدّاح ہے، ذاکر ہے، ہم تجھے جانے نہیں دیں گے، دامن کھینچتے ہوئے حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام کے پاس لائے امام اٹھ کر کھڑے ہو گئے، کُمیت کو گلے لگایا، بچوں نے کہا آقا آپ نے اس کا مرثیہ سنا، امام نے کہا ہاں بچو ہم گھر پر بیٹھے روتے رہے، یہ مرثیہ پڑھتا رہا ہم نے سنا، کُمیتؔ نے مودّت کا ثبوت دیا، تو بچے لپٹ گئے امام سے پانچویں امام کے قدموں سے لپٹ کے پیار کر کے کہا مولاؑ یہ ہمارے حسینؑ کا مدّاح ہے اُس کو کچھ دیجئے، اس کو کچھ عطا کیجئے، امام نے کہا ہم عطا کریں گے، جاؤ بچو ایک چادر لاؤ، بچّے گھر میں گئے چادر لائے، امام نے کہا اس چادر کے کونوں کو پکڑ لو، بچوں نے چادر کے کونے پکڑ لیئے، امام نے کہا یہ چادر اسی طرح پکڑے پکڑے گھر میں جاؤ چادر کے کونے پکڑے ہوئے بچے گھر میں گئے اور جا کر سیّدانیوں سے کہا شہزادیو! تم نے مرثیہ سنا اُنہوں نے کہا ہاں سنا، سیّدزادوں نے کہا یہ چادر آئی ہے ہم مدّاح کو کچھ دنیا چاہتے ہیں، چادر بھر گئی بچوں نے چادر لپیٹی امام کو لا کر دی، امام نے اُس کی گٹھری بنائی، کہا کُمیت یہ تیرا نذرانہ ہے۔ سنو گے تو ابھی منھ پیٹو گے حالانکہ میں فضائل پڑھ رہا ہوں ایک بار کُمیت نے اُس گٹھری کو کھولا۔ اب جو دیکھا کسی شہزادی کا گلوبند تھا، کسی کے کڑے تھے، کسی کے بُندے تھے، کسی کی پازیب تھی، ارے حسینؑ کے مرثیے پر سیّدانیاں اپنا زیور فدا کر دیتی ہیں۔ سیّدانیوں نے گھر کے زیور دے دیئے کہ جو حسینؑ کا مرثیہ پڑھے جبکہ تلوار سر پر لٹکی ہو، کیا کہنا کیسے عزاداری بڑھ رہی ہے، دیکھ رہے ہو عزاداری کا سفر، ابھی تو مدینے سے چلی ہے آخری وقت ہے امام محمد باقر علیہ السّلام کا اور امام جعفر صادق علیہ السّلام سامنے کھڑے تھے۔ بیٹے کو بُلا کر آخری وصیّت کی کہا کوئی وصیّت نہیں کرتا سب رازِ امامت تم جانتے ہو لیکن

جعفر صادقؑ ہر سال ہم جب حج کے لیئے جاتے تھے تو حبش سے، اقوامِ عالم، حبش سے افریقہ سے سوڈیڑھ سو (۱۵۰) حبشی آتے تھے اور منیٰ پر جہاں اسمٰعیل کی قربانی ہوئی تھی میرے سامنے کھڑے ہو کر بعدِ حج بقرعید کے دن وہ افریقین ماتم کرتے تھے۔ منیٰ پر کہتے تھے یا حسینؑ، یا حسینؑ، یا حسینؑ، بیٹا جعفر صادقؑ ہم اُن کو وظیفہ دیتے تھے ہم اُن کو رقم دیتے تھے اور رقم دے کر ماتم کرواتے تھے۔ رقم دے کر ماتم کروانا حرام نہیں جائز ہے حکم نبیؐ ہے، وہ دولت اچھی ہے جو حسینؑ پر لٹ جائے جملہ کہہ دوں۔ عیش وعشرت پر دولت خرچ کرنا جائز نہیں ہے، حسینؑ کے لیئے رقم خرچ کرنا ثواب ہے۔ امام محمد باقرؑ نے اپنے بیٹے سے کہا، جعفر صادقؑ رقم نہ بند ہو وظیفہ دیتے رہنا۔ اگر یہ الزام ہے کہ رقم لے کر ماتم کرتے ہیں تو خدا رسولؐ کی قسم ہاں رقم لے کر مجلس پڑھتے ہیں رقم لے کر ماتم کرتے ہیں۔ دولت تو مسلمانو تمہارے پاس زیادہ ہے کسی اور کے لیئے دولت دے کر پڑھواؤ...... جملہ دوں قیمتی...... دنیا سمجھ گئی کہ ذکر میں جان نہیں کروڑوں روپے دے کر بھی نہ ماتم ہو سکتا ہے نہ کسی کا ذکر ہو سکتا ہے آخر میں وہ سارا مال اس پر صرف ہونے لگا کہ حسینؑ کی عزاداری رکوادو۔ دیکھیئے یہ جو صاحب سر پر پٹی باندھے بیٹھے ہیں اور نعرہ لگاتے ہیں، یہ زخمی ہیں، یہ علیل ہیں، یہ بیمار ہیں اُس کے باوجود آپ نے ان کی ہمت دیکھی اللہ اُن کی ساری دعاؤں کو قبول کرے یہ بہت بہادر آدمی ہیں، بہت بہادر آدمی حملہ ہوا تھا ان پر گولیاں لگی تھیں اس کے باوجود مجلس میں بیٹھے ہیں اور مسلسل روز نعرے لگوا رہے ہیں، ایسا ہوتا ہے حسینیؑ، زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ صلوٰۃ پڑھیئے گا، امام نے فرمایا ماتم ہو، ماتم ہو۔ ارے حسینیت پر سے ہمارے درہم و دینار صدقے دنیا کی دولت اور سلطنت ملے تو حسینؑ پر سے لٹا دیں۔ ابھی تم نے حسینی ماتم داروں کے حالات سنے نہیں ابھی تو میں موضوع تک نہیں پہنچا۔ امام صادقؑ کا دور آگیا۔ منصورِ دوانقی کا دور

آ گیا، ۱۳۶ ہجری سمجھ میں آ رہی ہے۔ چھٹے امام کا دور آ گیا۔ عزاداری حسینؑ کی آگے بڑھی امام جعفر صادقؑ نے اعلان کیا جو مرثیے کہہ کر ہر سال لائے گا ہم اُسے وظیفے دیں گے۔ ساٹھ ساٹھ ہزار درہم و دینار امام نے مرثیہ پڑھنے والے کو دے دیئے اور صرف یہی نہیں اپنی عبا بھی عطا کر دی اپنا عمامہ بھی دے دیا اور صرف یہی نہیں اسٹیٹس (Status) مرتبہ بڑھایا ذاکر کا کہا ہم نیچے بیٹھیں گے تم منبر پر آخری زینے پر بیٹھو (Stauts) بڑھتا ہے جب ہی تو چودہ سو برس ہو گئے ذکرِ حسینؑ کرنا نہیں چھوڑا۔ ورنہ پیسے کمانے کی اور بھی راہیں ہیں۔ لیکن یہ در چھوڑ کر کہاں جائیں یہاں سے بھی ملتا ہے وہاں سے بھی ملتا ہے۔ ایسا دَر ہی نہ ملا ہمیں تو ہم جائیں کہاں، امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں شاعر آیا اور امام نے کہا مرثیہ سناؤ، اُس نے مرثیہ سنایا اپنی عبا اُتار کر دے دی۔ امام صادقؑ نے گھر گھر جا کر کہا عزا کرو عزا کرو۔ منصور دوانقی کا دور، بنی اُمیہ اور بنی عباس نے لڑنا شروع کیا، عباسیوں نے بہانہ بنایا قتل حسینؑ کا انتقام لے رہے ہیں، عباسی حسینی بن گئے، پرچم کالا نکالا کالا عَلم اٹھانے لگ گئے، حکومت لے کر جعفر صادقؑ کو دیں گے، جب حکومت مل گئی تو قبضہ کر کے بیٹھ گئے، بنی اُمیہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور سفاح ۱۳۲ ہجری میں تخت و تاج پر قبضہ کر کے بیٹھ گیا، کچھ لوگ حسینی بن جاتے ہیں ارے عزاداری کی تاریخ کیا کیا بتائے گی۔ جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہم کو معلوم ہے کس کو حکومت ملنے والی ہے۔ ہم کو نہیں پروا ہے ہمیں نہیں پروا ہے لیکن اُن حسینیوں کے ساتھ یہ حسینی بھی لگ گئے امام نے کہا ان سے کیسے الگ کریں یہ بھی لڑنے کے عادی ہو گئے ہیں ایک دن بلایا سب کو بلایا کہا روز قتل و غارت کرتے پھرتے ہو تلواریں چلاتے ہو۔ کہا کیا کریں مولا حسینؑ کا انتقام لے رہے ہیں جب تک ایک دو کو روز قتل نہ کر لیں چین نہیں پڑتا۔ کہا ہم تمہیں چین اور سکون کا نسخہ بتا دیں۔ کہا بتایئے مولا۔ کہا

پہلے تلواریں پھینکو۔ سب نے تلواریں پھینک دیں۔ امامؑ نے فرمایا اپنے ہاتھوں کو سینے پر رکھ لو، زبان سے یاحسینؑ کہو، ماتم شروع ہوا، اب ہاتھ سینے پر پڑتا ہے دھمک دشمن کے کلیجے میں ہوتی ہے۔ ذکرِ حسینؑ سے دین باقی ہے۔ قرآن کی تلاوت رہ گئی حسینؑ کی وجہ سے۔

متوکل کا دور ہے، امام حسینؑ کا ایک محبّ جو مسجد میں بچّوں کو قرآن پڑھاتا تھا، اپنے عقیدے کو دل میں چھپائے ہوئے تھا، جو کچھ پڑھاتا بچے سن کر گھر چلے جاتے ہیں، ایک دن پڑھارہا تھا بچوں کو کہ متوکل آ گیا ظالم بادشاہ اُس نے آکر کہا ابنِ سکیّت یہ میرے دونوں بچے پڑھائی میں کیسے ہیں۔ کبھی کبھی درس گاہوں میں مسئلے اُٹھ جاتے ہیں کبھی کبھی کچھ ہو ہی جاتا ہے۔

عزاداری نے ہر سسٹم سمجھادیا۔ حسینؑ کی عزاداری نے ہر مسئلہ حل کر دیا۔ متوکل نے کہا یہ دونوں بچے پڑھائی میں کیسے ہیں۔ ابنِ سکیّت نے کہا بہت اچھے ہیں۔ اُس نے کہا حسنؑ اور حسینؑ سے افضل ہیں نا میرے بچے۔ اب کہاں اُس کو برداشت ہوتا، اب کیا جان کی پرواہ ہے، اٹھ کے کھڑے ہوگئے ابنِ سکیّت۔ متوکل حاکم ہے اور ابنِ سکیّت چھوٹا سا اُستاد ہے۔ حسینؑ چاہیں تو ہمت و جرأت اپنے غلاموں کے قدموں میں ڈال دیں۔ حسینیت کی عظمت دیکھو ہی جو ایک چھوٹا سا استاد تھا وہ اُٹھا متوکل چھوٹا ہوگیا اُستاد بڑا ہوگیا۔ کیسے؟ کہا سن متوکل اپنے بیٹوں کو حسنؑ اور حسینؑ سے ملاتا ہے۔ ابنِ سکیّت تیرے صدقے تیرے قربان تیرے واری ایک بار کہا سن...... وہ جو علیؑ کا غلام قنبر تھا اُس کے جو پیر میں جوتی تھی اُس جوتی کا جو تلا تھا اُس کے برابر بھی تیرے بیٹے نہیں...... ماشاءاللہ جزاک اللہ...... خدا تمہیں نظر بد سے بچائے بری نگاہوں سے تمہیں محفوظ رکھے اللہ تم سب کو پروان چڑھائے حسینیت کے سائے میں۔ متوکل

نے اپنے حبشی غلاموں کو حکم دیا کہا ابنِ سِکّیت کو کیل دار جوتوں سے کچل دو۔لٹا کر مسجد کے صحن میں اُسے قتل کر دیا گیا۔لیکن ہر وار پر پکارتا یا علیؑ ،یا علیؑ ،یا علیؑ ،متوکل مر گیا قبر کا پتہ نہیں ،ابنِ سِکّیت زندہ ہے۔شہید بنا ہوا زندہ ہے کہ حسینیت پر کیسے جان دی جاتی ہے جنابِ امام حسن عسکری علیہ السّلام کا دور آیا بیٹے کو وصیّت کی ،اے میرے بیٹے مہدی تم غیبت میں جا رہے ہو عزاداروں کا خیال رکھنا ایسا بیٹے نے باپ سے وعدہ کیا ایسا وعدہ کیا کہ امام مہدیؑ نے اپنے شیعوں کو جو خط لکھا اس خط میں لکھا ''اے حسینی عزادارو مہدیؑ ایک مُلک میں نہیں رہتا ایک شہر میں نہیں رہتا کبھی ہم مدینے میں ہیں ،کبھی ہم مکّے میں ہیں ،کبھی ہم نجف میں ہیں ،کبھی ہم کربلا میں ہیں ،کبھی ہم تمہارے پاس ہیں۔اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ بلائیں تمہارے پاس آ رہی ہیں طوفان تمہاری طرف آ رہے ہیں تو ہم طوفانوں کا رخ موڑ دیتے ہیں''۔ہاں مہدیؑ آپ پر سلام کہ رات و دن پانچوں نمازوں کے بعد آپ مجلس حسینؑ کرتے ہیں۔آ کر دیکھئے جب آپ آئیں گے تو لاکھوں جلوس علم کے آپ کے پیچھے ہوں گے۔آپ کے دادا حسینؑ کے علم اٹھانے والے سلامت ہیں۔جب آپ کی آواز آئے گی یہ پرچم لے لے کر آپ کے پیچھے پہنچیں گے مہدی علیہ السّلام تک عزاداری آ گئی۔مہدی علیہ السّلام غیبت میں چلے گئے۔بادشاہوں کا دور آیا ترک و تاتار کا دور آیا۔مصر میں فاطمین مصر کی حکومت آئی جب مصر میں حکومت ہوگئی تو مسلمانوں کی سب سے بڑی حکومت نے اعلان کیا۔خبردار دس دن گوشت نہ کٹے خبردار عاشور کو دوکانیں نہ کھلیں خبردار دس دن کالے کپڑے پہننا خبردار بازاروں میں علم لے کر آ جانا۔فاطمین مصر نے پہلی بار جلوس نکلوائے بازاروں میں عاشور کی صبح سے راس الحسینؑ پر مجمع شروع ہو جاتا ہے اور پورا مصر سوگوار ہو جاتا تھا مصر کے مرکزی صدر چوراہے پر عاشور کے دن

مجمع ہو جائے گا پورا شہر بند ہو گا کالے پرچم لگے ہوں گے۔ وہ فاطمین مصر کی عزاداری کی بنیاد صدیاں گذر گئیں آج بھی مصر والے عزاداری کر رہے ہیں۔ عاشور کی چھٹی ہوتی ہے، اقوامِ عالم نے عزاداریٔ حسینؑ اپنائی، ''اقوام عالم میں پیغام بڑھتا چلا۔ حسینؑ کی عزاداری کا پیغام آگے بڑھا۔ ترک وتاتار آلِ عثمان ترکیوں نے عزاداری کی، افغانیوں نے عزاداری کی، دمشق والوں نے عزاداری کی، کویت والوں نے عزاداری کی، لبنان والوں نے عزاداری کی، بحرین والوں نے عزاداری کی، الجزائر والوں نے عزاداری کی، تمام عرب ممالک کہاں کہاں صفِ عزا نہ بچھی ایران میں عزاداری داخل ہوئی۔ قاچاری بادشاہوں نے ماتم کیا بادشاہوں نے کہا کہ عاشور کے دن پوری فوج میدان میں آئے اور حسینؑ کے علم کو سلامی دے دستور ہو گیا کہ عاشور کے دن آرمی (Army) آتی اور حسینؑ کے علم کو سلامی دیتی اور ایسے میں ایک دن جب نصیرالدین قاچار جو ایران کا بادشاہ تھا۔ عاشور کے دن آیا اور اُس نے عالم وقت آقائے میرزا آیت اللہ سے کہا کہ آج عاشور کے دن آپ مجلس پڑھیے کہا مجلس کیسی جب سلامی کے لیئے آئے ہو تو اتنے لاکھوں کے مجمعے میں مَیں مجلس کیسے پڑھوں کائنات کی پہلی مجلس جو عالم وقت نے پڑھی وہ یہ ہے خطابت شروع ہو رہی ہے ابھی تک مرثیہ تھا میں اشارے دے رہا ہوں جب یہی بات پھیلے گی تو دس تقریریں اور ہوں گی ابھی میں تفسیر نہیں کر رہا ہوں ابھی میں جھلکیاں دے رہا ہوں۔ جب یہ بات پھیلے گی تو یہ پورا عشرہ شاید میں دس مجلسوں میں سمیٹ سکوں کوشش کروں گا کوشش کروں گا کہ میں دس محرّم تک سنا دوں کہ خطابت کیسے شروع ہوئی۔ پہلی مجلس شاہ نصیرالدین قاچار نے کہا کہ پڑھیئے کہا لاکھوں کے مجمع میں وقت کم.... عاشور کا دن عصر کا ہنگام کیسے پڑھوں انوکھی مجلس ہوئی سنو گے عجیب مجلس ہوئی اور ایسی مجلس ہوئی کہ قیامت کا پھر ماتم

ہوا اور صرف ماتم ہوا لوگوں نے خنجر مار لیئے نیام سے تلواریں نکال کر اپنے سینوں پر مار لیں اپنے پشت پر ماریں مجلس کامل حالانکہ ایک سیکنڈ کی مجلس ہوئی۔ سنو گے وہ مجلس آقائے میرزا نے ایک بار چاروں طرف گردن پھرا کے دیکھا پورے لشکر کو دیکھا......
اور جب پورے لشکر کو دیکھ چکے پھر نصیر الدین قاچار کی طرف مڑے اور کہا نصیر الدین قاچار تو اور یہ تیرا پورا لشکر عاشور کے دن کہاں تھا؟............ بس یہ جو مجلس ہوئی تو لوگوں نے اپنے سینوں پیٹھوں پر خنجر مار لیئے۔ تصور کرو کہ ایک آرمی (Army) فوج سے کہا جائے کہ اگر تم عاشور کے دن ہوتے تو حسینؑ قتل نہ ہوتے لوگوں نے خنجر مار لیئے بس قمعاؤں کا ماتم شروع ہو گیا۔ زنجیر کا ماتم ہوا عزاداری آگے بڑھی سندھ میں آئی ہند میں آئی پھر کیا تھا دکن پہنچی، قطب شاہی بادشاہوں نے چار چاند لگا دیئے۔ پورے ملک میں اعلان ہوا عزاداری ہو گی علم لہرائیں گے مجلس ہو گی پرچم بنے پٹکے بنے پنجے بنے سوا دو مہینے کی عزاداری بادشاہ خود قلی قطب شاہ سیاہ لباس پہن لیتا دکن پورا عزادار بنا پانچ ریاستیں حیدر آباد دکن میں بیجاپور، گولکنڈہ، بیدر، برار، احمد نگر سب ماتم دار مغلوں نے دیکھا کہ یہ تو عزادار ہیں چاند بی بی عزادار تھی دکن اور وہاں کے راجے مہاراجے گوالیار تک ماتم داروں، عزاداروں کا طویل سلسلہ تھا، مغلوں نے بھی ماتم شروع کیا تو شاہ جہاں نے کہا مجلس ہو گی۔ ممتاز محل گھر میں مجلس کرتی شاہ جہاں کی بیٹیاں حسن آرا، جہاں آرا مرثیہ پڑھواتی تھیں، مجلس ہوتی مغل دربار میں مجلس ہوتی اورنگ زیب کی بیٹی زیب النسا نے مجلسوں کی بنیاد رکھی اسی ملتان روڈ، لاہور میں تو مقبرہ ہے نا کبھی جانا تو فاتحہ پڑھ لینا۔ زیب النساء نے مولا علیؑ کے قصیدے اور امام حسینؑ کے مرثیے فارسی میں کہے اور جب تک زیب النسا مخفیؔ اُس کا تخلّص تھا زندہ رہی مجلسیں ہوتی رہیں۔ عزاداری کو اورنگ زیب نے روکا مگر جب بیٹی عزادار ہو تو کون حسینؑ کی

عزاداری روک سکتا ہے پھر مغل بادشاہوں نے عزاداری نہیں چھوڑی۔ بہادر شاہ ظفؔر آخری بادشاہ تھا اب تو ایسی عزاداری ہوئی کہ بادشاہ نے دو بڑے سونے کے علَم لگائے حضرت عباسؑ کی درگاہ میں اپنے سفیر کو لکھنؤ بھیجا اور جب آٹھ محرم آتی تو بہادر شاہ ظفؔر عباسؑ کا سقہ بن جاتا اور جب عاشور کا دن آتا تو فقیر بن جاتا۔ سبز کپڑے پہن کر فقیر کی جھولی لٹکا کر امام حسینؑ کے نام پر بھیک مانگتا بہادر شاہ ظفؔر قلعے میں بھیک مانگتا فقیر بن کر۔ اور پھر جب اودھ کی حکومت قائم ہوئی تو شجاع الدولہ، آصف الدولہ، نواب سعادت علی خاں، غازی الدین حیدر، نصیر الدین حیدر، محمد علی شاہ، امجد علی شاہ، واجد علی شاہ، بارہ بادشاہوں نے چار نہیں عزاداری میں ہزار چاند لگا دیئے۔ سوا دو مہینے کی عزاداری کر دی، ہندوؤں نے ماتم کیا، عیسائیوں نے ماتم کیا، سنیوں نے ماتم کیا، وہابیوں نے ماتم کیا، اہلحدیث نے ماتم کیا، ظلم کر کے نہیں اپنی پسند سے پسند کرو۔ اگر یہاں سے کچھ ملتا ہے تو آؤ ہندو بھی آئے عزاداری گنگا جمنی ہوگئی ہر قوم ماتم کرنے لگی اور جب انگریزوں نے حملہ کیا تو بادشاہ واجد علی شاہ نے اپنا قیمتی تاج حضرت عباسؑ کی درگاہ میں یہ کہہ کر رکھ دیا کہ حکومت آپؑ نے دی تھی آپ کی عزاداری کے لیئے حکمراں تھے، ہم اب جاتے ہیں یہ تاج بھی آپ کا یہ تلوار بھی آپؑ کی۔ سنا آپ نے وہ جملہ کہا تھا حسینؑ کے ماتم داروں کو کچھ ملتا ہے ذاکروں کو کچھ ملتا ہے ارے حسینؑ وہ ہیں کہ بادشاہ اپنے تاج قربان کر دیں اپنی تلواریں اس دربار میں چڑھا دیتے ہیں اور جب حسینؑ کے روضے پر اودھ کی شہزادیاں پہنچتی تھیں تو سارے جواہرات کے زیور اُتار کر ضریح میں ڈال دیتیں۔ نادر شاہ درانی اور دیگر جتنے بادشاہ روضوں پر گئے اپنے تاج روضوں پر چڑھا دیئے۔ جب آپ امام رضا علیہ السلام کے روضے پر جائیں تو ضریح کے چاروں طرف دیواروں پر دیکھیں گے کہ جواہرات شوکیس میں لگے ہیں قیمتی

جواہرات ہیں کروڑوں روپے کے یہ بادشاہوں نے اپنے تاج چڑھائے تھے یہ ملکاؤں نے اپنے زیور چڑھائے ہیں یہ بارگاہیں ایسی ہیں جہاں جواہرات کیا سونا کیا چاندی کیا یہاں دل چڑھتے ہیں۔ یہاں روحیں چڑھتی ہیں یہاں نفس چڑھتے ہیں یہاں سرنیزوں پر چڑھتے ہیں۔ اس سے بڑی بارگاہ کون سی ہے جگہ جگہ ماتم...... انگریز آئے تو بڑے حیران ہوئے ہندوستان پر انگریزوں کا راج ہوگیا۔ کہا یہ کون سی قوم ہے ہم سب سے جیتے لیکن یہ قوم کون سی ہے دانشوروں نے کہا اسے نہ چھیڑنا یہ جو کر رہے ہیں انہیں کرنے دو۔ لکھا انگریز نے ڈائری میں ہم نے ساری قومیں دیکھیں ہندوستان میں لیکن ہم نے اس قوم سے بڑھ کر شریف قوم نہیں دیکھی انگریز (Residence) حاکم نے بڑے بڑے دانشوروں نے لکھا جو تہذیب جو ضابطہ (Discipline)، جو ادب، جو شعر و شاعری اور جو اخلاقیات اس قوم کے پاس ہیں کسی کے پاس نہیں اور یہ قوم کسی سے متاثر نہیں ہوتی بس اپنے امام کو روتی ہے اور ہم نے طے کیا ہے ملکہ برطانیہ سے لے کر تمام ارا کینِ حکومت نے کہ کبھی ان کے جلوسوں پر پابندی نہ لگے انگریز نے کتنے برس حکومت کی ہندوستان پر ذرا لاء بکس (Law Books) اور حکومت کی تاریخ اٹھا کر دیکھو۔ انگریزوں نے کبھی ہمارے کسی تعزیے پر پابندی لگائی کوئی علَم رکا کہیں ہم سے کہا گیا نہیں جانے دیں گے ماتم نہیں کرنے دیں گے انگریز سمجھ گئے کہ اس قوم کا مزاج کیا ہے یہ قوم صرف حسینؑ سے محبت کرتی ہے نہ کسی سے جھگڑا کرتی ہے نہ کسی سے ٹکراتی ہے لیکن کچھ لوگ اُٹھے اور انہوں نے کہا ہمیں آزادی چاہیئے۔ انگریزوں نے کہا لے لو آزادی۔ آزاد تو کر دیا لیکن کہتے گئے ہندو الگ ہو جائیں مسلمان الگ ہو جائیں اور پھر مُسلم لیگ بنی اور کانگریس بنی عجیب بات یہ ہے اُدھر کانگریس بنی اِدھر مسلم لیگ بنی تم نے دیکھا عزاداری کا سفر کتنی جلدی میں

نے طے کرلیا۔ ارے بھائی آدم سے بات شروع ہوئی تھی مسلم لیگ تک آ گئی کانگریس تک آ گئی تقریر تو خاتمے پر پہنچ گئی موضوع تو میرا فتح ہو گیا ابھی پاکستان نہیں بنا۔ کانگریس کے لیڈر اٹھے ہندوستان آزاد ہوا، موتی لال نہرو جواہر الال نہرو کرم چند گاندھی آزاد کرو ہندوستان کو نکلو انگریزوں لیکن عجیب بات ہے گاندھی اٹھے کہ آزاد کرو تو پہلا پیغام افریقہ سے آواز اٹھائی اے انگریزوں نکلو تو جب پہلا نعرہ دیا لشکر نہیں ہمارے پاس اسلحے نہیں ہمارے پاس گاندھی نے کہا کل بہتر ساتھی ہمارے پاس ہیں۔ کیسے سن رہے ہو کانگریس کی آزادی کی تاریخ بتا رہا ہوں ہندوستان کی آزادی کی تاریخ بتا رہا ہوں پاکستان کی آزادی کی تاریخ بتا رہا ہوں اور حسینؑ کی عزاداری سنا رہا ہوں۔ اقوامِ عالم کی عزاداری حسینؑ کا غم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے، سیاست کیا چیز ہے، ملک کی حدود کیا ہیں، سرحدیں کیا ہیں، ہر جگہ حسینیت چھائی ہوئی ہے، گاندھی نے کہا بہتر ساتھی لے کر اُٹھا ہوں اور انگریزوں کو نکال باہر کروں گا۔ لوگوں نے گاندھی سے کہا بہتر ساتھیوں سے کیسے آزاد کراؤ گے کہا تمہیں نہیں معلوم میں نے حسینؑ کی تاسّی میں بہتر ساتھی چُنے ہیں۔ اے گاندھی کون سی طاقت تھی کہ پہلی آواز پر تو نے بہتر کی مبارک گنتی سے اپنے ہندوستان کو آزاد کرا لیا اور جواہر الال نہرو نے بھی یہی کہا کہ عزمِ حسینؑ سے دنیا ٹکرا جائے لیکن نہیں ٹکرا سکتی کیونکہ عزمِ حسینؑ سے کوئی نہیں ٹکرا سکتا ہم عزمِ حسینؑ لے کر اُٹھے ہیں جب کانگریسی ہندو یہ کہے حسینؑ حسینؑ تو مسلم لیگی کیا کرے۔ پھر مسلم لیگ کیا کرتی۔ قائداعظم کیا کرتے قائداعظم بمبئی سے چلے (موجودہ بمبئی) پھر راجہ صاحب محمود آباد کے پاس پہنچے پرکاش پنڈت نے کہا راجہ صاحب محمود آباد سے کہ آپ کانگریس میں مت جایئے گا اگر آپ کو ساتھ دینا ہے تو آپ کے گارجین (Guadain) قائداعظم محمد علی جناح ہیں۔ آپ کو معلوم ہے قائداعظم محمد علی جناح راجہ صاحب محمود آباد

کے ملازم تھے۔ راجہ صاحب محمود آباد کی اسٹیٹ کے وکیل تھے تاریخ میں لکھا ہے ہماری عزاداری کے سربراہ کے ہاں وکیل تھے لیکن راجہ صاحب قائداعظم محمد علی جناح کو چچا کہتے تھے۔ جب پرکاش پنڈت نے کہا کہ آپ قائداعظم محمد علی جناح کا ساتھ دیجئے تو راجہ صاحب محمود آباد نے کہا جتنی دولت کہیئے مسلم لیگ پر لٹادیں۔ لاکھوں روپے مسلم لیگ کے پہلے اجلاس میں لکھنؤ میں خرچ ہوے جس میں تحریک پاکستان پیش کی گئی جولوگ مجمع میں بیٹھے تھے وہ سب حسینؑ کے عزادار تھے.......... ایسے نہ واہ کرو پاکستان بننے جارہا ہے بنیاد میں حسینیت ہے میں پڑھ رہا ہوں ایسے سنو۔ ایسے سنو...... قائداعظم نے دیکھا سارے حسینی رجواڑوں نے کہا راجہ پیرپور ابوجعفر نے کہا لے جاؤ پیسہ راجہ کٹوارہ نے کہا راجہ متھوارہ نے کہا لے جاؤ پیسہ حاضر ہے بنایئے پاکستان تو قائداعظم نے کہا سگریٹ کیس کے برابر بنے لیکن بن کے رہے گا۔ بن کے رہے گا پاکستان۔ راجاؤں نے کہا ہاں بناؤ رقم ہم دیں گے لاؤ تاریخ میں اور کوئی نام حسینیوں کے علاوہ آج بھی ہمیں کافر کہہ رہے ہیں۔ ہوگئی تقریر موضوع آگے بڑھے گا گیارہ محرّم کے بعد ہم گفتگو تفصیل سے عشرۂ ثانی میں کریں گے قائداعظم نے دیکھا سب حسینؑ والے ہمارے بازو مضبوط کررہے ہیں خود قائداعظم بھی تو مجلس کرتے تھے آٹھ محرّم کو آج ہی کے دن قائداعظم تم پر سلام کہ تم آٹھ محرّم کو مجلس کرتے تھے دیکھو آٹھ محرّم کی مجلس میں تمہارا ذکر ہورہا ہے۔ حسینؑ زندہ ہے۔ حسینؑ...... حسینؑ کی عزت ایسے بڑھاتے ہیں منبر کی بلندیوں سے قائداعظم کو سلام ہورہا ہے اے بانی پاکستان پچاس سال پورے ہوگئے تیرے بنائے ہوئے پاکستان کو لیکن تو نے بنیاد میں حسینیت بھردی تھی۔ کانگریس نے کہا گفتگو لندن میں ہوگی پہنچ گئے گول میز کانفرنس میں...... لیکن جب تاریخیں پڑھیں تو قائداعظم نے کہا ہم آج نہیں جاسکتے کینسل (Cancel)

کرد گول میز کانفرنس مشیروں نے کہا کیوں؟ کہا آج عاشور ہے۔ پاکستان بنے یا نہ بنے عاشور کو بات نہیں ہوگی اے مُلک کے سربراہوں کوئی کام نہ کرنا عاشور کو عاشور کے دن دنیا کا ہر کام حرام ہے نبیؐ کے نواسے کی شہادت ہے صرف ذکرِ حسینؑ جائز ہے دنیا کا ہر کام ناجائز ہے۔ امام صادقِ آلِ محمدؑ نے فرمایا جو عاشور کے دن کوئی دنیاوی کام کرے تو اُس کام میں برکت نہیں ہوتی۔ شخصیت کی زندگی میں بھی برکت نہیں ہوتی اگر دنیا کا کوئی کام کرے۔ قائداعظم کو معلوم تھا۔ راجہ صاحب محمود آباد سے جب گفتگو ہوئی۔ راجہ صاحب محمود آباد نے کہا یہ بتایئے کہ جب مملکت پاکستان بن کر تیار ہوگی تو وہاں اُس مملکت میں اہل بیتؑ کا کیا مقام ہوگا۔ کہا جمہوریت میں جہاں کہیں بھی کوئی ایسا مسئلہ آئے گا کوئی مشکل ہوئی آئین بنانے میں تو وہاں ہم اقوال علیؑ سے کام لیں گے۔ لکھو قائداعظم کے اقوال لکھنے والوں یہ اقوال بھی تو لکھو دیواروں پر۔ یہ اقوال بھی لکھو۔ اور جب قائداعظم آگئے پاکستان بن گیا ۱۹۴۷ء زندہ آباد پاکستان بنا قائداعظم ایئرپورٹ پر اُترے اپنی بہن فاطمہ جناح کے ساتھ کروڑوں لاکھوں لوگوں نے استقبال کیا اور اُس استقبال کے بعد جب قائداعظم آئے تو پہلا حکم یہ دیا کہ نہج البلاغہ میں علیؑ کا خطبہ جو مالکِ اشتر کے نام ہے اُس کو انگریزی میں ترجمہ کرکے آرمی (Army) میں بٹوادو، پولیس میں بٹوادو کہ حکومت کیسے کی جاتی ہے اور یہاں آنے کے بعد بھی قائداعظم کی دونوں بہنیں شیریں جناح اور فاطمہ جناح نے جناح ہاؤس میں مجلسیں کیں۔ ۱۹۴۷ء میں لوگ جھونپڑیاں تلاش کر رہے تھے رہنے کو مکان نہیں تھا میں عزاداری کی تاریخ سنا رہا ہوں پاکستان کی تاریخ نہیں پچاس سال پاکستان کو ہوئے ہیں اگر ہم سناتے پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ کچھ اور ہوتی، ہم آدمؑ سے چلے بیچ میں پاکستان آگیا دعا دو حسینؑ کی عزاداری کو کہ ذکرِ پاکستان حسینؑ کی وجہ سے منبر پر

آ گیا۔ ۱۹۴۷ء لوگ جھونپڑیاں تلاش کرر ہے تھے۔ مکان تلاش کرر ہے تھے، نوکریاں تلاش کرر ہے تھے۔ رہنے کو جگہ نہیں تھی اور حسینؑ کے عزادار گلیوں گلیوں پوچھتے پھرر ہے تھے مجلس کہاں ہو رہی ہے۔ کیا سن رہے ہو:۔

اللہ رے غریب الوطنی کا عالم
ہم پوچھتے پھرتے ہیں کہاں مجلس ہے

۱۹۴۷ء میں کٹ کے آئے، لٹ کر آئے، گھر لٹا دیا، پنجاب میں مارکاٹ ہندوستان میں مارکاٹ، پنجاب میں سکھوں نے مسلمانوں کو مارا، ہندوستان میں ہندوؤں نے مسلمانوں کو مارا، مہاجر کیسے لوٹے گئے، لیکن اس مملکت پر سے جانیں نثار کرکے آئے تو اپنا غم بھول گئے، پکار کے محرّم میں کہا مجلس کہاں ہے، تو پہلے شاعر پاکستان کے کراچی کے پہلے ایڈمنسٹریٹر (Administrator) سید ہاشم رضا تھے اور اُن کے بڑے بھائی جو پاکستان پولیس کے پہلے آئی جی (I.G) تھے کاظم رضا اُن کے بھائی سیّد آلِ رضا جو مرثیہ نگار شاعر تھے اور پاکستان کے پہلے ایڈوکیٹ تھے اُنہوں نے پہلی مجلس پاکستان میں پڑھی۔ لاہور میں پہلی مجلس ہوئی پہلا مرثیہ پڑھا سینتالیس کا محرّم لاہور سے کراچی تک ہوا۔ تب جھنڈے نہیں نکلے تھے کوئی تہوار نہیں ہوتا تھا بسنت نہیں ہوتا تھا جب پاکستان بنا تو یہاں عزاداری بھی اُسی سال ہوئی اور پہلا جلوس بھی اُسی سال برآمد ہوا۔

بس اب سن لو وقت نہیں ہے۔ سن لو! پہلا جلوس اُسی سال نکلا محرّم میں اور جہاں آج قائداعظم محمد علی جناح کا مزار ہے وہیں سے چلا نمائش سے جلوس کھارادر کے امام باڑے میں گیا۔ کھارادر کا امام بارہ سینتالیس میں نہیں بنا۔ ڈھائی سو سال پرانا امام باڑہ ہے۔ اور ایک بَلّی بہتی ہوئی آئی تھی سمندر میں رات کو ایک بوڑھے فقیر نے خواب دیکھا

کہ ایک بَلّی بہتی ہوئی آئے گی اُسے روک لینا، وہ عباسؑ کا عَلم ہے ہم نے بھیجا ہے کہیں دُور سے آیا ہے اُسے لگا دیا اُس نے وہ بَلّی کھارادر میں لگا دی۔ سب سے اونچا عَلم سندھ کا سب سے اونچا عَلم پاکستان کا سب سے پرانا امام بارہ کھارادر کا امام باڑہ ہے۔ اور وہاں وہ عَلم لگا ہے آج بھی عَلم لگا ہے۔ اور لاہور میں چودہ سو برس پہلے پاک بیبیوں نے اپنی سیرت سے آکر اُس زمین کو پاک کیا بی بی پاکدامن نے لاہور کے دامن کو پاک بنا دیا اور خبر دے دی اُس پاک دامن پر عزاداری ہو گی تو یہاں مائی ملنگی آگئیں اور گامے شاہ آگئے اُدھر مائی ملنگی نے اکیلے تعزیہ رکھا اُدھر گامے شاہ نے اکیلے تعزیہ رکھا اور ایک چوک پر اُدھر سے مائی ملنگی تعزیہ لے کر آئیں اُدھر سے گامے شاہ عاشور کے دن یا حسینؑ کرتا آتا، دونوں تعزیے مل کر ساتھ چلتے کہاں تھیں اُس وقت پابندیاں لاہور میں، اُس وقت گامے شاہ پر کوئی پابندی لگانے والا نہیں تھا۔ جب عزاداری شروع ہوئی تو صرف ماتم دار تھے کوئی لاہور والے نئے نہیں بیٹھے ہیں یہ ۱۹۹۷ء ہے، ارے جاؤ پوچھ لو موچی دروازے کے امام باڑے سے یہ پورا لاہور نواب قزلباش کا تھا۔ اور یہ ساری زمین ذوالجناح کے نام کی تھی۔ بدشگونیاں ہو جاتی ہیں۔ ذوالجناح کی کچھ زمین کسی نے چھین لی۔ لوگوں نے کہہ دیا تھا کہ وہ بچے گا نہیں دُلدل کا حق بھی چھین لے تو برکت نہیں پاتا۔ برکت نہیں پاتا۔ ذوالجناح کا شہر ہے کل رات کو نثار حویلی سے ذوالجناح نکلے گا اور کیا برکتیں ہیں اُس کے قدموں میں۔ کیا برکتیں ہیں اُس ذوالجناح کے قدم میں کہ صدیوں سے اسی طرح یہ ذوالجناح نکل رہا ہے کتنے لوگوں کے گھر آباد کیئے نواب قزلباش نے یہ پورا لاہور اُن کا تھا ساری زمینیں اُن کی تھیں ساری زمینیں مراتب علی کی تھی صدر جہاں کی زمینیں تھیں یہی دو تین تو نواب تھے یہاں زمینیں دیدیں آ کر رہو یہاں تو عزاداروں نے زمینیں دی ہیں بھائی

حسینیوں نے زمینیں دی ہیں ہم نے اپنا حق دیا ہے تو ہمیں ہمارا حق استعمال کرنے دو ہم کہیں بیٹھ کر رو ئیں ہمیں رونے دو۔ اور اگر ایسا کرنے دو گے ہم تمہیں دعا دیں گے۔
اور یوں پچاس سال پاکستان کے گزرے کہ ہم نے اُس عزاداری کو پیغام بنا کر پیش کیا اور ہمیشہ ہر سال یہی پیغام دیتے ہیں کہ یہ عزاداری ایک پیغام ہے کوئی شر نہیں فساد نہیں اگر آپس میں سیاسی جھگڑے ہیں حکمرانوں کے سیاسی پارٹیوں کے تو بھئی اپنے جھگڑے چکاؤ بیچ میں حسینؑ کے عزاداروں کو مت لاؤ۔ ہم نہ کسی سے جھگڑتے ہیں نہ لڑتے ہیں نہ کسی کے معاملے میں اُس کا معاملہ بگاڑنا چاہتے ہیں اپنے معاملے اپنے تک رکھو ہمارا کسی سے کوئی واسطہ نہیں ہم روتے ہیں اور رُلاتے ہیں ہوگئی مجلس پاکستان تک ہم آ گئے سارے ملکوں کو چھوڑا اور لاہور تک ہم آ گئے لاہور تک ہم پہنچے اور یہاں کی مجلسیں نئی نہیں ہیں پرانی ہیں جگمگا اٹھیں مجلسیں جب بشیر صاحب آئے جب حافظ کفایت حسینؒ آئے، اسی عزا خانے میں مولانا اظہر حسن زیدی نے چار چاند لگا دیے۔
اِسی امام باڑے میں عمدۃ العلماء مولانا کلبِ حسین مرحوم بھی تشریف لائے منبر پر پاکستان و ہندوستان کے ہر بڑے خطیب نے تقریر کی اور اس امام باڑے میں بڑی بڑی مجلسیں ہوئیں مولانا اظہر حسن زیدی نے اس کا نام خیمۂ سادات رکھا۔ نام میں برکت ہے ہم جب یہاں آ گئے تو یہی لگتا ہے سادات کے خیمے میں بیٹھے ہیں۔
سادات کے خیمے میں بیٹھے ہیں اور جیسے شبِ عاشور ہو اور سادات کا خیمہ ہو اور حسینؑ چراغ بجھا کر کہیں عباسؑ چلے جاؤ عباسؑ تم بھی چلے جاؤ، عباسؑ تم بھی چلے جاؤ۔ اے عباسؑ تم چلے جاؤ تو زینب و اُمِ کلثومؑ کی چادریں لٹنے سے بچ جائیں گی۔ عباسؑ اُٹھے اور چلے دوڑ کے حسینؑ نے دونوں باہیں عباسؑ کے گلے میں ڈال دیں اور پوچھا کہاں جاتے ہو میرے بھائی۔ عباسؑ نے کہا، آقا سیدھے نجف جاؤں گا اور بابا

سے کہوں گا کہ آج کے دن کے لیئے آپ نے مانگا تھا کہ جب آقا کی مدد کا دن آئے تو آقا بھائی کو جدا کر دے، حسینؑ نے کہا نہیں عباسؑ ہم نے تو یہ جملہ اس لیئے کہا تھا کہ جو بیٹھے ہیں یہاں اُن کے یقین کو بڑھا دوں آؤ عباسؑ تم کہاں جاتے ہو ہم تم سے جُدا نہیں ہو سکتے۔ تم ہم سے جدا نہیں ہو سکتے۔ آج آٹھ محرّم ہے تابوت آئے گا۔ کس کا تابوت آئے گا حسینؑ کے بتیس برس کے بھائی عبّاسؑ کا تابوت، زیارت آئے گی عباسؑ کی زیارت ہے، عباسؑ کی بارگاہ میں بڑے احترام کی ضرورت ہوتی ہے ہاتھ باندھ کے ادب سے سر جھکا دو، میں نے دیکھا بچپن سے کہ حضرت عباسؑ کی درگاہ میں لکھنؤ میں ابھی جب موضوع آئے گا یہ سب بھی سناؤں گا۔ بڑے بڑے جن کے ناموں سے لوگ کانپتے تھے۔ جب حضرت عباسؑ کی درگاہ کے سامنے آتے تو آنکھیں بند کر کے دونوں ہاتھ جوڑ کے سر جھکا دیتے اور کہتے اے آقا ہم اس قابل نہیں کہ آپ کی ڈیوڑھی کو پھلانگ سکیں۔ ہم آپ کی ڈیوڑھی کو پار کر کے آسکیں ہم دور سے آپ کو سلام کرتے ہیں۔ کچھ آداب ہیں عباسؑ کی بارگاہ کے جب تابوت آئے تو سلامی دینا ماتم کرنا، کیوں...... ماتم کرو گے سب مل کر عباسؑ کا جوانو! زور زور سے چلا کر کہنا۔ ہائے عباسؑ ہائے عباسؑ، ایسا ماتم کرنا کہ عباسؑ کی ماں جنابِ اُمّ البنینؑ دعائیں مانگیں تمہارے لیئے اچھا کیوں کرو گے زور زور سے ماتم میرے بھائیو! میرے جوانو! کیوں کرو گے عباسؑ کا آج ماتم زور زور سے، اُس کا ماتم جس کے ہاتھ کٹ گئے، شانے سے جس کے دونوں ہاتھ کٹ گئے، جب ہاتھ اٹھاؤ گے نا تو عباسؑ کے ہاتھ یاد آئیں گے، عباسؑ کے دونوں ہاتھ یاد آئیں گے، آمادہ رہو رونے کے لیئے محرّم کی آٹھ تاریخ ہے با اعتبار فضائل و مصائب یہ مجلس اس سلسلے کی اپنے موضوع کے اعتبار سے آخری مجلس تھی کل تو مصائب کی مجلس ہے۔ آج تمہیں رونا ہے ایسا نہ ہو کہ قاسمؑ کو تم اتنا روئے

کل پرسوں تم نے کتنا علی اصغرؑ کا ماتم کیا اُس سے ایک دن پہلے تم نے جوان علی اکبرؑ کا ماتم کیا تھا، اُس سے پہلے تم نے عونؑ و محمدؑ کا ماتم کیا۔ اب یہ حسینؑ کے سپہ سالار کا ماتم ہے کمی نہ ہو۔ ہمت نہ ٹوٹے میرے جوانوں تم میری ہمت بڑھاؤ میں تم سب کی ہمت بڑھاتا ہوں۔ تم اپنے میں طاقت پیدا کرو کہ ماتم کرنا ہے، جب تابوت آئے گا عباسؑ کا تمہیں ماتم کرنا ہے، کیا کیا یاد کرنا ہے تمہارے ذہن میں کیا کیا رہے یہ یاد رہے کہ عباسؑ بہت بہادر تھے تمہیں یہ یاد رہے کہ عباسؑ کا قد بہت بلند تھا۔ جب گھوڑے پر بیٹھتے تو پیر زمین پر خط دیتے تھے، عباسؑ جب کھڑے ہوتے تو عباسؑ کی ہیبت چھا جاتی، دشمن عباسؑ کے نام سے کانپتے تھے، لوگ عباسؑ کے نام سے تھرتھراتے تھے، ایسا بھائی حسینؑ کا تھا۔ اللہ اللہ سنا ہے تم نے ہم سے ہر سال پڑھتا ہوں پھر دُہراؤں تا کہ حافظے کو تازہ کرو حسینؑ عباسؑ سے پچیس سال بڑے تھے بڑا بھائی پچیس سال بڑا تھا۔ مولا علیؑ اُمّ البنینؑ کو جب بیاہ کر لائے تو ایک سال کے بعد اُمّ البنینؑ کو یہ چاند سا بیٹا اللہ نے عطا کیا۔ علیؑ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک بار کنیز نے آکر کہا یا علیؑ بیٹا مبارک ہو۔ عبا کو کاندھے پر سنبھالتے ہوئے گھر میں آئے حجرۂ اُمّ البنینؑ میں آئے بچے کو گود میں لیا پیار سے دیکھا لیکن بچے نے آنکھیں نہیں کھولیں علیؑ کے چہرے کی طرف نہیں دیکھا بے اختیار علیؑ نے کہا بچہ آنکھیں نہیں کھولتا مڑے اور مڑ کر کہا۔ کہاں ہے میرا حسینؑ بلاؤ، یہی شان ہے کیا کہنا خوب گریہ ہو رہا ہے، مجلس نورانی ہے بلاؤ میرے حسینؑ کو بلاؤ پچیس سال کے جوان حسینؑ آگئے۔ جیسے ہی حسینؑ آئے علیؑ نے کہا حسینؑ ذرا ہاتھوں کو پھیلاؤ۔ حسینؑ نے ہاتھ پھیلائے علیؑ نے حسینؑ کے ہاتھوں پر بچے کو رکھ دیا۔ جیسے ہی حسینؑ نے ہاتھوں پہ بچے کو لیا پیار سے نظر ڈالی ادھر گھبرا کر بچے نے آنکھیں کھول دیں اور حسینؑ کے چہرے کو دیکھا آنکھ سے آنکھ ملی اِدھر بھی پیار تھا اُدھر بھی پیار تھا تو بے

اختیار علیؑ نے کہا بھائی کا کچھ نام رکھا تو حسینؑ کے منہ سے نکلا بابا یہ تو بپھرا ہوا شیر ہے۔ یہ تو بپھرا ہوا شیر ہے یہ تو عباسؑ معلوم ہوتا ہے۔ کہا بس یہی نام رکھ دیا۔ اب آج سے ہم عباسؑ پکاریں گے ان کو۔ عباسؑ کے معنی ہیں ''بپھرا ہوا شیر دلیر بہادر شیر'' اُس دن کا دن پچیس سال کے بھائی نے اپنی گود میں پالا پیار کرتے سینے پہ سلاتے اور جب عباسؑ سو جاتے پیار سے حسینؑ کے سینے پر لیٹ کر حسینؑ تھپک تھپک کر سلا دیتے جب سو جاتے عباسؑ تو چپکے سے سوتے میں عباسؑ کی آستینیں چڑھاتے بازو چومتے شاباش عباسؑ کے ماتم داروں شاباش، جب مصیبت پڑتی ہے صحن میں پکار لینا عباسؑ...... بابُ الحوائج مدد کرو آج جس کو رونے بیٹھے ہو باب الحوائج ہے حاجت رَدّ نہیں ہوتی باب الحوائج ہیں، سنو چار باب الحوائج ہیں پہلے باب الحوائج جنابِ مسلمؑ، دوسرے عباسؑ، تیسرے علی اصغرؑ اور امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام چار ہیں باب الحوائج آج ایک کا ماتم کر رہے ہو، کون ہیں عباسؑ دعا مانگی اور وہ آئے، مدد کو پکارا اور وہ آئے، باب الحوائج ہیں عباسؑ، حسینؑ بھی سو جاتے بازو چوم کے، عباسؑ کچھ بڑے ہوئے دو ڈھائی برس کے ہوئے کبھی کبھی ماں کی گود میں چلے جاتے رات کو ایک رات اُمّ البنینؑ کے پاس سوئے تھے کہ اُمّ البنینؑ کی آنکھ کھل گئی اب جو اٹھیں تو رونے لگیں، علیؑ آ گئے کہا اُمّ البنینؑ کیوں روتی ہو تو بار بار عباسؑ کو اٹھا کر کہتی ہیں سوتے میں اے میرے لال عباسؑ پیاسے تو نہیں ہو پیاسے تو نہیں ہو عباسؑ نے آنکھیں کھولیں کہا نہیں اماں پیاسا نہیں ہوں اور پھر سو گئے علیؑ ہاتھ پکڑ کر الگ لائے کہا اُمّ البنینؑ بتاؤ تو بچے سے کیوں پوچھتی ہو کہ پیاسے تو نہیں ہو وہ تو سو رہا ہے کہا آقا عجیب خواب دیکھا ہے دل نہیں مانتا کہا اُمّ البنینؑ کیا دیکھا، کہا آقا میں نے دیکھا کہ ایک صحرا ہے ایک بڑا سا صحرا ہے اور چھوٹا سا میرا عباسؑ اُس صحرا میں دوڑ رہا ہے اور اُس کے کاندھے پر درخت طوبیٰ ہے اور ایک

کاندھے پر چشمۂ کوثر ہے ایک طرف پانی ہے ایک طرف درخت ہے میرا عباس اکیلے جنگل میں پکار رہا ہے امّاں پیاسا ہوں۔ امّاں پیاسا ہوں۔ امّاں میں پیاسا ہوں پانی کے پاس ہے، پھر بھی پیاسا ہے، کہا اُمّ البنینؑ تم نے جو خواب میں دیکھا ہے کسی کو بتانا نہیں یہ درخت طوبیٰ حسینؑ کا علَم ہے یہ چشمۂ کوثر سکینہؑ کی مشک ہے۔ عباسؑ پیاسا ہے "عباسؑ پیاسا ہے" میں دیکھ رہا ہوں کس شان سے میرے جوان رو رہے ہیں میں آنسوؤں کی دھاریں دیکھ رہا ہوں میں نہریں دیکھ رہا ہوں اللہ تمہارے ان آنکھوں کے نور کو سلامت رکھے ایک ایک آنکھ دیکھ رہا ہوں میں بہتے ہوئے آنسو دیکھ رہا ہوں میں تمہاری آوازیں سن رہا ہوں میں تمہارا سر پر ہاتھ مارنا دیکھ رہا ہوں میں تمہارا ماتم دیکھ رہا ہوں مولا عباسؑ آپ دیکھ رہے ہیں نہ یہ آپؑ کے عزادار ہیں اے میرے چھوٹے حضرت اے اُمّ البنینؑ کے چاند بس ہوگئی مجلس آقا معاف کرنا کہ اب ہمت نہیں رونے والے کل حسینؑ کو بھی تو روئیں گے نا، اے عباسؑ علمدار آپ کے بڑے بھائی کو رونا ہے ابھی آپؑ کے بڑے بھائی کا کل ماتم کرنا ہے اور پرسوں اے عباس تمہاری بہن کی چادر کا ماتم.......... اس لیئے آقا عباسؑ معاف کرنا حق ادا نہیں ہوا مولا عباسؑ معاف کرنا ہوگئی مجلس چند لمحوں کی زحمت اور جب میں کہوں تو لاشۂ عباسؑ لانا تا کہ ہم اور روئیں اور ماتم کریں ایک بار مورّخ نے لکھا اکبرؑ گئے تو خیمے کا پردہ گرا اور اٹھا قاسمؑ گئے تو ماں نے رخصت کیا عونؑ محمدؑ کو زینبؑ نے رخصت کیا لیکن مورّخ کہتا ہے جیسے ہی عباسؑ فرات پر جانے کے لیئے علَم لے کر گھوڑے پر بیٹھے مورّخ کہتا ہے کہ حسینؑ کے ہر خیمے کا پردہ اٹھ گیا پردے اٹھ گئے۔ پردے اٹھ گئے بیبیاں خیمے سے باہر آ گئیں عباسؑ کو گھیر لیا کہا عباسؑ نہ جاؤ، عباسؑ، عباسؑ، عباسؑ ہماری چادر ہماری چادر۔ ہماری چادر اللہ اللہ اب سنو زینبؑ نے کیسے رخصت کیا بہن نے بھائی کو کیسے رخصت

کیا۔کہا عباسؑ جلدی ہے جانے کی۔کہا نہیں شہزادی میں ہاتھ باندھے ہوں۔آپ کی خدمت میں حاضر ہوں، آپ فرمایئے شہزادی زینبؑ نے کہا بس ذرا سی بات میری سن لو عباسؑ ذرا بیٹھ جاؤ بہن کے سامنے زمین پر گھٹنے ٹیک کر ہاتھ باندھ کر باادب شہزادی کے سامنے شہزادہ بیٹھا کہا شہزادی فرمایئے غلام حاضر ہے کہا بس اتنی بات سن لو اکثر بابا جب میرے قریب آتے تو کہتے زینبؑ تیرے بازوؤں میں رسّی بندھے گی زینبؑ تیرے دونوں بازوؤں میں رَسی بندھے گی بابا چلے جاتے میں رونے لگتی میں اکیلے رونے لگتی اور میں سوچنے لگتی بابا یہ کیا کہتے ہیں میرے بازوؤں میں رسی بندھے گی تو میں یہ سوچا کرتی تھی کہ کسی بہن کا اگر ایک بھائی ہوتا ہے تو کسی کی مجال نہیں ہوتی کہ اُس کی بہن کے بازو باندھ سکے تو میں سوچا کرتی تھی کہ میرے تو اٹھارہ بھائی ہیں ارے میں تو اٹھارہ بھائیوں کی بہن ہوں اور پھر میرا عباسؑ جیسا بھائی ہے۔عباسؑ جیسا بھائی ہے، اے عباسؑ تم جا رہے ہو آج یقین آ گیا۔آج یقین آ گیا کہ زینبؑ کے بازوؤں میں رسّی بندھے گی جاؤ عباسؑ خدا حافظ، خدا حافظ، خدا حافظ، عباسؑ چلے، عباسؑ چلے گئے، سکینہؑ درِ خیمہ پر انتظار میں تھیں کہ چچا آئیں گے، لیکن اِک بار سکینہؑ نے پکارا ارے وہ علَم آیا۔وہ عَلم آیا چچا آ گئے چچا آ گئے لیکن حسینؑ عَلم لیئے ہوئے تنہا آئے اور سکینہؑ نے پکارا، ارے چچا نہیں آئے کہو یا عباسؑ یا عباسؑ، یا عباسؑ......

❀ ❀ ❀

نویں مجلس

دانشوروں کی نظر میں عزاداری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

عشرہ اوّل کی نویں مجلس امام بارگاہِ خیمہ سادات لاہور پاکستان میں ''اقوامِ عالم اور عزاداریِ حسینؑ'' کے موضوع پر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔عنوان پر تفصیلی گفتگو ہم گیارہ محرّم سے کریں گے۔گفتگو آج بھی ہوگی گفتگو شامِ غریباں کی مجلس میں بھی ہوگی لیکن جیسا کہ پچھلی تقریروں میں مَیں نے کہا کہ تفصیلات آنے والی تقریروں میں ہم عرض کریں گے۔کل کی گفتگو۔کل کی پوری تقریر اگر آپ چاہیں تو کیسٹ آپ نے محفوظ کیا ہے کل کی تقریر کا اُس کے اوپر عنوان لکھ لیجئے۔کل کی جو تقریر اُس کا عنوان آپ لکھ لیجئے جو کیسٹ لکھ کر اپنے ریکارڈ میں رکھیں گے۔حسینؑ کی عزاداری آدم تا قائدِ اعظم محمد علی جناح۔ہم نے کل عزاداریِ حسینؑ کو آدم سے شروع کر کے قائدِ اعظم پر ختم کیا تھا۔یہ باتیں اسی لیئے بتائی جاتی ہیں سکھائی جاتی ہیں یاد دلائی جاتی ہیں کہ تمام کے تمام حسینؑ کے اس نظام کو کوئی بہت چھوٹا سا نہ سمجھے،بار بار میں یہ بات کہتا ہوں کہ چونکہ مُلک چھوٹا ہے پاکستان ایک چھوٹا سا مُلک ہے چھوٹے چھوٹے شہر ہیں چھوٹی چھوٹی گلیاں ہیں اس لیئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کُل یہ عزاداری اتنی چھوٹی سی ہے جیسی پاکستان میں ہے اس لیئے

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کُل یہ عزاداری اتنی چھوٹی سی ہے جیسی پاکستان میں ہے ایسا نہیں ہے، بار بار میں نے کہا اس وقت روئے زمین پر پندرہ کروڑ حسینؑ کے عزادار ہیں اور یہ نہیں کہ ایک وقت میں ایک فصل میں مجلس ہو اور دوسرے وقت مجلس نہ ہو۔نہیں ایک ہی وقت میں محرّم کا چاند ہوتے ہی یکسانیت کے ساتھ سوا دو مہینے میں، دو مہینے آٹھ دن دنیا کے ہر مُلک میں ہر شہر میں اسی طرح مجلس جاری ہے۔ پرسوں شام ہمیں اطلاع مل گئی کہ جاپان کی مجلسیں ٹوکیو میں کیسی ہو رہی ہیں۔اس سال جو ٹوکیو میں امام بارہ بنا ہے یہ پہلا سال ہے کہ جاپان میں ۱۹۹۷ء میں عزاداری شروع ہوگئی، ستانوے سے پہلے جاپان میں عزاداری کا تصور نہیں تھا لیکن اب کرۂ ارض کے اُس سرے سے اِس سرے تک یعنی امریکہ تک امریکہ سے جاپان تک کوئی مُلک ایسا نہیں ہے کہ جہاں کی اطلاع ہمارے پاس نہ ہو،ٹوکیو کی مجلس میں اس وقت ساڑھے پانچ سو عزادار روز شریک ہو رہے ہیں۔ ٹوکیو میں جاپانیوں کے مُلک میں ساڑھے پانچ سو عزادار بہت بڑی بات ہے۔ٹھہریں پہلے بات سنیں،صلوٰۃ پڑھیئے گا،نعرے بھی لگائیے گا،غور سے بات سنیں اور اُس کو محفوظ رکھیئے گا۔کسی شخصیت کے لیئے اسلام کی کسی بڑی سے بڑی شخصیت کے لیئے کوئی کتنا ہی بڑا فاتح کیوں نہ ہو کروڑوں ڈالر خرچ کر کے کوئی امریکہ سے جاپان تک ایک دن کا جشن منوادے تو جانیں۔بڑے ملکوں کو فتح کرنے والے بڑے بڑے فاتح......

بحرِ ظلمات میں گھوڑے دوڑانے والے بہت فخر سے اُن لوگوں کا نام لینے والے اُنہوں نے ہند فتح کیا،انہوں نے سندھ فتح کیا،اُنہوں نے مصر فتح کیا،اُنہوں نے اسپین فتح کیا،اُنہوں نے ایران فتح کیا،حسینؑ نے کچھ نہیں کیا پھر اسلام کا سب سے بڑا انسان اپنی یادگار منوائے یاد رکھو مُلک فتح کرنا اور ہے انسانوں کے دل و دماغ فتح کرنا اور ہے حسینؑ نے دل و دماغ فتح کیئے۔خانہ کعبہ میں ہارون رشید عباسی خلیفہ رعب و دبدبے

والا تھا ایران وعراق وعرب کا حاکم تھا بڑی ملکیت ہے لیکن ایک غریب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام حجرِ اُسود کی طرف بڑھے تو مجمع کائی کی طرح پھٹتا چلا گیا اُسے حیرانی ہوئی حاکم میں ہوں یہ کون ہے؟ کہا آپ کون ہیں کیوں یہ مجمع آپ کو جگہ دیتا چلا جاتا ہے میں بھی حاکم ہوں دیکھیئے جان کر پوچھا تھا آپ کون ہیں حالانکہ جانتا ہے امام نے فرمایا تو جسموں پر حاکم ہے میں نفسوں اور روحوں کا حاکم ہوں۔ جب امام زین العابدین علیہ السلام خانہ کعبہ میں آئے اور ہشام حجر اسود کو بوسہ دینا چاہتا ہے تو مجمع جانے نہیں دیتا مجمع کو بالکل پروانہیں ہوگا حاکم، جب حسینؑ کا بیٹا آیا تو مجمع کائی کی طرح پھٹا ادب سے جھکتے گئے راستہ دیتے گئے امام نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا اور واپس ہوئے اور اِس شان سے واپس ہوئے کہ مجمع کے ایک آدمی نے بھی کہیں سے بھی کوئی دھکا دیا ہو اور حاکمِ وقت دھکے کھا رہا تھا ایک پتھر کو چومنے کے لیئے وہاں تک پہنچنے کے لیئے تو قریب میں مشہور شاعر فرزدق عرب کا مشہور شاعر موجود تھا، ہشام نے کہا یہ کون جوان تھا کہ جس کے آتے ہی مجمع نے جگہ دے دی میں گیا تو مجھ کو جگہ نہیں ملی۔ تو پہلا قصیدے کا شعر فرزدق نے یہ کہا۔ جانتا ہے جان کر انجان بن رہا ہے۔ تیرے نہ جاننے سے کیا ہوتا ہے تیرے نہ جاننے سے ان کو نقصان نہیں ہوگا، ایک تو نہ ان کو جانے گا تو کیا ہے انہیں تو مکّہ کا ذرّہ ذرّہ جانتا ہے ان کو تو زم زم خود آواز دیتا ہے ان کو تو صفا و مروہ سلام کرتے ہیں یہ زم زم کا بیٹا ہے، یہ ہاجرہ کا بیٹا ہے، یہ مقامِ ابراہیمؑ کا بیٹا ہے، یہ منیٰ کا بیٹا ہے، یہ عرفات کا بیٹا ہے، یہ اسماعیل کا بیٹا ہے، یہ کعبہ کا بیٹا ہے، یہ صاحب معراج کا بیٹا ہے، یہ حسینؑ کا لختِ جگر زین العابدین علیؑ ابن الحسینؑ ہے اور تو نہیں پہچانتا، تو ایسا کبھی کبھی ہوا ہے کہ لوگ جانتے ہیں پھر بھی انجان بن جاتے ہیں۔ محرّم آتا ہے یاد دلانے یہ دلچسپی محسوس کرو صرف یہ کہہ دینا کہ ہم حسینؑ کو مانتے ہیں کافی

نہیں ہے جانو بھی مانو بھی پہچانو بھی پہچانو جاننا ماننا تو سب کہتے ہیں محرّم بتاتا ہے کہ پہچانو کہ وہ ہیں کیا۔ حسینؑ سے اسلام کی عزت ہے توقیر ہے۔ نبی کا دین حسینؑ سے زندہ ہے، زندہ کردیتے ہیں جب بھی ڈوبنے لگتا ہے، حسینؑ آگے بڑھ جاتے ہیں بچانے۔ کوئی آئین کوئی نظام کوئی حکومت کچھ بھی نہیں اسلام کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا اس لیئے کہ زندہ کر چکے اُسے قیامت تک کی عمر عطا کر چکے۔ معاشرہ سدھارنا چاہتے ہیں حکومت کے نظام کو ہم درست کرنا چاہتے ہیں تو کچھ بھی کرو کسی بھی راہ سے آؤ صدیاں گواہ ہیں کوئی کامیاب نہیں ہوا جب تک حسینؑ کی راہ نہیں اپناؤ گے اس لیئے کہ دین حسینؑ کے سائے میں سانس لیتا اور آرام کرتا ہے۔

منیر گیلانی صاحب تشریف فرما ہیں زحمت کی اور آئے اور ہمارے یہاں روزانہ جو دانشور شرکت فرماتے ہیں جس میں شیعہ سنّی سب ہی وُکلاء شعراء، پروفیسر حضرات بہت ہی انہماک سے ان مجالس کو سنتے ہیں ہر سال اور اس سال بھی جوش و خروش سے اس موضوع کو محفوظ کر رہے ہیں۔ ہم اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کریں گے اور ہم بتائیں گے کہ عہد بہ عہد حسینؑ کی عزاداری کیسے ہوئی۔ کبھی عزاداروں کو سکون ملا اور بڑے چین سے عزاداری کی اور کبھی ایسا بھی دور آ گیا کہ سر کٹنے لگے ہاتھ پیر کٹنے لگے ہمت نہیں ہاری۔ دیکھیئے موت کا خوف ایک ایسی چیز ہے کہ بڑے بڑے عزم موت چھڑا دیتی ہے لیکن حسینؑ نے بتایا کہ اگر میرا نام لے کر میرا کام کرو گے تو موت تمہارا کچھ نہیں بگاڑے گی اس لیئے کہ میں موت کا گلا گھونٹ چکا تمہارے لیئے، موت اُن کو آئے گی جو حسینؑ کی زندگی کے قائل نہ ہوں۔ حسینؑ نے تو موت کی کلائی کو کربلا میں موڑ دیا تھا اور بتا دیا تھا کہ ہمارا چاہنے والا جو ہمارا نام لے کر اٹھے گا موت اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی موت اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تو دنیا کی کوئی طاقت اُس کا کیا بگاڑے گی حسینؑ موت پر

اختیار رکھتے تھے۔زندگی اور موت کے مالک تھے حسینؑ۔اقتدار اُن کے ہاتھ میں تھا رب کی مرضیاں اُن کے ہاتھ میں تھیں۔سب کو موت آتی ہے جب چاہے اللہ موت آجاتی ہے۔حسینؑ سے ربّ کو اذن لینا پڑا۔کب آؤ گے کیسے آؤ گے کس اہتمام سے آؤ گے ہم آواز دیں گے تم اہتمام کرنا۔کوئی ایسے بھی موت کی تیاری کرتا ہے۔کوئی ایسے بھی سفر آخرت کی تیاری کرتا ہے۔سجدہ ہو۔سجدے کے بعد سفر شروع ہو پھر آواز آجائے ہم تم سے راضی،ہم تم سے راضی کافی تھا نہیں تم ہم سے راضی ہم تم سے راضی دنیا کے کسی انسان کے لیئے ربّ نے یہ نہیں کہا تم راضی ذرا آپ اس پر غور کیجئے۔بندہ رب سے راضی اور رب یہ اعلان کرے کہ میرا بندہ مجھ سے راضی ہوگیا،حسینؑ کیسے راضی ہوگئے کربلا کی لڑائی ایک دن کی لڑائی تھی۔لڑائی ایک دن کی تھی اللہ سے باتیں بچپن کی تھیں۔پانچ برس کے سن میں اللہ نے کہا تھا حسینؑ یہ کام کرنا ہے تو حسینؑ باتیں کرتے رہتے تھے۔ہم تو یہ کام یوں کریں گے پھر تو کیا کرے گا۔ایک ایک بات کا اقرار لے لیا اُسی اقرار میں یہ اقرار لے لیا کہ یاد تو ہماری باقی رکھے گا نا میرا نام تو زندہ رکھے گا لیکن اب میں اقرار لیتا ہوں کہ جو میری یاد کو برقرار رکھے گا اُن کو زندہ رکھنا۔اللہ اور حسینؑ کی باتیں ہیں آپ درمیان میں کیوں آتے ہیں شرک کی باتیں کرنے کے لیئے،وعدے ہیں یہ اللہ اور حسینؑ کے وعدے ہیں ان وعدوں کو نہ کوئی مٹا سکتا ہے نہ انکا رُخ موڑ سکتا ہے،ہمیشہ میں نے کہا کہ ہر مُلک اپنے مُلک میں جب کوئی تہوار منواتا ہے تو بڑے فخر کے ساتھ اخبارات میں اعلان آتا ہے پاکستان کے ہندوؤں نے دیوالی منائی پاکستان کے ہندوؤں نے ہولی منائی،پاکستان میں لاہور اور کراچی کے عیسائیوں نے کرسمس (Christmas) منایا۔اعلان ہوتا ہے ٹی وی (T.V) پر دکھایا جاتا ہے اخبار میں اعلانات آتے ہیں تصویریں چھپتی ہیں،خبریں چھپتی ہیں،اب سکھوں کا تہوار آئے گا،اب سکھ زائرین آرہے ہیں بڑا اہتمام ہے اُن کا

استقبال ہوگا۔گرونا نک کے یوم کے موقعے پر ہندوستان سے سکھ زائرین آئیں گے۔حکومت نے بڑا احترام اوراہتمام کیا ہے کیوں یہ سب کیوں اعلان ہوتا ہے۔ مُلک کا نام ہو پتہ چلے مُلک تعصبی نہیں ہے۔نہ سکھوں کا دشمن ہے نہ عیسائیوں کا دشمن ہے نہ ہندوؤں کا دشمن ہے پاکستان نہ دیوالی کا دشمن ہے ،نہ ہولی کا دشمن ہے، نہ گرونا نک کا دشمن ہے۔اچھا سب جگہ سے بچ کر آگئے جیسے ہی محرّم آیا پریشانی شروع ہوگئی۔ارے جتنی نیکنامی سال میں کمائی تھی محرّم نے آکر پول کھول دیا کیا ہوگیا۔اب کیا پریشانی ہوگئی۔اب کیا پریشانی ہوگئی اب کیا ہوا۔اب تو ایسا لگا بڑا مشکل ہے محرّم نہیں ہو پائے گا ارے بڑی پریشانی ہے بڑی آفت ہے سب پریشان ہیں ایک مصیبت مچی ہوئی ہے اب یہ ہوا اب وہ ہوا اِدھر محرّم آیا تہذیب کا آدھا مہینہ اس میں گزر جاتا ہے اب یہ ہوجائے گا اب وہ ہوجائے گا اب یہ ہوجائے گا۔کیوں......کیوں ہوجائے گا۔کیوں ہوگا۔کس نے کون سی خطا کی ہے اس تہوار نے کون سی خطا کی ہے دیوالی پہ کچھ نہیں ہوتا کرسمس (Christmas) پر کچھ نہیں ہوتا سکھ آتے ہیں گرونا نک کے یوم پر کچھ نہیں ہوتا۔ہم محرّم منانے بیٹھ جائیں رونے کے لیئے تو کچھ ہوجائے گا۔کیوں ہوجائے گا۔سمجھاؤ انسٹیٹیوٹ (Institute) قائم کرو۔ایسی درسگاہ بناؤ جہاں جو لوگ ایسی آواز اٹھائیں حسینؑ کے غم کے خلاف عزاداری کے خلاف اُنہیں سال بھر درس دو اُنہیں سمجھاؤ اُن کو بتاؤ،ارے بھائی تمہارا اسلام تمہارے نبیؐ کا نواسہ یہ یادگار قرآن میں یہ یادگار صحابہ نے منائی ،یہ یادگار ازدواج نبیؐ نے منائی ،یہ یادگار صوفیوں نے منائی ،یہ یادگار سیاستدانوں نے منائی ،یہ یادگار قائداعظم محمد علی جناح نے منائی ،یہ یادگار گاندھی نے منائی ،یہ یادگار نہرو نے منائی ،یہ یادگار لیاقت علی خان نے منائی ،بتاؤ سمجھاؤ کیوں پیچھے پڑے ہو اگر کوئی سیاسی مقاصد ہوتے ہیں میرے بھائی آپس کی کوئی رنجشیں ہیں سیاسی جھگڑے الگ رکھو۔حسینؑ کا غم سیاسی نہیں ہے

حسینؑ کا غم روحانی ہے عزادار کچھ نہیں چاہتے سوائے اس کے کہ جب محرّم کا چاند نکلے تو ہم اپنی مجلسیں کریں، اطمینان سے جلوسوں میں جائیں، روئیں، زیارتیں کریں روئیں اپنی فیملی (Family) کو ساتھ لے کر اپنی عورتوں کو اپنے بچوں کو لے جا کر امام باڑوں کی زیارت کرائیں نہ کبھی اس کے علاوہ کوئی اور مقصد تھا نہ ہے نہ رہے گا اور میں نے پہلی محرّم سے بار بار کہا تھا کہ آج کی تقریر سب کے لیئے پیغام ہے اتحاد کا پیغام میں نے اخباروں سے کہا تھا تمام پاکستان کے اخباروں سے کہا تھا نمائندے موجود ہیں سب آئے ہیں جنگ کے پاکستان کے نوائے وقت کے اور دیگر اخبارات کے جب باہر نکلتے ہیں تو سب کے ایڈیٹر مجھ سے مل مل کے جاتے ہیں، مجالس میں میں نے اُن سے یہی کہا تھا کہ کم از کم محرّم کے زمانے میں دہشت گردی کی خبریں کم کر دیں ضروری نہیں ہے اُنیس صفحے کا جنگ اخبار کل کا پرسوں کا نکلے اور ہر ہیڈنگ (Heading) فلاں نے فلاں کو قتل کر دیا دیور کو اُس نے قتل کر دیا بھاوج کو اُس نے قتل کر دیا سُسر کو اُس نے قتل کر دیا ساس کو اُس نے مار دیا چودہ سال کی لڑکی کو یہ ہو گیا یعنی پورے اُنیس صفحے انہیں خبروں سے بھرے پڑے ہیں محرّم آیا ہے چھوٹی چھوٹی خبروں تک رپورٹر پہنچ جاتا ہے، امام باڑوں میں جہاں تیس تیس ہزار کے مجمع ہیں وہاں رپورٹر اندھا ہو جاتا ہے۔ عدل کے ساتھ جیو۔ بہتر زندگی وہ ہے جو عدل کے ساتھ گزرے بیلنس (Balance) زندگی گزارو، بامقصد زندگی گزارو، مقصد کیا ہے تمہارا انسانیت کی خدمت ہے علمی محفلوں میں نہیں بیٹھو گے تو تمہیں خود یہ نہیں پتہ چلے گا میری یہ زندگی جو مجھے ملی ہے ساٹھ ستر پچاس کی اس کا مقصد کیا ہے یہ مجلسیں بتاتی ہیں کہ تم کیوں جی رہے ہو کیا کام کیا چشمے لگائے کیمرے ٹانگے پارٹیوں میں گئے کلب میں بیٹھے الحمرا میں گئے کھانے اڑائے اِدھر گئے اُدھر گئے منسٹروں (Ministers) سے ملے یہ ہے زندگی یہ کون سی زندگی ہے جاؤ مارک ٹیلی (Mark Tele) سے پوچھو دنیا کا

سب سے بڑا صحافی ہے، اس سے پوچھو محرّم کی کیا اہمیت ہے، تمہیں اُن مجلسوں کے علاوہ کہیں اور سے اِن باتوں کا پتہ نہیں چلے گا۔ مارک ٹیلی (Mark Tele) سے زیادہ مشہور۔ ہے کوئی صحافی آپ کے ذہن میں پاکستان کے کسی صحافی کا نام ذہن میں آتا ہے، مجھے تو کسی صحافی کا نام ہی نہیں معلوم صحافی کا نام ہی نہیں پتہ کہ جو مشہور ہو۔ مارک ٹیلی (Mark Tele) اتنا مشہور کہ دنیا کے ہر مُلک میں مشہور ہے، ہر سال مارک ٹیلی (Mark Tele) محرّم میں ایک نیا ملک ایک نئے شہر کا انتخاب کرتا ہے کہ اس سال یہاں کا محرّم دیکھیں گے تین سال پہلے مارک ٹیلی (Mark Tele) یو پی (U.P) کے ایک چھوٹے سے ضلع رائے بریلی کے ایک چھوٹے سے دیہات اونچاہار میں محرّم کرنے گیا دس دن وہاں رہا کالا کُرتا پہنا جلوس میں ساتھ چلا اور اُس نے پوری مووی (Movie) بنائی عاشور کی دس دن کی اور اُس کے بعد کہا یہ محرّم جو میں یہاں دیکھ رہا ہوں چھوٹے سے دیہات میں کہ یہاں سُنّی تعزیہ اٹھا رہے ہیں سُنّی باجے بجا رہے ہیں شیعہ ماتم کر رہے ہیں اور گاؤں کے ہندو چاول اور گڑ تعزیوں پر چڑھا رہے ہیں اور اپنے بچوں کو تعزیے کے نیچے سے گزار رہے ہیں مارک ٹیلی (Mark Tele) کی ابھی نئی کتاب آئی ہے اور ابھی برطانیہ کے سفارت خانے نے جو کتابوں کی ایگزی بیشن (Exhibition) کی اُس میں سب سے اوپر مارک ٹیلی (Mark Tele) کی کتاب رکھی۔ اُس میں اُس نے تین کہانیاں لکھی ہیں آخری کہانی جو اپنی کتاب میں لکھی اُس میں یہ لکھا کہ حسینؑ کا محرّم مختلف جگہ کیسے منایا جاتا ہے حد یہ ہے کہ اُس نے محرّم کے حلیم تک کا ذکر کیا ہے کہ نیاز کا حلیم کیسے پکتا ہے، مسلمانو! تم کہاں بیٹھے ہو احمقوں کی جنّت میں، کتنا مشہور ہے وہ تمہیں پتہ ہے اُس نے ایسا کیوں کیا۔ وہ ثقافت پسند لوگ ہیں وہ حسینؑ کو مذہب سمجھ کر نہیں دیکھ رہے وہ تہذیب کی تلاش میں ہیں۔ بھئی عجیب نکتہ دے رہا ہوں، انگریز قوم تلاش کرتی ہے کہ اچھی باتیں

کہاں کہاں ہیں، چُن چُن کے چمن سے پھول توڑے جاتے ہیں کیونکہ گلدستہ اچھا بنتا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں موضوع کیا ہے کہ اقوامِ عالم حسینؑ کو کیسے دیکھ رہے ہیں۔ یہ سارے صحافی نکلتے اور لاہور کے عزاخانوں کی روزانہ تفصیل چھاپتے، پہلے دن اخبار نے لکھا تھا کہ دوسو پچھتر سینٹروں پر مجلس ہورہی ہے تصویریں چھاپی غلط نام چھاپے ذاکروں کے غلط نام چھاپے، اسی شہر میں رہتے ہیں صحافیوں کو یہ نہیں پتہ کہ کس ذاکر، کس علاّمہ کا کیا نام ہے، دوسو غلطیاں روز جنگ اور پاکستان جیسے اخبارات میں کتابت کی ہوتی ہیں ''ث'' کا لفظ ''س'' سے لکھا جاتا ہے، اُردو درست نہیں، یادرکھنا اُردو صحیح جب ہوگی، جب حسینؑ کی مجلس میں بیٹھوگے، صحیح اُردو یہاں بولی جاتی ہے اخباروں سے اُردو صحیح نہیں ہوگی اُردو یہاں سکھائی جاتی ہے اخبار صبح نکلا شام کولانڈری والا کپڑے باندھ کر دے دیتا ہے۔ حسینؑ کی یہ مجلس صدیوں گونجتی ہے اس کا ایک سفر ہے یہ اخبار نہیں ہے سیاست نہیں ہے، حسینؑ کی مجلس وکیل کواُس کی راہ بتاتی ہے صحافی کواُس کی راہ بتاتی ہے، وزیر کواُس کی راہ بتاتی ہے، مشیر کواُس کی راہ بتاتی ہے، پولیس والوں کواُن کی راہ بتائے گی، فوج والوں کواُن کی راہ بتائے گی حد یہ ہے کہ کائنات کا ہر شعبہ فدا ہوگیا حسینیت پر، ہم گفتگو کریں گے سب سے بڑا وکیل سر سپرو قائداعظم محمد علی جناح کا اُستاد تھا محمد علی جناح کا استاد سر سپرو ہیں سر تیج بہادر سپرو ہندوستان کا بہت بڑا قانون دان چند نام ہیں سر سلطان، سر تیج بہادر سپرو، سر وزیر حسن، موتی لال، جواہر لال نہرو، محمد علی جناح ان کے نام جگمگا رہے ہیں قانون سیاست اور بیرسٹری کے صفحوں پر لیکن ان سے پوچھو ہندو تھا سر تیج بہادر سپرو لیکن اُس نے کہا کہ میں نے اپنے گھر والوں کو اخلاقی بنانے کے لیئے اپنے تمام بچوں کو میر انیسؔ کا کلام پڑھوایا کیونکہ انیسؔ کا کلام بذریعہ کربلا اخلاق سکھاتا ہے قائداعظم کا استاد سر تیج بہادر سپرو کہتا ہے میں بھی حافظ انیسؔ ہوں مجھے پورے پورے مرثیے یاد ہیں انیسؔ کے میری بیٹی کو بھی یاد میرے بیٹے

کوبھی یاد میری بہو کو بھی یاد میں نے شرط لگائی تھی بہو گھر میں وہ آئے گی جسے انیسؔ کے مرثیے یاد ہوں گے، سرتیج بہادر سپرو کہتا ہے اگر کسی نے میر انیسؔ کے کلام کے چشمے کا شفاف اور ٹھنڈا پانی نہیں پیا تو وہ بد بخت ہے پھر اُسے اخلاق نہیں آسکتا تہذیب نہیں آسکتی......انیسؔ کے صرف ایک شعر پر دنیا کا سب سے بڑا ناول ''آگ کا دریا'' لکھا گیا ہے''آگ کا دریا'' سے بڑا ناول اُردو ادب میں نہیں لکھا گیا، قرۃ العین حیدر ناول میں کہتی ہیں میں نے یہ ناول میر انیس کے اس شعر پر لکھا ہے:

انیسؔ دم کا بھروسہ نہیں ٹھہر جاؤ
چراغ لے کے کہاں سامنے ہوا کے چلے

یہ ناول مہا تما بدھ کے دور سے شروع ہوا اور ہندوستان اور پاکستان کے پارٹیشن (Partition) پر ختم ہوا۔ ہزاروں برس کا سفر ناول میں طے کیا انہوں نے ضخیم ترین ناول لیکن اُسی میں لکھا کہ نظامِ زندگی کو درست رکھنے کے لیئے ضروری ہے کہ انیسؔ کا کلام پڑھا جائے۔

روتے ہوئے حرم میں گئے قبلۂ انام ۔۔۔ تر تھی لہو سے لختِ جگر کے قبا تمام
رُخ زرد دل میں درد بدن سرد تشنہ کام ۔۔۔ طاقت نہ قلب میں نہ بدن میں لہو کا نام
یہ درد تھا بکا میں کہ دل ٹکڑے ہوتے تھے
یہ حال تھا کہ رونے پہ دشمن بھی روتے تھے

پیارے نہ تھے حسین علیہ السّلام کے ۔۔۔ لائی حرم سرا میں بہن ہاتھ تھام کے
تھرّا رہے تھے پانؤں شہ تشنہ کام کے ۔۔۔ سر دوش پر تھا زینبؑ عالی مقام کے
فرماتے تھے بہن علی اکبرؑ گذر گئے
ہم ایسے سخت جاں ہیں کہ اب تک نہ مر گئے

پُرسا تمھیں شہیدوں کا دینے کو آئے ہیں کس کس کے داغ آج جگر پر اٹھائے ہیں
پیٹے ہیں خاک اڑائی ہے آنسو بہائے ہیں یہ ہم تمہارے لال کے خوں میں نہائے ہیں
سر تھا حسینؑ بیکس و تنہا کی گود میں
بیٹے کی جان نکلی ہے بابا کی گود میں

سر بارِ دوش ہے ہمیں رخصت کرو بہن اب عنقریب خیمۂ عصمت ہیں تیغ زن
مردے پڑے ہوئے ہیں عزیزوں کے بے کفن پامال ہو نہ لاشۂ فرزند صف شکن
محجوب ہم ہیں قاسمؑ بے پر کی روح سے
شرمندگی نہ ہو علی اکبرؑ کی روح سے

یہ سن کے بیبیوں کے جگر پر چھری چلی زینبؑ زمیں پہ گر کے پکاری کہ یا علیؑ
سرِ خفی جہاں کے ہیں سب آپ پر جلی جاتا ہے ظالموں میں یہ کونین کا ولی
بیکس کو آسرا ہے پسر کا نہ بھائی کا
آقا یہی تو وقت ہے مشکل کشائی کا

صدقے گئی پسر کے بچانے میں کد کرو فرزندِ فاطمہؑ کی بلاؤں کو رد کرو
دریا کو چھین لو حقِ زہراؑ سند کرو یا شیرِ حق مقام مدد ہے مدد کرو
پانی پہ جنگ آگ لگی ہے یہ دہر میں
حصہ پسر کا کیا نہیں مادر کے مہر میں

یا مصطفیٰؐ بلا میں پھنسا ہے تمہارا لال یا شیر ذوالجلال دکھاؤ اُنھیں جلال
یا فاطمہؑ میں لٹتی ہوں بکھراؤ سر کے بال یارب اُلٹ دے آج یہ سب عرصۂ قتال
پھر کیا کسی سے کام ہے سب سے جدا رہوں
بھائی کو اپنے لے کے میں جنگل میں جا رہوں

فرمایا شہ نے صبر بہن چاہیے تمہیں　　خالق کی یاد سِر و علن چاہیے تمہیں
لب پر رضا رضا کا سخن چاہیے تمہیں　　جو ماں کا تھا چلن وہ چلن چاہیے تمہیں
ہر بار پوچھتے تھے سبب آہِ سرد کا
شکوہ کیا علیؑ سے نہ پہلو کے درد کا

دیکھا یہ کہہ کے بالی سکینہؑ کو پاس سے　　لپٹی وہ دوڑ کر شہ گردوں اساس سے
طاقت نہ تھی کلام کی ہر چند پیاس سے　　بولی وہ تشنہ کام شہ حق شناس سے
کیا اس بلا کے بن سے تہیہ سفر کا ہے
صدقے گئی بتاؤ ارادہ کدھر کا ہے

فرمایا شہ نے ہاں یہ سفر ناگزیر ہے　　آؤ گلے لگو کہ یہ صحبت اخیر ہے
اب آرزوئے قربِ خدائے قدیر ہے　　تنہا ہیں ہم سپاہِ مخالف کثیر ہے
طے ہو یہ مرحلہ جو عنایت خدا کرے
جس کا نہ کوئی دوست ہو بی بی وہ کیا کرے

جانا ہے دور شب کو جو آنا نہ ہو اِدھر　　ضد کر کے روئیو نہ ہمیں چاہتی ہو گر
پہلے پہل ہے آج شبِ فرقت پدر　　سو رہیو ماں کی چھاتی پہ غربت سے رکھ کے سر
راحت کے دن گزر گئے یہ فصل اور ہے
اب یوں بسر کرو جو یتیموں کا طور ہے

ننھے سے ہاتھ جوڑ کے بولی وہ تشنہ کام　　بتلایئے مجھے کہ یتیمی ہے کس کا نام
آنکھوں سے خوں بہا کے یہ کہنے لگے امام　　کھل جائیگا یہ درد و الم تم پہ تا بہ شام
بی بی نہ پوچھو کچھ یہ مصیبت عظیم ہے
مرجائے جس کا باپ وہ بچہ یتیم ہے

ہر سال شب عاشور میں ہم حسینؑ کی رخصت پڑھتے ہیں، کیوں آپ کو پتہ ہے زہراؑ کو پورے کربلا میں یہ مقام واقعہ کربلا کا بہت گریہ خیز لگتا ہے خواب میں آ کر علماء سے کہتی ہیں جب زینبؑ سے حسینؑ بچھڑا وہ حال تو سناؤ، بی بی کی سواری آئی ہے اپنے لال کی رخصت سننا چاہتی ہیں۔ کیسے ہوئی رخصت خیمے کے دَر پہ آئے کہا زینبؑ تم پر سلام، اُمّ کلثومؑ تم پر سلام، لیلیٰؑ و ربابؑ تم پر سلام، اے سکینہؑ تم پر سلام، رقیہؑ تم پر سلام، اے میری ماں کی کنیز فضہؑ تم پر بھی سلام، فضہ نے خیمے کا پردہ الٹ دیا۔ حسینؑ خیمے میں آئے بہن نے چہرہ دیکھا۔ بھائی نے بہن کا ہاتھ تھاما تنہائی میں بیٹھ گئے رازِ امامت تھے کچھ وہ بتا دیئے۔ باہر آئے تو انداز بدلا ہوا تھا، فضہ راوی ہیں فرماتی ہیں کہ جب حسینؑ چلے تو حسینؑ آگے تھے بہن پیچھے چل رہی تھیں لیکن جب بھائی اور بہن باہر آئے تو اب زینب آگے چل رہی تھیں حسینؑ پیچھے چل رہے تھے، بیبیاں سمجھ گئیں کہ اب قافلے کی سالاری زینبؑ کے سپرد ہے۔ گیارہ محرم کو پڑھوں گا کہ سالاری کیسے کی زینبؑ نے قافلے کی سالاری کیسے کی اور جب باہر آ گئیں تو حسینؑ نے مُڑ کر فضہ سے کہا فضہ میرا لباس لا، اور فضہ جب لباس لے کر چلی تو زینب نے یہی کہا فضہ یہ کیوں نہیں کہتی کہ بھائی کا کفن لا رہی ہے۔ حسینؑ نے کُرتا پہنا کون سا کُرتا جو زہراؑ نے سیا تھا زہراؑ سیتی رہتیں کُرتے کو سیتی جاتیں اور روتی جاتیں، وہی کُرتا آج پہنا ماں کے ہاتھ کا سِیا ہوا اور پہن کر گریبان کو چاک کیا، کربلا کی مٹی کو اُٹھا کر گریبان میں ڈال لیا۔ رات بھر جاگو گے صبح یہاں آنا عملِ عاشورہ ہوں گے، عملِ عاشورہ کرنے کے تین سو فوائد بتائے ہیں امام صادق علیہ السّلام نے، ناگہانی موت نہیں آتی جو ہر سال عملِ عاشورہ کر لے زہر سے نہیں مرتا، لوہے سے نہیں مرتا، قتل نہیں ہوسکتا، اُس کو کوئی پریشان نہیں کرسکتا، کبھی مفلس نہیں مرسکتا، اگر عملِ عاشورہ کرلے اور عملِ عاشورہ کرنے کے بعد امام حسینؑ

کی زیارت پڑھے حسینؑ اُس کے مرنے پر خود آتے ہیں کہتے ہیں تو میری زیارت
پڑھتا تھا آج میں تیری زیارت کرنے آیا ہوں۔ ایسا ہے میرا آقا حسینؑ، کُرتے کو پھاڑ
کر گریبان میں خاک ڈالی اب حکم یہ ہے امام صادقؑ کا کہ شبِ عاشور گریبان کو کھول دو
ایسے تمہارے گریبان کھلا رہے جیسے یتیموں کا سینہ چاک ہوتا ہے، آستین کے بٹن نہ
لگے ہوں پھر ہنسنا نہیں جب گریبان چاک ہو جائے تو پورا عاشور ایسے گزرے کہ
مسکرا کر مومن مومن کو نہ دیکھے ایک دوسرے کو دیکھو تو رو دو ایک دوسرے کو دیکھو تو رو دو
اور دنیاوی باتیں مت کرنا قصے کہانیاں بیان مت کرنا امام صادقؑ نے فرمایا رات بھر
بس حسینؑ کی باتیں کرنا۔ کربلا کی باتیں کرنا عاشور کا دن یوں گزرے خیال رہے کہ زہراؑ
رونے نکلی ہیں جلوسوں میں امام باڑوں میں، حسینؑ اٹھے تو زینبؑ نے کہا بھیا اب
یہاں نانا کی مسند پر بیٹھ جاؤ، نانا کی مسند پر بیٹھ جاؤ، نانا کی مسند پر بیٹھ گئے،، بہن سات
بار بھائی کے گرد پھریں،، بہن سات بار بھائی پر صدقے ہوئی اور پھر اُس کے بعد ایک
بار سامنے آ کر رک گئیں کہا بھیا اب ذرا چہرہ اٹھاؤ اب ذرا اپنا گلا تو اٹھاؤ، حسینؑ نے
چہرہ اٹھایا بہن نے جھک کر گلے کے بوسے لینا شروع کیئے گلے کو حسینؑ کے چومنا
شروع کیا، کہا یہ کیا بہن، کہا اماں نے کہا تھا زینبؑ جب حسینؑ رُخصتِ آخر کو آئے تو
میری طرف سے حسینؑ کا گلا چوم لینا، کہا اب زینبؑ تم بیٹھو اس مسند پر، اب شہزادی
بیٹھیں کہا ذرا آستینوں کو الٹو چادر ہٹاؤ، زینبؑ نے چادر ہٹائی حسینؑ نے جھک کر
بازوؤں کو چومنا شروع کیا، زینبؑ میرے بعد اِن بازوؤں میں رسّی باندھی جائے
گی، کہتے ہیں جب خیمے کا پردہ اٹھا حسینؑ باہر آئے تو پکارا کوئی ہے میری سواری کا
گھوڑا لانے والا، ایک بات یاد رکھنا جہاں جہاں آواز پہنچ رہی ہے جب میں مجلس ختم
کروں گا ایک ساتھ مل کر میرے ساتھ بلند آواز سے ہاتھوں کو سینے پر مار کر ایک ایک

بوڑھا ایک ایک جوان کہے یا حسینؑ ...... یا حسینؑ ...... یا حسینؑ، اور زور سے کرو ماتم اُٹھاؤ ہاتھ، یا حسینؑ ...... یا حسینؑ ...... جارہے ہیں، حسینؑ کی سواری جارہی ہے۔ بیکس بہن نے بھائی کو رخصت کیا، گھوڑا آیا سواری کا گھوڑا کون تھا جو رکاب پکڑتا بہن آئی پردہ ہٹا کر، یا حسینؑ ...... یا حسینؑ ...... یا حسینؑ ...... ہمت دکھاؤ ہمت دکھاؤ یا حسینؑ ...... یا حسینؑ ...... یا حسینؑ، بیکس بہن، مظلوم حسینؑ، یا حسینؑ ...... یا حسینؑ ...... یا حسینؑ، دُلدل آرہا ہے، اِدھر ذوالجناح آرہا ہے، ہر طرف صدائے حسینؑ گونج رہی ہے، چاروں طرف سے حسینؑ حسینؑ کی آواز آرہی ہے

دسویں مجلس

مجلس شامِ غریباں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود وسلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

عشرہ تمام ہوا خیمۂ سادات میں دس روز سے مسلسل آپ آتے رہے اور مہمان کی خاطر داری اور خدمت میں مصروف رہے، رونے کا جو حق تھا ادا نہ ہوا لیکن یہ اطمینان ہے کہ حسینؑ کی ماں ہم سب سے خوش ہیں اور خوشی اُن کی اس بات سے ظاہر ہے کہ پورے شہر میں اور پچھلے محرّموں سے زیادہ زبردست عزا ہوئی اور وہ مجمعے ہوئے کہ دیکھ کر دنیا دنگ ہوگئی جہاں کوشش یہ تھی کہ مجمعے کم ہو جائیں وہاں پچاس گناہ زیادہ عزادار اپنے گھروں سے نکلے اور شاہراہوں پر عزاخانوں پر ہر طرف حسینؑ حسینؑ کی صدائیں گونجتی رہیں، اور ذکرِ حسینؑ میں کوئی کمی نہیں ہوئی بلکہ اس سال ذکر اور بڑھا بلکہ اتنا بڑھا کہ ہم نے صدیوں صدیوں کی عزاداری کے ذکر کو بیان کیا اور ہر شہر اور ہر قوم کی بات کی کہ یہ ذکر کسی ایک جگہ نہیں بلکہ روئے زمین پر اس وقت کہاں کہاں شام غریباں سنی جا رہی ہے، یہ مجلس شامِ غریباں جس میں آپ فرشِ خاک پر اندھیرے میں تشریف فرما ہیں یہ مجلس عزاداری حسینؑ کی ایک تاریخ بناتی ہے یہ مجلس ستر برس پہلے اُس وقت شروع ہوئی کہ جب لکھنؤ کے چند علماء عصر عاشور کو امام باڑے میں بیٹھے تھے اور آپس

میں گفتگو کر رہے تھے کہ یہ وہ وقت ہے جب خیمے جلے ایک ذاکر بیان کرتا تھا دوسرے ذاکر رو رہے تھے یہ پہلا سال تھا کہ اسی سال یہ طے کیا مولانا کلبِ حسین اعلیٰ اللہ مقامہٗ نے کہ آئندہ سال سے ہم اسی وقت ایک مجلس کریں گے اور یہی ذکر کریں گے لکھنؤ جیسے شہر میں دو سو سال پرانے امام باڑے میں غفران مآب کے امام باڑے میں جو آصف الدوّلہ کے عہد میں عالم اور اُستاد تھے پہلے مجتہد اُنہی کے عزاخانے میں اُنہی کے خاندان کے چشم و چراغ نے شامِ غریباں کی بنیاد رکھی لیکن مجلس ہونے سے پہلے دس دن مسلسل اُن مجالس کی شرائط چھاپ کر تقسیم کی گئیں اور امام باڑے کی دیواروں پر لکھ دیا گیا۔ کالے بورڈ پر سفید روشنائی سے لکھا گیا کہ اس کو آپ پڑھتے رہیں اور شام غریباں کا جو اہتمام ہے اُس کو آپ مدِ نظر رکھیں چونکہ عزاداری کا ایک حصہ ہے اس لیئے ہم اپنے موضوع سے نہیں ہٹ رہے اور آپ کو اس کی تاریخ بتا رہے ہیں کہ ہماری نئی نسل بھی واقف ہو جائے دیواروں پر لکھا گیا کہ جب آپ عزاخانے میں شام غریباں کی مجلس کے لیئے داخل ہوں تو پہلی شرط یہ تھی کہ سر ننگے ہوں دوسری شرط یہ تھی کہ پیروں میں جوتے نہ ہوں اندھیرے میں کہیں آپ مومنین کے پیر نہ کچل دیں اس لیئے آپ ننگے پیر آئیں گے۔ آپ چاک گریبان ہوں آستینیں آپ کی کہنی تک چڑھی ہوں ساتھ میں کوئی سامان نہ ہو کوئی ٹارچ یا کوئی روشنی نہ ہو اس لیئے کہ چاروں طرف اندھیرا ہوگا۔ یہ مجلس اندھیرے میں ہوگی، مجلس میں حسینؑ کی پوری داستانِ کربلا مختصری سنائی جائے گی اور مسلسل آپ مجلس میں گریہ کریں گے اور یوں آئیں جیسے یتیم اپنے باپ کو رو رہا ہو، جیسے آپ یتیم ہو گئے ہوں، پھر یہ شرط لکھی گئی کہ فرش نہیں بچھایا جائے گا آپ کو زمین پر بیٹھنا پڑے گا۔ یہ مجلس کا اعلان تھا کہ آلِ انڈیا ریڈیو نے خود آفر (Offer) کی کہ ہم اس مجلس کو ریکارڈ کر کے پوری دنیا میں اس مجلس کی آواز

کو پہنچا دیں گے حکومت ہندو تھی لیکن اُس نے اس بات کو پسند کیا اور ماتم تک یہ مجلس ستر برس سے ریکاڑ ہورہی ہے اور اس وقت بھی آل انڈیا ریڈیو یہی مجلس سنا رہا ہوگا۔ تیسری نسل آ گئی مولانا کلبِ حسین نے مجلس شروع کی اُن کے بیٹے مولانا کلبِ عابد اعلیٰ اللہ مقامہٗ نے پڑھی اب اُن کے بیٹے مولانا کلبِ جواد شامِ غریباں اس وقت پڑھ رہے ہوں گے ریڈیو پر اور پوری کائنات میں وہ مجلس سنی جارہی ہے پوری دنیا کے لوگ آل انڈیا ریڈیو سے وہ شامِ غریباں جو بنیادی شام غریباں ہے اُسی کی نقل میں اب دنیا کے ہر شہر میں ہر امام باڑے میں ہر گھر میں اُسی طرح شامِ غریباں ہوتی ہے۔ جب آل انڈیا ریڈیو نے اس پروگرام کو نشر کیا تو اُسی زمانے میں ایک بزرگ نے یہ نوحہ گھبرائے گی زینب دلگیر لکھنوی جو آصف اُلدوّلہ کے عہد کے شاعر تھے جن کو مرے ہوئے دوسو برس سے زیادہ ہوگئے اُن کا لکھا ہوا نوحہ ستر برس سے آل انڈیا ریڈیو سیلون ریڈیو، آکاش وانی، جہاں جہاں سے شامِ غریباں آتی ہے یہ نوحہ بھی نشر کیا جاتا ہے۔ جب کراچی سے شامِ غریباں ہونے لگی کھارادر کے امام باڑے سے اور ذاکر نے مجلس پڑھی تو وہاں بھی ناصر جہاں نے یہی نوحہ پڑھا اور اُس کے کچھ برس کے بعد سلامِ آخر آلِ رضا نے کہہ کر ناصر جہاں کو دیا جب سے کراچی ریڈیو نے شام غریباں میں یہ اضافہ کیا کہ اب پُرسے کا سلام بھی ہونے لگا۔ دیکھیئے میں آپ کو یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ عزاداری کیسے بڑھتی ہے۔ مجلس کی بنیاد ایک عالم نے رکھی اور سلام خوانی میں قدیم نوحہ پڑھا گیا، سلام آخر کا اضافہ پاکستان میں سیّد آلِ رضا نے کیا اب یہی سجی ہوئی مجلس پاکستان ٹیلی وژن نے ریڈیو سے لے لی اب پاکستان ٹیلی وژن بھی اس کو شامِ غریباں کو ریکارڈ کر کے دکھاتا ہے تو اب انڈیا کا ٹیلی وژن، ریڈیو سے ہٹ کر دوسرے ذاکر کی شامِ غریباں دیتا ہے اور امریکہ میں نیویارک ٹیلی وژن بھی اِس وقت شامِ غریباں

کی مجلس ٹیلی کاسٹ کررہا ہوتا ہے۔دنیا کا ہر ریڈیو سیلون سے لے کر وائس آف امریکہ (V.O.A) تک ہر ٹیلی وژن اس وقت حسینؑ کے گھرانے کوتعزیت دے رہا ہے بتاؤ اس وقت حسینؑ سے بڑی شخصیت اسلام میں کوئی ہے کیا حسینؑ کو چھوڑ کر کوئی کسی اور کے پیچھے بھاگنا چاہتا ہے کسی اور سے کچھ مانگنا چاہتا ہے بتادیا عزاداروں نے کہ شرافتیں کیا ہیں نجابتیں کیا ہیں سیادتیں کیا ہیں کیسی گفتگو تھی دس دن پہلے لیکن عزاداروں نے اپنی سیادتوں اور نجابتوں کا ثبوت دے کر بتایا کہ ہم پہلے بھی امن پسند تھے آج بھی امن پسند ہیں ہم صرف حسینؑ کو رونا چاہتے ہیں اور ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے ہماری تو زندگی کا مقصد ہی یہ ہے کہ ذکرِ حسینؑ کرتے کرتے مرجائیں اس لیئے کہ زندگی نام ہے ذکرِ حسینؑ کا اگر حسینؑ نہ ہوتے تو انسانیت نہ ہوتی اور انسانیت زندہ ہے سانس لے رہی ہے تو یہ حسینؑ کے قدموں کا صدقہ ہے ورنہ پوری دنیا میں درندگی ہوتی اور یزیدیت ہوتی، حسینؑ نے انسان کو انسان بنادیا، اِدھر حسینؑ کی سواری آئی اقوام عالم نے دیکھا حسینؑ آگئے، ہندو، یہودی، عیسائی کوئی بھی ہو سو سال ہوگئے فلسطین میں جب شامِ غریباں آتی ہے تفصیل سے کل عرض کروں گا مسجد اقصیٰ ہزاروں عزاداروں سے بھر جاتی بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ کا نام آپ اخباروں میں پڑھتے ہیں، شام ہوتے ہوتے میدانِ مسجدِ اقصیٰ بھر جاتا ہے۔اُس میں عیسائی بھی ہوتے ہیں، اُس میں مسلمان بھی ہوتے ہیں اُس میں شیعہ بھی ہیں اور سنّی بھی ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو شامِ غریباں کی مجلس مسجدِ اقصیٰ میں ہوتی ہے اور خواتین کا مجمع مسجدِ عمر میں ہوتا ہے اور اس وقت مسجدِ عمر میں خواتین ماتم کررہی ہیں فلسطین میں۔یہ ہے اقوامِ عالم کی عزاداری..

''فاران سے کربلا تک'' لاہور کی چھپی کتاب ہے اور اُس میں فلسطین کے محرّم کا حال یہاں کے مصنف نے لکھا ہے اس لیئے کہتا ہوں پڑھو......اِس وقت عراق میں شام

غریباں کربلا میں روضہ حسینؑ کے صحن کے سامنے ہزاروں عزادار زمین پر بیٹھے ہیں۔ اس وقت امام رضاؑ کے روضے میں اندھیرا ہے اور سارے ایرانی اپنے سروں کو پیٹ رہے ہیں۔ اس وقت ہندوستان کے ایک ایک امام باڑے میں مجمع ہے اس وقت پاکستان کے ایک ایک عزاخانے میں مجلس ہو رہی ہے، سجادیہ کراچی کا امام باڑہ چھلک رہا ہوگا اِس وقت گامے شاہ میں عزادار خاک پر بیٹھے ہیں۔ کیوں بیٹھے ہو۔ جلوس ہم کر چکے تعزیے پہنچا چکے ذوالجناح کی سواری کو منزل پر پہنچا دیا اب ہم زمین پر بیٹھ گئے۔ پتہ ہے اس وقت کلکتہ میں ذوالجناح نکلے ہوں گے تو کیا ہوا ہوگا تھوڑی دیر پہلے، جب کلکتہ میں نکلتے ہیں ذوالجناح تو تعداد میں وہ بیس ہوتے ہیں۔ بیس گھوڑے ہوتے ہیں بیس گھوڑے نکلتے ہیں اور وہ بیس گھوڑے جب آتے ہیں تو کلکتہ جو آبادی کے لحاظ سے ہندوستان کا بڑا شہر ہے تو وہاں آدمی زمین سے اُبلتا نظر آتا ہے لیکن کلکتہ کا ہندو اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو گود میں لیئے ہوئے جلوس میں عورتیں آ جاتی ہیں ایک گود میں بچے ایک ہاتھ میں دودھ کے لوٹے لیئے ہوئے وہ ہندو عورتیں اپنے منھ پر گھونگھٹ ڈالے ہوئے اور جیسے ہی ذوالجناح آتے ہیں وہ ہندو عورتیں ایک بار آگے بڑھتی ہیں اور اپنے لوٹے کا دودھ گھوڑے کے قدموں میں بہاتی جاتی ہیں پورے کلکتہ کی سڑکوں پر دودھ ہی دودھ نظر آتا ہے۔ جب کوئی پوچھتا ہے یہ اتنا دودھ گھوڑے کے قدموں میں کیوں بہا دیا تو وہ رو کر کہتی ہیں تمہیں نہیں معلوم کربلا میں ایک دودھ پیتا بچہ بھی تھا اُس کو پانی نہیں ملا اُس کے نام پر دودھ بہا رہے ہیں اگر ہم ہوتے تو اتنا دودھ لے کر حسینؑ کے گھر پر جاتے۔ اقوام عالم اور حسینؑ کی عزاداری کلکتہ اور ہندو قوم اقوام عالم میں ایک مقام ہے اس قوم کا اور وہ قوم اور اُس قوم کی عورتیں اور ایک بار جیسے ہی گھوڑے آگے بڑھتے ہیں ساری عورتیں اپنی گودیوں سے شیر خوار بچے گھوڑوں کے

سموں میں پھینک دیتی ہیں گھوڑوں کے قدموں میں اپنے بچوں کو ڈال کر پیچھے ہٹ جاتی ہیں گھوڑے بڑھتے نکلتے چلے جاتے ہیں تو اکثر صحافی بڑھ کر کہتے ہیں۔ ڈرتی نہیں ہو ڈر نہیں لگتا کہ اتنے مجمع میں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو گھوڑے کے نیچے پھینک دیتی ہو کہیں اگر گھوڑا تمہارے بچے کے سینے پر قدم رکھ دے اور تمہارا بچہ مر جائے تو کیا ہوگا تو وہ رو کر کہتی ہیں ارے یہ عطا کرتے ہیں چھینتے نہیں یہ اولاد چھینتے نہیں ہیں ہم کو یقین ہے ہمارا بچہ نہیں مرے گا۔ انہوں ہی نے تو یہ بچے عطا کیئے ہیں حسینؑ اولاد دیتے ہیں گھر کے چراغوں کو روشن کرتے ہیں۔ اپنے گھر کے چراغ بجھائے ہیں تو عالمِ انسانیت کے گھروں کے چراغ جلائے ہیں، اے میرے حسینؑ تجھ پر لاکھوں سلام یہ عزادار سلام کرنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اے فاطمہؑ کے جانی تم پر انسانیت کا سلام، اے علیؑ کے لال تم پر ملائکہ کا سلام، اے نبیؐ کے نواسے تم پر انبیاء کا سلام، اے خدیجہؑ کے نواسے تم پر ہاجرہؑ کا سلام، اے علی اکبرؑ کے باپ تم پر اسمٰعیل کا سلام، اے کیتی کو پناہ دینے والے، اے عرش کو تھام لینے والے، اے چاند اور سورج کو روشن رکھنے والے، اے وہ جو جبریلؑ کا بھی آقا ہے، اے وہ کہ جس نے معراج پائی نبیؐ کے کاندھوں پر، اے وہ کہ جس کے قدموں پر کربلا کا ذرہ ذرہ نثار ہوا، اے وہ کہ جس کے لیئے فرات کا پانی تڑپ رہا تھا، نیزوں اچھل رہا تھا کہ ہمارے بس میں ہو تو ہم حسینؑ کے قدموں تک پہنچ جائیں، فرات کا پانی اچھل گیا، جب حسینؑ نے ہل من ناصرٍ کہا تو فرات کے پانی نے آواز دی ہم آجائیں، ہوا نے آواز دی ہم آجائیں ان کو اُڑا لے جائیں، آسمان نے آواز دی ہم پھٹ پڑیں، زمین نے آواز دی ہم پھٹ کر ان کو اپنے آپ میں سمالیں، جنّاتوں نے آواز دی، ملائکہ نے آواز دی ہم آرہے ہیں، اصحابِ کہف آئے اپنے غار سے اُٹھ کر، کہا لبیک یا حسینؑ حکم دیجیئے تو حملہ کر کے ان سب کو قتل

کردیں، ملائکہ کی صفیں بڑھیں، زعفر جن بڑھا حسینؑ سب کو ہٹاتے گئے ھَل مِن نَاصِر کی صدا دیتے گئے ایک بار تلوار کو کھینچا فاطمہؑ کے بیٹے نے تلوار کو کھینچا علیؑ کے شیر نے اب جو ذوالفقار نیام سے نکالی اور اللہ کا نام لے کر تکبیر کہہ کر حسینؑ نے لشکرِ یزید پر حملہ کیا تو ایسا لگتا تھا حمید بن مسلم کہتا ہے کہ ایک شیر نے بھیڑوں کے گلے پر حملہ کر دیا تھا فضا میں ایسا لگتا تھا سر گر رہے تھے ایک شیر تھا جو ہوا میں پرواز کرتا جاتا تھا سر کٹ کٹ کر گر رہے تھے ذوالکفل تک حسینؑ گھوڑے کو اُڑا کر لے گئے، لاکھوں کا لشکر تھا اور حسینؑ نے بھگدڑ ڈال دی آخری صفوں کے سر کوفے کی دیواروں سے ٹکرانے لگے۔ کوفے کی دیواروں سے لشکر ٹکرانے لگا۔ علیؑ کا شیر لڑ رہا تھا۔ اللہ، اللہ آخری مجاہد کی لڑائی دیکھ رہا تھا، اے جبریلؑ امین حسینؑ کی جنگ ہم دیکھ رہے ہیں، عرش کے سارے پردے ہٹا دیے گئے ہیں ساتوں آسمان کے ملائکہ میرے مجاہد کو لڑتے ہوئے دیکھیں، کائنات کی ہر شے اُس وقت تھم گئی تھی اور حسینؑ کی لڑائی دیکھ رہی تھی اور علیؑ آواز دیتے مرحبا اے حسینؑ مرحبا کہتے جاتے کہتے جاتے اور علیؑ آگے بڑھتے جاتے اور کہتے حسینؑ بدر میں ہم بھی لڑے بیٹا اُحد میں ہم بھی لڑے علیؑ کہتے جاتے خیبر میں ہم بھی لڑے خندق میں ہم بھی لڑے لیکن میرے حسینؑ میں جب بھی لڑا سیراب لڑا پانی پی کر لڑا کھانا کھا کر لڑا ارے میرے شیر تُو تو پیاسا لڑا ہے ماشاء اللہ جزاک اللہ تعزیت ادا کرنے آئے ہو یہی شان ہے تم نے نو دن اس عزاخانے میں رونق کی ہم تمہیں یہاں کے متولی یہاں کی انتظامیہ کی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ دُور دُور سے آئے اپنے کاموں کو چھوڑ کر آئے تم نے عزاخانے کی رونق بڑھائی اور اس وقت تم تعزیت کے لیئے بیٹھے ہوئے ہو یاد رکھنا حسینؑ کی لڑائی کسی دن پڑھوں گا گیارہ محرّم کے بعد اس لیئے کہ تھوڑی دیر میں حسینؑ کی لڑائی نہیں پڑھی جاسکتی یوں حملہ کرتے کہتے جس کے بتیس سال کے

بھائی کو مارا اب اُس کا لڑنا دیکھو کبھی یہ کہہ کر تلوار سے حملہ کرتے ارے تم نے میرے جوان بیٹے علی اکبرؑ کو مارا اور اب اس بوڑھے کی لڑائی دیکھو دنگ تھے لڑائی دیکھنے والے ستاون سال کا بوڑھا یوں لڑ رہا تھا لیکن جب ھل من ناصر کی صدا دیتے اور کوئی بھی ناصر آتا تو اس کو ہٹا دیتے ایسے میں ایک مسافر آ گیا اُس نے سلام کیا حسینؑ نے جواب سلام دیا وہ رک گیا درویش تھا حسینؑ نے پوچھا کہاں سے آیا ہے کہا ہم اپنے گھر سے نکلے تھے کہ نجف کی زیارت کو جائیں گے لیکن جب سرحد پر پہنچے تو اس لشکر یزید نے ہمارا مال و اسباب لوٹ لیا اور ہم فرات کو پار کرنے کے لیئے نجف جانے کے لیئے یہاں آئے لیکن ہم نے دیکھا کہ تم زخموں سے چور چور ہو اور سارے لشکر نے تم کو گھیرا ہے جب تم پانی کا سوال کرتے ہو تو جواب میں تیر آتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ رُک کر تمہاری مدد کریں تو حسینؑ نے کہا کیا کرے گا رُک کر جا جلدی جا نجف جا تجھے علیؑ کا جمال اللہ جلدی دکھائے گا زیارت کر کے جلدی گھر واپس جا کہا کیوں جلدی واپس کیوں جاؤں، کہا اس لیئے کہ تیری ایک بیٹی وطن میں ہے تو اپنے گھر سے جب چلا تھا تو تیری بیٹی نے تجھے رخصت کیا تھا تو، تو نے اپنی بیٹی سے وعدہ کیا تھا کہ جب واپس آؤں گا تو تیرے لیئے تحفہ لاؤں گا تیری بیٹی گھر پہ دن گنا کرتی ہے تیرا انتظار کرتی ہے۔ اُس نے گھبرا کر کہا آپ کو کیسے معلوم کہ میری ایک بیٹی میرے گھر پر میرا انتظار کر رہی ہے حسینؑ نے کہا اس غم میں مَیں بھی مبتلا ہوں میری بھی ایک بیٹی بیمار وطن میں ہے میں اُس کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ اس غم سے میں بھی واقف ہوں کہ بیٹی جب باپ کو یاد کرتی ہے تو بیٹی پر کیا گذرتی ہے اُس نے کہا نہیں نہیں یہ صفت تو کسی ولی میں ہوتی ہے یا کسی امام میں ہوتی ہے لیکن میں تو نجف جاؤں گا اور وہاں سے مدینے جاؤں گا میں گھر نہیں جاؤں گا حسینؑ نے کہا مدینے جا کر کیا کرے گا۔ اُس نے کہا وہی تو جنّت کا مقام ہے

وہاں میرے امام حسینؑ رہتے ہیں میں وہاں علیؑ کے بیٹے حسینؑ کی زیارت کروں گا پھر گھر جاؤں گا، کہا حسینؑ کو دیکھے گا تو پہچان لے گا، کہا دیکھا تو نہیں مگر پہچان لوں گا، کہا حسینؑ کو میں جان جاؤں گا تو کہیں دُور سے کسی بی بی کی آواز آئی حسینؑ تو یہیں ہیں۔

فرما سکے نہ یہ کہ شہہ مشرقین ہوں

مولا نے سر جھکا کے کہا میں حسینؑ ہوں

قدموں سے لپٹ گیا کہا یہ کیا کہا کون حسینؑ...... پھر اُس بی بی کی آواز آئی ارے کائنات میں ایک ہی تو حسینؑ ہے فاطمہ کا لعل حسینؑ بس یہ سننا تھا کہ تلوار نکالی کہا میں آپ کی نصرت کروں گا جنگ کرنا شروع کی آگے بڑھ کر حملہ کیا اشقیا نے اُسے قتل کیا جب گھوڑے سے گرا تو حسینؑ آئے سر کو اُٹھا کر زانو پہ رکھا، کہا بھائی گھر نہ گئے جان دے دی کہا اب اس سے بڑھ کر جنتیں کہاں، کہا بھائی اب کیا نظر آتا ہے کہا مولا علیؑ سامنے آگئے کہا یہی تو دعا دی تھی کہ مرنے سے پہلے تجھ کو علیؑ کی زیارت ہو جائے کہا ہاں مولا علیؑ کی زیارت ہوگئی حسینؑ کا آخری ناصر بھی خدا حافظ کہہ کر رخصت ہوا۔ اب کوئی نہ تھا۔ حسینؑ زخموں سے چور ہوتے چلے یہاں تک کہ زخموں سے لہو ٹپکتا چلا۔ حرملہ کے تیر نے یہ کیا کہ حسینؑ کی پیشانی سے لہو کا فوارہ چھوٹا اب حسینؑ سنبھلنے نہ پائے۔ بس ایک بار گھوڑے کی گردن میں بانہیں ڈال دیں ہرنے پر سر رکھ دیا گھوڑا سمجھ گیا، اپنے سوار کو سنبھالے ہوئے آگے بڑھتا چلا، کان میں حسینؑ کہتے چلے ذوالجناح تجھے راستہ معلوم ہے مقتل تجھے دکھا دیا ہے، ہاں پہچان یہ ہے کہ وہاں سے میری اماں کے رونے کی صدا آئے گی تو، تو اماں کی صدا پہچانتا ہے وہیں رُک جانا، اے ذوالجناح مجھ کو وہیں پر اتار دینا۔ آہستہ آہستہ گھوڑا حسینؑ کو لیے ہوئے مقتل کی طرف چلا، ایک بار چاروں طرف اُس نے دیکھا، ایک بلند جگہ نظر آئی وہاں پر آہستہ بیٹھ کر حسینؑ کو اتار دیا زمین

سے کانپتے ہوئے دو ہاتھ نکلے آواز آئی میرے لعل فاطمہؑ نے یہ جگہ بالوں سے صاف کر دی ہے بیٹا ماں یہاں موجود ہے، آ جا میرے لعل میری گود میں آ جا، (جزاک اللہ) اللہ تمہارے گھروں کو آباد رکھے تمہیں نظر بد سے بچائے شامِ غریباں کی مجلس ہے، حسینؑ سنبھلے سجدۂ آخر کا وقت تھا عصر کا ہنگام تھا حسینؑ اپنے لہو سے وضو کر چکے تھے کہنیوں تک لہو تھا اب سجدۂ آخر کی فکر تھی، ایک بار ایک مٹی کے ٹیلے سے پشت لگا کر بیٹھ گئے کہ وقت عصر آئے تو ہم سجدے میں جھک جائیں لیکن کسی میں ہمت نہ تھی کہ کوئی آگے بڑھ سکتا۔ حسینؑ نے پیشانی کو سجدے میں رکھ دیا عمر سعد نے حکم دیا جلدی جاؤ کوئی حسینؑ کا سر کاٹ کر لائے لیکن جو جاتا واپس آ جاتا تو یہی پوچھتا ابن سعد کیوں واپس آ گئے کہا جب بھی ہم قریب جاتے ہیں کوئی بزرگ حسینؑ کی گردن پر اپنی گردن رکھ دیتے ہیں ہمیں عجیب منظر نظر آتا ہے، کوئی بی بی ہمارے ہاتھوں سے لپٹ جاتی ہے، عمر ابن سعد نے کہا یہ تمہارا وہم ہے مشورہ کیا اُس نے شمر سے کیا کیا جائے کہا یہودی کو بلا لو تا کہ اُس کو پتہ نہ ہو کہ اسلام کیا ہے، اُس کو نہ معلوم ہو کہ حسینؑ کیا ہیں اور نبیؐ کیا ہیں اُس کو بھیج دو وہ سر کاٹ کر لائے گا، لشکر یزید میں کچھ وہ بھی آئے تھے جو گھوڑوں کا علاج کرتے تھے اُن میں ایک یہودی تھا اُس کو بلا کر کہا تم کو اتنے اتنے درہم و دینار دیئے جائیں گے جاؤ وہ زخمی پڑا ہے اُس کا سر کاٹ کر لے آؤ بس اتنا سا کام ہے ہم بڑا انعام دیں گے وہ تلوار لے کر چلا قریب پہنچا دیکھا ایک زخمی ہے جس کے ایک ایک زخم سے لہو بہتا ہے تو اُس نے کہا اے مسافر ہم صبح سے دیکھ رہے ہیں کہ تیرے دوست مارے گئے لیکن تو نے شکر کیا اے مسافر ہم نے دیکھا تیرا جوان بھائی مارا گیا لیکن تو نے صبر کیا ہم نے دیکھا تیرا جوان بیٹا مارا گیا پھر بھی تو نے صبر کیا تیرا چھوٹا سا بچہ مارا گیا تو نے صبر کیا لیکن اے پردیسی تجھے اپنے جوان بیٹے کی قسم تجھے اپنے جوان بھائی کی قسم مجھ کو بتا تو کون ہے

سر کو اُٹھا مجھ کو بتا تیرا نام کیا ہے تو کس خاندان سے ہے وہ قسمیں دیتا چلا گیا لیکن حسینؑ نے سر نہ اُٹھایا ایک بار اُس نے آواز دی یہ جو درِ خیمہ پر بی بی چلا رہی ہے تجھ کو اس کی قسم ہے بتا تو کون ہے...... حسینؑ نے سر اُٹھایا کہا بھائی وہ میری بہن زینبؑ ہے میں مسلمانوں کے نبی محمدؐ کا نواسہ ہوں میں فاطمہؑ کا بیٹا ہوں یہ سننا تھا کہ اُس نے تلوار کا رُخ پھیر دیا کہا ارے اپنے نبیؐ کے نواسے کو یہ اُمت قتل کر رہی ہے۔ ہم تو اپنے نبی موسیٰؑ کو اتنا مانتے ہیں کہ اگر وہ آ جائیں تو اپنا سر کاٹ کر اُن کے قدموں میں ڈال دیں۔ تو سنو حسینؑ ہم نے کلمہ پڑھا۔

"لَآ اِلٰہ الااللّٰہ محمدؐ رسول اللّٰہ" اور اب ہم تم پر جان دیں گے۔ اقوامِ عالم اور حسینؑ، اقوامِ عالم اور حسینؑ، اُس نے تلوار چلائی اور لڑتے لڑتے جان دے دی ہم نے دیکھا حسینؑ کے چاہنے والے ہر قوم میں پائے جاتے ہیں اگر مسلمان حسینؑ سے محبت کرے گا تو کوئی ہم پر احسان نہیں کرے گا۔ مسلمان پہچانا جائے گا اگر حسینؑ سے محبت کرے گا اور حسینؑ کی عزا کرے گا۔ کچھ دیر گزری تھی کہ اشقیا آگے بڑھے شمر نے کہنیوں تک آستین چڑھالی، حسینؑ نے یہی کہا کیا بے ادبی کرتا ہے ارے کیا قرآن پر قدم رکھا ہے۔ بس زیادہ نہیں پڑھوں گا تقریر ختم ہوگئی، اک بار زینبؑ نے جنابِ سیّد سجادؑ کا بازو ہلایا کہا بیٹا بچوں سے خبردار بیبیوں سے خبردار میں اماں کی وصیت پوری کرنے کیلئے میدان میں جاتی ہوں ایک بار جب آ گئی زہرؑا کی صدا تو زینبؑ نے خیمے کا پردہ اُلٹ دیا اور تیز قدم سے چلیں، اب جو تیز قدم سے چلیں دیکھا سامنے سے ذوالجناح آ رہا ہے پیشانی سے لہو بہتا ہوا آواز دی کہا میں سمجھ گئی اے بھیّا کے گھوڑے جا سکینہؑ کو بتا دے کہ کیا ہوا زینبؑ نے مقتل کا رُخ کیا دیکھا اشقیا نے حسینؑ کو گھیرا ہوا تھا باجے بج رہے تھے ایک بار علیؑ کی بیٹی نے جلال کے عالم میں آواز دی نبیؐ

کی نواسی آرہی ہے علیؑ کی بیٹی آرہی ہے گھبرا گئے اشقیا۔ کہا راستہ دو فاطمہؑ کی بیٹی آرہی ہے۔ مجمع کائی کی طرح پھٹ گیا سب نے دیکھا چادر زمین پر خط دے رہی تھی زینبؑ علیؑ کی طرح جلال میں چل رہی تھیں۔ اور بھائی کے لاشے تک پہنچیں آواز دی بھیا زینبؑ آئی ہے۔ زینبؑ آئی ہے حسینؑ نے کٹے ہوئے سر سے آواز دی، آؤ زینبؑ ماں کی وصیت پوری کرو، زینبؑ نے اپنے دونوں گھٹنے زمینِ کربلا پر رکھے حسینؑ کے لاشے کو فاتح خیبر کی بیٹی نے اٹھایا اور رُخ کیا نبیؐ کے روضے کی طرف کہا پروردگار یہ قربانی ہے محمدؐ کی قربانی یہ فاطمہؑ کی قربانی تیری بارگاہ میں زینب پیش کرتی ہے تَقَبَّلَ مِنَّا هٰذَا الْقُرْبَان یہ کہہ کر لاشے کو زمین پر رکھ دیا اللہ رے، ثانی زہراؑ کا صبر مگر زینبؑ بھائی کے لاشے سے کیسے ہٹائی گئیں۔ ایک تازیانہ لے کر شمر آگے بڑھا بھائی کے لاشے سے زینبؑ کو کیسے ہٹایا گیا بھائی کے لاشے سے ہٹیں ایک بار مڑ کر خیمے کو دیکھا یاد آیا بیمار بھتیجا وہاں ہے اب جو دیکھا خیمہ جل رہا تھا۔ ہاں آ گئی شامِ غریباں، اشقیا گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے جلتی ہوئی مشعلیں لیئے ہوئے خیموں کو جلاتے جاتے تھے۔ خیموں میں آگ لگاتے جاتے تھے خیمے جل رہے تھے۔ تمام بیبیاں ایک دوسرے کے پیچھے چھپتی جاتیں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے ایک خیمے سے دوسرے خیمے میں تیسرے خیمے میں، سب نے کہا شہزادی اب آپ بتائیے ہم کیا کریں۔ زینبؑ نے سب کو لیا سیّد سجادؑ کے خیمے میں پہنچیں۔ کہا بیٹا سارے خیمے جل چکے اب تمہارے خیمے میں بھی آگ لگ گئی بتاؤ کیا کریں، جل کے مر جائیں ان خیموں میں یا باہر نکلیں، کہا پھوپھی اماں جان بچانا واجب ہے، سب کو لے کر صحرا میں نکل جایئے، بچوں کو لے کر صحرا میں نکل جایئے، جناب زینبؑ بیبیوں کو لے کر، بچوں کو لے کر صحرا میں نکل گئیں، سب کو صحرا میں پہنچا دیا، خیمہ جل رہا تھا، اب زینبؑ نے جلتے ہوئے خیمے کا طواف کیا کسی ظالم نے پوچھا کیا مال

واسباب رہ گیا تمہارا کہا میرا بیمار بھتیجا ہے اس جلتے ہوئے خیمے میں وہ کہتا ہے ہم نے دیکھا اُس بہادر عورت کو کہ ایک بار جلتے ہوئے خیمے میں آگ میں زینبؑ نے قدم رکھ دیا ہم سب یہ سمجھے کہ یہ عورت بھی جل جائے گی لیکن جب باہر آئی۔ باہر آئی تو فاتح خیبر کی بیٹی جنابِ سیّد سجادؑ کو اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے صحرا میں لاکر جناب سیّد سجادؑ کو لٹا دیا، رات آگئی کربلا پہ رات چھا گئی۔ اشقیا باجے بجا رہے تھے خوشیاں منائی جارہی تھیں لیکن اسیر جلتی ہوئی ریت پر بے سایہ بیٹھے تھے سر پر چادریں نہیں تھیں فِضہّ آگے بڑھیں کہا کچھ پتہ ہے بی بی نعلیں ٹھوکی جارہی ہیں گھوڑوں کو تیار کیا جارہا ہے ابن سعد نے حکم دیا ہے کہ حسینؑ کے لاشے کو پامال کردو۔ حسینؑ کے لاشے پر گھوڑے دوڑا دو۔ اب بیکس بہن کیا کرتی بھائی کا لاشہ گھوڑوں سے پامال ہو گیا اللہ اللہ لیکن بھائی نے یہ کہا تھا بچوں کا خیال رکھنا۔ زینبؑ کہیں نہ گئیں بس وہیں پر آگے بڑھ کر میدان میں جنگ تو دن بھر ہوئی تھی کسی کی تلوار پڑی تھی کسی کا نیزہ پڑا تھا آگے بڑھ کر زینبؑ نے ایک نیزہ اٹھالیا۔ ہاتھ میں نیزہ لے کر بیبیوں کے اور بچوں کے گرد طلایہ پھرنا شروع کیا اور یہ کہتی جاتیں ربابؑ گھبرانا نہیں زینبؑ ہے آواز دی، لبابہ اگر عباسؑ نہیں ہے تو آج زینبؑ عباسؑ بن گئی ہے تقریر ختم ہو رہی ہے ماتم کرو شامِ غریباں ہے۔ آواز دی اُم فرواؑ اگر قاسمؑ نہیں تو میں ہوں۔ اُمّ الیلیٰؑ اگر علی اکبرؑ نہیں تو میں ہوں۔ اے سکینہؑ اگر حسینؑ نہیں تو آج زینبؑ حسینؑ بن گئی ہے، ہم حفاظت کریں گے، تم سب کی حفاظت کریں گے۔ رات گذرتی گئی آدھی رات آگئی اور زینبؑ نے طواف کرنا شروع کیا دُور تک دیکھتیں اور صحرا کی طرف دیکھ رہی تھیں کہ دیکھتیں کوئی آتو نہیں رہا ہے حفاظت کررہی تھیں۔ ایک بار دیکھا گھوڑے پر ایک سوار تیز تیز گھوڑا دوڑاتا ہوا چلا آتا ہے اُس کے چہرے پر نقاب ہے دور سے آواز دی...... ٹھہر جا...... خبردار...... اے گھڑ سوار اِدھر نہ آنا

حسینؑ کے گھر کے بچے ہیں نبیؐ کے گھر کی بیبیاں ہیں اے سوار اِدھر کا رخ نہ کرنا گھڑ سوار نہیں رُکا تو زینبؑ نے آواز دی ارے رحم کر بچے دن بھر کے تھکے ہیں پیاسے ہیں ہم نے بچوں کو یہاں لٹایا ہے بے آرام نہ ہو جائیں ہمارے بچے دن بھر کے تھکے ہوئے سو گئے ہیں، آگے نہ بڑھنا لیکن وہ نہیں مانا اور قریب آتا گیا۔ ایک بار زینبؑ علیؑ کے جلال کے ساتھ آگے بڑھیں اور بڑھ کر اُس کے گھوڑے کی لجام کو پکڑ لیا اور لجام پکڑ کر کہا اب تو آگے نہیں بڑھ سکتا علیؑ کی بیٹی بہت بہادر ہے تو گھوڑے کو آگے نہیں بڑھا سکے گا میرے ہاتھ کی طاقت تجھ کو آگے نہیں بڑھنے دے گی۔ جیسے ہی لجام فرس کو پکڑا سوار نے نقاب کو اُلٹا آواز دی زینبؑ، اے زینبؑ تیرا باپ علیؑ آ گیا زینبؑ جا اب علیؑ حفاظت کرے گا۔ ایک بار قدموں سے لپٹ گئیں کہا بابا گھر اُجڑ گیا میرا گھر اُجڑ گیا جوان مارے گئے، یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ۔

سلامِ آخر پیش کیا گیا:۔

سلام خاک نشینوں پہ سوگواروں کا
غریب دیتے ہیں پُرسہ تمہارے پیاروں کا

❁ ❁ ❁ ❁

گیارھویں مجلس

مذاہبِ عالم اور عزاداری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

امام بارگاہ خیمۂ سادات میں عشرۂ مجالس کے سلسلے کی گیارہویں تقریر اور عشرہ ثانی کی پہلی تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ عنوان وہی ہے ''اقوامِ عالم اور امام حسینؑ کی عزاداری'' ہم نے عنوان میں یہ لفظ نہیں رکھا کہ کون سے مذہب کون سی اُمتیں بحیثیت قوم اپنے مُلک شہر یا اپنی ثقافت اور تہذیب سے پہچانی جاتی ہے اور قوم پہلے قوم ہوتی ہے مذہب بعد میں ہوتا ہے مثلاً ہم سب پاکستانی قوم ہیں جب ہم نے یہ کہا کہ اس مُلک کی قوم ہم ہیں تو اُس میں یہ بحث نہیں ہے کہ کون کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے کس فرقے سے تعلق رکھتا ہے تو ہم گفتگو کر رہے ہیں اخلاقی تہذیبی تمدّنی اور ثقافتی اور اب تک ہماری تقریروں میں کوئی مذہبی بحث آئی ہی نہیں اور جب مذہبی بحث میں شدّت نہیں ہوگی تو فرقہ وارنہ گفتگو کا کہیں سے بھی شائبہ نہیں ہوگا۔ اچھا لگا کہ عنوان سب کو پسند آیا اور اپنے خیالات کا اظہار دانشوروں نے علماء نے وُکلاء نے شعراء نے کیا جس میں صرف شیعہ حضرات نہیں بلکہ دیگر مسلک کے حضرات نے اپنا پیغام ہم تک پہنچایا کہ ہمیں یہ موضوع پسند آیا مقصد یہی ہے کہ لوگوں کو پسند آئے لوگوں کے چہرے پر ناگواری کے آثار نہ ہوں حسینؑ سب کو پیارے ہیں اور دنیا کا کوئی انسان

روئے زمین پر شاید ہی کوئی ایسا بد بخت ہو کہ جو یہ کہے کہ ہمیں حسینؑ سے محبت نہیں یا حسینؑ کو ہم جانتے نہیں یا حسینؑ سے ہمیں دلچسپی نہیں وہ ہوگا تو روئے زمین پر مگر انسان نہیں ہوگا۔ وہ ایک چلتی پھرتی میت ہوگا۔ سانس آرہی ہوگی لیکن مردہ ہوگا۔ جو زندہ ہے جو اپنے آپ کو محسوس کرتا ہے ہم کسی مقصد کے لیئے دنیا میں جی رہے ہیں وہ حسینؑ کو بہت اچھی طرح سے جانتا ہے حسینؑ جس طرح بزرگوں کو پیارے ہیں اس طرح جوانوں کو بھی پیارے ہیں اور جیسے جوانوں کو پیارے ہیں اسی طرح بچوں کو بھی پیارے ہیں ابھی آپ کے سامنے میرا بھانجا حسین رضا جو مثل میرے بیٹے کے ہے کہ جس کو میں نے اپنی گود میں کھلایا ہے اور پالا ہے تو بچپن سے یہ جب سے یہ پیروں چلنے لگا جب سے یہ میری مجلسیں سن رہا ہے اور ایک پورے عشرے کا یہ بانی ہے چہلم میں یہ عشرہ کرتے ہیں وہ عشرہ پڑھنے ہم کراچی جاتے ہیں انہوں نے ہماری مجلسیں چھوڑی نہیں جیسے ہی ان کے پیپر ختم ہوئے یہ بھاگ کر لاہور آ گئے کہ ہم مجلسیں سنیں گے عاشور یہاں کریں گے یہ چھوٹے سے تھے کوئی پانچ برس کے تو ان کا ہم ایک لطیفہ آپ کو سنا رہے ہیں۔ کہ۔ ہمارے بچے اگر غور سے مجلسیں سنیں تو اُن کی معلومات آسمان سے باتیں کرنے لگتی ہیں یہ مجلسوں کے فوائد ہیں یہ (O.Level) میں پڑھتے ہیں انگریزی تعلیم حاصل کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود کہ کسی مذہبی درسگاہ میں نہیں بیٹھے لیکن ان کی علمی معلومات کسی بڑے سے کم نہیں اس چھوٹی سے عمر میں اُس کی وجہ صرف یہی ہے کہ مجلسوں میں بیٹھنے کا کیا فائدہ ہے ایک دن کھانا کھا رہے تھے ہم لوگ سب بڑے ہی لوگ بیٹھے ہوئے تھے یہ بھی ہمارے ساتھ کھانا کھا رہے تھے ان کا چھوٹا بھائی عباس رضا بھی تھا آپس میں کچھ بحث ہو رہی تھی تو اُن کے چھوٹے بھائی نے کہیں ان کو کسی بات پہ کچھ جو گفتگو ہو رہی تھی ہم کو نہیں معلوم ہم نہیں سن رہے تھے ہم لوگ اپنی

باتیں کر رہے تھے اُن کو اُس نے کہہ دیا کہ بھائی تم جھوٹ بول رہے ہو انہوں نے کہا کہ میں تو جھوٹ نہیں بول رہا ہوں جھوٹ تو اصل میں دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ یزید نے بولا تھا یہ جملہ جب ہم لوگوں نے سنا تو پھر ہم مخاطب ہوئے اُن کی طرف تو ظاہر ہے کہ ہم سب جو بیٹھے تھے بزرگ لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے یہ انہوں نے کہا کیا کون سا جھوٹ یزید نے بولا اب نہ میرے ذہن میں آ رہا ہے کہ دنیا کا کون سا سب سے بڑا جھوٹ یزید نے بولا جو ہمارے سامنے بہت معلومات والے لوگ بیٹھے تھے وہ بھی ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے آنکھوں آنکھوں میں کہ بھئی یہ انہوں نے کیا کہا یعنی ہم اُس وقت تک اُس کو مذاق ہی سمجھ رہے تھے اس لیئے کہ ہمیں جواب نہیں مل رہا تھا ان کی بات کا ہمارے پاس جواب نہیں تھا تو آخر میں جب ہم نے اپنے ذہن کو ٹٹول لیا کہ اس کا جواب ہمارے پاس نہیں ہے تو ہم نے ان سے پوچھا بلکہ سب ہی نے پوچھا کہ بھئی وہ سب سے بڑا جھوٹ کون سا ہے جو یزید نے بولا تو انہوں نے کہا اچھی مجلسیں پڑھتے ہیں آپ، آپ کو نہیں معلوم آپ مجلسوں میں خود ہی پڑھ چکے ہیں تو میں نے کہا بھئی مجھے نہیں یاد تم بتاؤ۔ کہنے لگے جب قافلہ لٹ کر یزید کے دربار میں پہنچا تو یزید نے کہا خدا لعنت کرے ابن زیاد پر میں نے تو قتل کا حکم نہیں دیا تھا اُس نے قتل کر دیا حسینؑ کو، دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ اپنے دربار میں یزید نے بولا اور اُسی جھوٹ پر تاریخ یہ چاہتی ہے کہ کسی طرح یزید کو بچالے اور یہ کہہ دے کہ وہ کوفے میں واقعہ ہو گیا قافلہ جا رہا تھا کچھ لوگوں نے قتل کر دیا حسینؑ کو، کوفے والوں نے مار دیا۔ یزید تو شام میں بیٹھا تھا اور اُس کا یہ کہنا کہ میں بری ہو جاؤں قتلِ حسینؑ سے ابن مرجانہ نے ایسا کیا لیکن تاریخ فیصلے کرتی ہے فتوے لیئے تھے اُس نے علماء سے فقیہوں سے قرآن سے فال دیکھی گئی کیا حسینؑ کو قتل کیا جائے تو قرآن نے لعنت کی جو حسینؑ کو قتل

کرے تو اُس پر قیامت تک لعنت ہوگی تو یزید نے قرآن پر تیروں کی بارش کردی یہ ہے تاریخ تو یزید کو بچائیں یا نہ بچائیں اور جو جی چاہے سوچنے والے کریں مسئلہ ہمارے یہاں علم کے میدان میں کچھ دوسرا ہے۔ دیکھیں علم کسی سے ہارتا نہیں اور علم کو کوئی دلیل نہیں دے سکتا۔ علم نے کیا کہا ہم علم سے پوچھیں گے کہ حسینؑ کا قتل جو ہے کیا اُس سے یزید کو بری کیا جاسکتا ہے بچایا جاسکتا ہے تو علم جواب دے گا اب سنیئے علم کیا کہتا ہے۔ علم کہتا ہے کہ امام کائنات کا دل ہے جس نے دل کو قتل کردیا اُس نے جسم کی دھڑکن کو قتل کردیا۔ سانس و روح و نفس کو قتل کردیا۔ امام کا قتل کائنات کا قتل ہے ہوگئی نہ بات اس میں قاتل کا کوئی نام نہیں ہے اب دیکھئے علم یوں ترقی کرتا ہوا دلیلیں دیتا چلا جاتا ہے علم نے کہا امام کائنات کا دل ہے جس نے امام کو قتل کیا اُس نے کائنات کو قتل کردیا یہ علم نے کہا۔ علم نے ایک فتویٰ دیا جو اٹل ہے کہ امام کا قتل کائنات کا قتل ہے۔ بات ختم ہوگئی۔ اس میں نہ امام کا نام ہے نہ قاتل کا نام ہے علم بول رہا ہے اب بحث آئے گی حسینؑ امام تھے یا نہیں تو جب یہ بحث آئے گی تو پھر تاریخ آواز دے گی کہ دنیا میں سب سے پہلے جن لوگوں کی امامت کا اعلان ہوا عجیب تاریخ ہے امام حسن اور امام حسینؑ سے پہلے کسی کو امام بنایا ہی نہیں گیا۔ امیر خسرو نے لکھا ''راحت المحبین'' میں کہ خدا نے حسنؑ اور حسینؑ کے بچپن میں اعلان کر کے کہا تھا یہ دو امام ہیں ان کی بیعت کرو۔ اصحاب نے بیعت کی تھی بچپن میں رسولؐ کے حکم پر کہ یہ دونوں امام ہیں امام حسنؑ امام حسینؑ کبھی کبھی علم دعوت دیتا ہے لفظ امام .... اب دہراؤں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کتنا اچھا لگ رہا ہے۔ امام حسنؑ اور امام حسینؑ دو نام کوئی ایسے لا دے کہ جس کے ساتھ لکھ کر ہم کہیں امام فلاں اور اچھا لگ جائے۔ امام حسنؑ امام حسینؑ حضورؐ نے فرمایا یہ کھڑے ہوں تو امام یہ بیٹھ جائیں تو امام .... اُمّ المومنین حضرت عائشہ

فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا یہ بیٹھے ہوں تو امام یہ کھڑے ہوں تو امام یہ جھولے میں ہوں تو امام یہ جوان ہوں تو امام یہ بوڑھے ہوں تو امام یہ جدھر جائیں امامت اُدھر جائے۔کب کہا حسنؑ اور حسینؑ چھوٹے تھے یہ طے ہوگیا نہ کہ امام حسینؑ امام ہیں اب دوسرا جملہ جس عہد میں حسینؑ امام ہیں کروڑوں روپے کا جملہ ہے جو کہنے جارہا ہوں پوری روئے زمین پر کیا مُلکِ عرب جہاں جہاں اقوام آباد تھیں ۶۱ھ میں سوائے حسینؑ کے مدینے سے مکہ تک ایران تک عراق تک کوئی دوسرا امام نہیں تھا...... ہے اس کا کوئی جواب حسینؑ ہی امام تھے۔حسینؑ کے مقابل کسی نے آکر نہیں کہا کہ ہم بھی امام ہیں کیا کہہ رہا ہوں......امام جعفر صادق علیہ السّلام کے دور تک آتے آتے یہ ہوا کہ لوگوں نے کہا ہم بھی امام ہم بھی امام لیکن حسینؑ کے دور میں لوگ امامت کے معنی نہیں جانتے تھے۔اس لیئے بنتا کیسے تو یہ طے ہوگیا کہ امام کائنات میں ۶۱ھ میں ایک تھا اور اُس کا قتل۔اب میں قریب آرہا ہوں امام کے ابھی میں نے صرف یہ بتایا کہ امام کون تھے۔میں نے نہیں بتایا قاتل کون ہے اب علم یہ کہتا ہے کہ ایسا انسان جو انسانیت کی ہدایت کے لیئے آئے اور نیک کاموں کی تلقین کرے اُس کو کوئی قتل کردے کوئی ہو۔تو جو اُس کو کوئی قتل کردے اور وہ قتل ہوجائے۔قتل ہوجائے اور کوئی انسان اُس کے قتل کی خبر سُن کر قاتل کا ذرا سا بھی فیور (Favour) کرجائے کہ قاتل نے جو کچھ کیا صحیح کیا وہ جہنمی ہے...... یہ ہے علم کوئی نیک انسان کوئی ولی کوئی نبی کوئی امام مارا جائے اور یہی نہیں کہ اُس عہد میں حضورؐ نے فرمایا قیامت تک جو اچھے انسان قتل ہوئے ہیں اگر اُن کے قاتل کی کوئی تعریف کرے گا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ہے کوئی ایسا مسلمان جو نمرود کی تعریف کرے،فرعون کی تعریف کرے، شدّاد کی تعریف کرے،ابوجہل کی تعریف کرے،ابولہب کی تعریف کرے،جس دن

تعریف کرے گا صرف ایمان اور اسلام کے دائرے سے نہیں وہ انسانیت کے دائرے سے نکل جائے گا تو یہاں سوال ہے انسانیت کا کبھی میں نے کہا تھا پاکستان کے مشہور خطاط مشہور آرٹسٹ (Artist) صادقین جن کی تصویریں اسٹیٹ بینک سے لے کر پاکستان کے تمام شہروں کی آرٹ گیلریوں میں لگی ہیں اُن کی تصویروں کی نمائش تھی اور صدرِ پاکستان جنرل محمد ایوب خان اُس کا افتتاح کرنے آئے تھے صادقین کی تصویریں صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خان نے دیکھیں اور پھر صادقین سے ملاقات کی کہا بھئی صادقین ہم تم سے صرف ایک سوال پوچھیں گے کہا پوچھیں۔ کہا یہ بتاؤ کہ یزید بڑا ظالم تھا یا چنگیز خان انہوں نے کہا صاحب میں ایک آرٹسٹ (Artist) ہوں مجھے مذہبی سوال میں کیوں پھنسا رہے ہیں اور مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کہا چونکہ تم آرٹسٹ (Artist) ہو اس لیئے تم سے پوچھ رہے ہیں کہ یہ آرٹ (Art) کا سوال ہے یہ مذہبی سوال نہیں ہے۔ اب پتہ چلا کہ حسینؑ کہاں کہاں ہیں۔ تو صادقین نے بھی کمال کا جواب دیا۔.......... اور جواب میں صادقین نے ایک پینٹنگ (Painting) بنادی آرٹ کی ایک تصویر بنادی ایوب خان کو جو جواب دیا۔ کہا یزید بڑا ظالم تھا۔ کہا کیوں۔ چنگیز سے زیادہ ظالم یزید کیوں تھا۔ صادقین نے کہا اس لیئے کہ چنگیز خان نے تو لاکھوں انسانوں کو قتل کردیا۔ منگول سے نکلا تو کہاں کہاں قتل عام کیا، لاکھوں انسانوں کا لہو بہایا چنگیز نے، یزید تو کسی لڑائی میں ہی نہیں گیا۔ میدان میں لڑا ہی نہیں پھر تم نے کیسے کہا کہ یزید چنگیز خان سے زیادہ ظالم تھا۔ کہا ہاں یزید بڑا ظالم تھا کہا کیوں...... کہا اس لیئے کہ چنگیز خان نے انسانوں کو قتل کیا۔ چنگیز خان نے انسانوں کو قتل کیا اور یزید نے انسانیت کو قتل کیا...... جو انسانیت کو قتل کردے وہ بڑا ظالم ہوتا ہے۔ یہی مسئلہ ہے ہمارے مُلک پاکستان کا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ انسانوں کا قتل

آواز یہ ہے اتحاد کی گفتگو یہ ہے کہ انسانیت کو قتل نہ کیا جائے سب سے بڑا جرم ہے انسانیت کو قتل کرنا............اقوامِ عالم نے حسینؑ کو یوں دیکھا۔ توجہ...... یہ نہیں سوچا اقوامِ عالم نے کہ ہم کس خدا کو مانتے ہیں ہمارا پیغمبر کون ہمارا دیوتا کون، ہماری دیوی کون، لیکن حسینؑ کے آگے اقوامِ عالم نے اس لیئے اپنے سر کو جھکا دیا کہ یہ وہ انسان ہے جس نے انسانیت کو بلند کردیا۔ اب سمجھو اقوامِ عالم اور حسینؑ کا رشتہ کیا ہے وہ مذہبی دائرے میں حسینؑ کو نہیں دیکھ رہے دنیا کے انسان یہ دیکھ رہے ہیں کہ انسانیت کی لاج کس نے رکھی انسانیت کا احترام کس نے کیا کبھی کسی ہندو کسی عیسائی کسی یہودی نے یہ چند قومیں ہیں جو دنیا میں آج آباد ہیں جب ہم اس دائرے سے نکلیں گے کہ یہ پارسی ہیں، ہندو ہیں، یہ یہودی ہیں، یہ عیسائی ہیں، تو ہم ملکوں میں قوموں کو تلاش کر کے دیکھیں گے کہ وہ حسینؑ کی یاد کیسے مناتی ہیں بار بار جو قومیں آئینگی یہ دنیا کی بڑی قومیں ہیں یہی آباد ہیں روئے زمین پر یا عیسائی آباد میں یا یہودی آباد ہیں یا ہندو آباد ہیں یا وہ ہیں جو لا مذہب ہیں دہریئے ہیں جو خدا کو نہیں مانتے اور اُس میں جو قومیں ہیں اس پر ہم گفتگو کریں گے یہی ہمارا موضوع ہے تو ایک غیر مذہب والا یہ نہیں سوچتا کہ ہم کسی اور مذہب والے کو مان رہے ہیں اور جب وہ اُس کی عقیدت اور محبت میں ڈوب کر اُس کی گفتگو کرتا ہے تو ہم نے تاریخ میں کہیں نہیں دیکھا ادب میں کہیں نہیں دیکھا کہ اُس کی قوم نے اُس سے کہا ہو کہ تم مسلمانوں کے نبیؐ کے نواسے کو کیوں ماننے لگے توجہ ہے نا آپ کی......... بڑے بڑے ہندو دانشور سکھ پارسی پارسی رہنما بمبئی میں حسینؑ کے تعزیے رکھتے ہیں سبیلیں لگاتے ہیں لیکن پارسی قوم نے کبھی اپنی قوم کے پارسیوں سے یہ نہیں پوچھا کہ محرم میں تم سبیلیں کیوں لگاتے ہو کیوں نہیں پوچھا.... اُنہیں معلوم ہے کہ یہ کسی غلط آدمی سے محبت نہیں کر رہے ہیں اب جملہ دے دوں....

اگر کوئی کسی بڑی شاہراہ پر یزید کے نام کی سبیل لگادے اور اُس پر لکھ دے یزید کے نام پہ ہم نے سبیل لگائی ہے، محلّے والے اُسے چھوڑ دیں گے، کیا وہ سبیل رہ جائے گی، ایسا کرنے والا یزید کے نام کے ساتھ ذلیل ورسوا ہو جائے گا، جب حسینؑ کی سبیل لگتی ہے تو کوئی آ کر نہیں پوچھتا کہ یہ کیا ہے ہٹاؤ یہاں سے کیوں نہیں کہہ سکتا...... پانی پلانا انسانیت ہے اگر کوئی پانی ہٹادے گا تو لوگ یہ نہیں پوچھیں گے کہ کیوں حسینؑ کی سبیل ہٹائی یہ کہیں گے کیوں لوگوں کو پیاسا مارنا چاہتا ہے ظالم......... کہاں جل جائے حسینؑ کی محبت کا چراغ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ چھوٹا سا گاؤں لکھنؤ کے قریب فیض آباد اور لکھنؤ کے درمیان ایک گاؤں پورا گاؤں ہندوؤں کا ایک خاندان وہاں رہتا تھا دو بھائی رہتے تھے بڑے بھائی کی بیوی تھی چھوٹا بھائی دیور تھا بھاوج نے کھانا دیا تو ذرا سی ناگواری ہوگئی تو دیور نے کچھ کہہ دیا تو بھاوج نے کہا جھاؤلال تم تو ایسے حکم دیتے ہو جیسے کہیں کے راجے مہاراجے ہو بھاوج کا یہ جملہ برا لگا طے کرلیا اب ہم گاؤں چھوڑ کر چلے جائیں گے ایسے دیور بھاوج کے بہت سے جھگڑے ہوتے رہتے ہیں اور لاہور کے اخبارات اتنے چھاپتے ہیں اتنی دلچسپی ہے ان کو بڑی بڑی ہیڈنگ (Heading) سے چھاپتے ہیں۔ ہم بھی آپ کو ایسا ہی ایک قصہ سنائے دیتے ہیں لیکن ایسے جھگڑے اگر نیک راہوں پر نکل جائیں تو تاریخ میں نام جگمگانے لگتے ہیں لیکن اگر غلط راہوں پر نکل جائیں ایک دن چھپے دوسرے دن ختم عدالت میں مقدمہ چلے وکیل پیسے بنائے یوسف کاظمی صاحب سے معذرت کے ساتھ اور ادارے مزے اُڑائیں کون حق تھا کون ناحق تھا پتہ بھی نہیں چلتا فیصلے بند کر کے عدالت رکھ دیتی ہے۔ محفوظ پاکستان میں جتنے بڑے بڑے فیصلے ہوئے ہیں سب محفوظ، مقدمہ بڑے زور شور سے چلتا ہے فیصلہ جب ہو جاتا ہے انہوں نے کہا بند فائل محفوظ، محفوظ کیوں خطرہ

ہے۔ اللہ اپنی عدالت سے جب فیصلہ سناتا ہے تو کسی حزب اختلاف سے نہیں ڈرتا کہ فیصلے کے بعد کیا ہو جائے گا۔ بعدِ کربلا زینبؑ نے بے خوف ہو کر فیصلہ سنا دیا گیارہ محرّم کو فیصلہ سنا دیا۔ ابھی گفتگو کریں گے، جھاؤلال چلے ابھی کچھ دور چلے تھے کہ آپ نے دیکھا ہوگا پنجاب کی مختلف جگہوں پہ۔ کنڈے گوبر سے بنتے ہیں جس سے آگ جلاتے ہیں پہلے تو گاؤں میں یہ چیزیں بہت ہوتی تھیں اب تو گیس ہے سوئی گیس پہلے یہی سوئی گیس تھی کنڈے سوکھ رہے تھے ان کو بہت خوبصورت دیہاتوں میں بنایا جاتا تھا ایسے مینار کی طرح جنہوں نے دیکھا ہے وہ جانتے ہیں.........

اُن کے پاس سے جو گزرے تو اُس پر ایک کالا ناگ کو برا پھن اُٹھائے بیٹھا ہوا تھا کالا ناگ جیسے ہی اُس پر نظر پڑی یہ اس کو کراس (Cross) کرنے سے پہلے واپس ہو گئے گھر کی طرف یہ سوچ کر کہ یہ بدشگونی ہے سانپ راستے میں آ گیا اب ہم لکھنؤ نہیں جائیں گے واپس ہوئے تو اُدھر سے ایک نجومی آ رہا تھا پنڈت سادھو وہ کہنے لگا جھاؤلال صبح صبح کہاں جا رہے تھے کہا لکھنؤ جا رہا تھا گھر سے بگڑ کے جھگڑا کر کے کہ اب گھر نہیں آئیں گے کہا کیوں واپس آ گئے کہنے لگے وہ سامنے کنڈے پر سانپ بیٹھا ہوا ہے کوبرا سانپ کہا اس کو کیا تم نے کراس (Cross) کر لیا تھا یا ایسے ہی وہیں سے واپس آ گئے کہا یہ کیا کیا تم نے وہ گیا وہ جا رہا ہے اگر تم اُس راستے سے واپس ہوئے ہو وزیر اعظم تو ضرور بنو گے جاؤ اور جہاں جا رہے تھے جاؤ واپس نہ ہو نجومی کے کہنے سے یہ پھر واپس ہو گئے لکھنؤ پہنچ گئے یہاں اُن کے ایک رشتے دار رہتے تھے اُن کے گھر پہنچے انہوں نے کہا ٹھیک ہے ہم تمہیں بادشاہ اودھ نواب آصف الدوّلہ کے ہاں اُن کے دفتر میں ملازم رکھوا دیں گے منشی گری کی ایک جگہ خالی ہے ہم وہاں تمہیں نوکر کرا دیں گے تمہیں کون کون سی زبانیں آتی ہیں۔ کہا فارسی آتی ہے اُردو آتی ہے ہندی

آتی ہے کہا تمہاری رائٹنگ (Writing) کیسی ہے لکھنے میں کہا آپ دیکھ لیجئے، کہا بس ٹھیک ہے یہی لکھنے کا کام ہے وہاں منشیوں کا کام ہی لکھنے کا ہوتا ہے کہا چلو دفتر میں بھرتی کروادیا ملازم ہوگئے اب ظاہر ہے دفتر میں بادشاہ کے پیغامات خطوط احکامات کتابت کے لیئے آتے تھے اُسی زمانے میں ایران کے بادشاہ کا خط آیا آصف الدوّلہ کے پاس آصف الدوّلہ نے اُس خط کا جواب لکھا اور کہا کاتب سے کہو اس خط کا جواب فارسی میں لکھ دے اور ایران بھجوادے شاہ ایران کو بھیجنے والا خط ان کو دیا گیا، جھاؤلال نے اُس کو فارسی میں لکھ کر جواب بھجوادیا خط ایران چلا گیا وہاں سے جواب میں ایران کے بادشاہ نے لکھا کہ آپ نے جو کچھ لکھا اُس کا جواب تو ہم بعد میں دیں گے جس آدمی نے یہ فارسی لکھی ہے اور جس کا یہ خط ہے اُس آدمی کو فوراً بھیجئے ہم اُس کو ایران کا وزیر بنائیں گے کیونکہ ایسی فارسی تو ایران میں بھی لکھنے والا کوئی نہیں جب یہ خط ملا تو آصف الدوّلہ نے کہا بھئی یہ کس نے لکھا تھا خط تو کہا جھاؤلال نے وہ جو ہندو ملازم نیا آیا ہے کہا اُس کو بلاؤ، بلایا کہا کل سے تم اودھ کے وزیر ہو اور بادشاہ ایران کو لکھا کہ آپ کے بتانے کا بہت بہت شکریہ ہم نے اُس کو وزیر بنادیا کوئی اور ہوتا تو وہ خط بھی اُس تک نہ پہنچاتا قدردان ایسے ہوتے ہیں اگر کوئی بتادے کہ آپ کے مُلک میں ایک قیمتی آدمی موجود ہے تو اچھی حکومتیں وہی ہوتی ہیں جو نشاندہی پر اچھے ذہنوں کو اچھے کاموں پر لگادیتی ہیں ایسی اقوام ترقی کرتی ہیں ایسی اقوام کبھی ترقی نہیں کرتیں اچھے ذہن موجود ہوں اور اُنہیں گولیوں کا نشانہ بنادیا جائے ۔ پھر وہ قومیں کبھی ترقی نہیں کرتیں جہاں اچھے دماغوں کو ختم کردیا جائے ۔ ذرا اس پر سوچیں قومیں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ انسانیت کو ختم کرنے کے لیئے پہلے اچھے لوگوں کو زمین پر ماردیا جائے تاکہ درندگی پھیل جائے اور ان انسانوں کو حیوان بنا کر یہودی جو چاہیں کریں ۔ ان کو لوٹیں

ان کو بتاہ کریں اور ان کا سارا پیسہ راکٹوں پر لگا کے چاند پر نکل جائیں مشتری پہ نکل جائیں زہرہ پر نکل جائیں اور انہیں کتابنا کر رکھیں ذرا سوچو کہ اچھے انسان کیوں مارے جارہے ہیں اُس کو روکنے کی تدبیریں کرو۔ ورنہ انسانیت ختم ہوتی چلی جائے گی اور حیوانیت ہر گھر کے دروازے پر دستک دینے لگے گی۔ انسان میں جب درندگی آتی ہے تو یہ نہیں پوچھتی کہ یہ دروازہ شیعہ کا ہے، سنی کا ہے، وہابی کا ہے، ہندو کا ہے، یہودی کا ہے، عیسائی کا ہے، انسانی درندہ جب آتا ہے وہ یہ نہیں پوچھتا تم کون ہو۔ ہاں قرآن میں یہ لکھا ہے کہ جانوروں کا درندہ جب آتا ہے تو پوچھتا ہے سیّد ہو تو چلا جاتا ہے درندہ صرف سیّد کو نہیں کھاتا، یہ قرآن ہے سورۂ یوسف میں یہ بات بھیڑیئے نے بتائی ہے۔ سیّد کو چھوڑ کر جتنی قومیں ہیں وہ اپنی حفاظت کا انتظام خود کریں اور اگر سیّدوں کی عزت کریں تو اُن کی بھی حفاظت ہو جائے گی، انسانی درندے سیّدوں کو قتل کرتے ہیں، جانوروں پر اللہ نے وحی کی ہے کہ اولادِ نبی پر کبھی حملہ نہ کرنا، بادشاہ قدر دان تھا کہا تم وزیر اعظم ہو، وزیر اعظم بنتے ہی جھاؤلال کے سر ایک ذمہ داری لگ گئی ملک میں قحط پڑ گیا قحط جو پڑا تو یہ وہ دور تھا کہ شرفا غریب ہو جائیں مگر پڑوسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے قرضے نہیں لیتے بادشاہ کو معلوم تھا غیرت دار رعایا ہے یہ آٹا، دال، چاول، گیہوں کسی سے مانگیں گے نہیں، سفید پوش ہیں آصف الدوّلہ نے کہا جھاؤلال ایک ایسا امام باڑہ بنواؤ کہ جتنے مزدور کام کریں اُنہیں تنخواہیں ملیں تا کہ قحط دور ہو اور شرفا میں اعلان کر دو کہ رات کے اندھیرے میں آکر اُسے گرادیں، اُنہیں گرانے کی مزدوری دے دی جائے گی۔ رات میں شرفا آتے اپنے اپنے منھ پر کپڑے لپیٹ کر دیواریں گراجاتے اُنہیں اُس کی مزدوری مل جاتی۔ لیکن ابھی امام باڑے کی تعمیر شروع نہیں ہوئی تھی پہلے یہ طے ہوا کہ عمارت کیسی بنے بادشاہ نے کہا بلند ترین عمارت تعمیر کی

جائے۔اب جب آپ اُس کو دیکھیں گے تو جتنی عمارت اوپر ہے اُتنی ہی کھدائی نیچے ہوئی جب گہرائی میں زمین نیچے کھودی گئی وزیر اعظم جھاؤلال کی نگرانی میں لکھنؤ کی ایک شاہراہ جھاؤلال روڈ ہے لکھنؤ میں ایک برج (B r i d g e) جھاؤ لال کا برج(Bridge) ہے لکھنؤ میں ایک امام باڑہ جھاؤلال کا امام باڑہ ہے نام اُس کا زندہ ہے ہندو تھا تو کیا ہوا حسینی تھا۔حسینی تھا اور آج منبر پر اُس کا ذکر ہے حسینی تھا جو حسینی ہوتا ہے اتنے لوگ اُس کا ذکر کر رہے ہیں۔کیوں.........

یہ نہیں کہ جھاؤلال وزیر اعظم تھا۔حملوں اور فتوحات کا ذکر نہیں ہوتا اُس وزیر اعظم کا ذکر ہوتا ہے جو حسینی ہو......تاریخ میں اُس کا نام لکھ جاتا ہے دعا یہی ہے ہر وزیر اعظم حسینی ہو، پاکستان کے وزیر اعظم یہ اعلان کرتے کہ ہم حسینی ہیں، جھاؤلال نے کھدائی شروع کرائی مزدوروں سے اب یہ یاد رکھیئے گا لکھنؤ اس کا نام پرانا نام ہے لچھمن پور پھر لکھن پور اہوا پھر لکھنوتی ہوا پھر لکھنؤ ہوا۔لچھمن رام جی کے چھوٹے بھائی تھے لکھنؤ سے قریب اجودھیا ہے وہیں رام پیدا ہوئے وہیں بابری مسجد ہے وہیں بابری مسجد گرائی گئی لکھنؤ سے قریب یہ جگہ ہے زیادہ دور نہیں ہے۔رام کے چھوٹے بھائی نے لکھنؤ کو آباد کیا وہاں اُن کا راج تھا۔جب یہ زمین کھدی امام باڑے کی تو اندر سے دو ڈھائی سو دیگیں نکلیں اور تمام دیگیں سونے کے سکّوں سے بھری ہوئی تھیں سکّوں پہ لچھمن پور کا نام تھا یعنی پانچ ہزار برس پرانے سکّے تھے رامائن کے دور کے اقوامِ عالم اور حسینؑ کہیں اور بھی امام باڑے کی زمین کھد سکتی تھی۔لچھمن کے خزانے پر کھدائی کا کام شروع ہوا۔اگر آپ لکھنؤ جائیں تو جو صدر پارک ہے لکھنؤ کا سب سے بڑا پارک اُس کے بالکل بیچوں بیچ میں چائنا گیٹ کے سامنے سب سے بڑی مورتی لچھمن جی کی لگی ہوئی ہے اور اُس پہ لکھا ہے لکھنؤ کے بانی لچھمن جی اور پیچھے ترکش لگا ہوا ہے اُس میں تیر ہیں ہاتھ میں کمان اور

زلفیں دوش پر جوڑا اور وہی لباس جو آپ نے دیکھا ہوگا زی ٹی وی (Zee Tv) سے رامائن پہلے دکھائی گئی تھی مہا بھارت بھی دکھائی گئی تھی۔ اور اب پھر دکھائی جارہی ہے۔ لچھمن کا خزانہ وزیر اعظم نے بادشاہ سے کہا کہ سونے کے سکّوں سے بھری ہوئی دیگیں نکلی ہیں اس خزانے کا کیا کیا جائے پتہ نہیں کتنے اربوں روپے کا وہ تھا کیا حساب ہوسکتا ہے ایک ایک دو دو تولے کے سکے پرانے زمانے کے بادشاہ نے کہا تمہارے پاس تخمینہ ہے کہ امام باڑہ بلند منزل کا کتنے میں بنے گا۔ کہا اتنے میں کہا جتنے میں امام باڑہ بنے گا اُس حساب سے اتنے سکے نکال کر ساری دولت وہیں دفن کردو۔ بادشاہ ہوتو ایسا وزیر ہوتو ایسا کوئی اور وزیر ہوتا تو ساری دیگیں پہلے گھر پہنچاتا۔ اور بادشاہ کو خبر نہ ہوتی...... بادشاہ سے پوچھا وزیر نے، بادشاہ نے یہ کہا اُتنے سکے نکال کر دیگیں وہیں دفن کردی گئیں انگریزوں کو یہ معلوم تھا واقعہ کہ ایسا ہوا ہے اندر اندر سرنگوں کو کھود ڈالا لیکن جہاں کھودتے گئے پانی نکلتا رہا اور ساری سرنگیں آج بھی پانی سے بھری ہیں جا کر دیکھئے اندر باؤلی کی منزلیں پانی میں ڈوبی ہیں لیکن خزانہ نہ ملا آخر وزیر نے خزانہ کیوں گڑوایا بادشاہ نے کیوں کہا دفن کردو بادشاہ نے بتایا کہ زمینوں کے خزانے اماموں کے ہوتے ہیں حسینؑ کے حصّے کا نکال کر دفن کردو...... جب مہدی علیہ السّلام آئیں گے زمین خزانے اُگل دے گی ہاں عقیدے اچھے ہوتے ہیں تو نظام بھی اچھا ہوتا ہے نظام بھی اچھا ہوتا ہے۔ امام باڑہ بنا امام باڑہ تیار ہوا روئے زمین پر اتنا بڑا ہال کہیں نہیں ہے۔ انڈیا گورنمنٹ اُس کی حفاظت کرتی ہے۔ آثارِ قدیمہ نے اُسے لے کر کم سے کم ہفتے پندرہ دن کے بعد ثقافتی خبروں میں ضرور زی ٹی وی (Zee T.V) اُس کی خبر سناتا ہے اور امام باڑہ دکھاتا ہے جتنی بار ٹیلی وژن سے امام باڑہ دکھایا جائے انہیں خبروں کے آئینے میں یہ حسینیتؑ ہے، پاکستان والے نہ دکھائیں امام باڑے اپنے

ٹی وی (T.V) پر، ہزار امام باڑوں میں مجلس ہورہی تھی لاہور میں، ٹیلی وژن نے کوئی امام باڑہ نہیں دکھایا ایک سیکنڈ کو دکھا دیتے خیمۂ سادات کہ مجلس ہورہی ہے کیا تھا، انڈیا گورنمنٹ آصف الدوّلہ کا امام باڑہ ٹی وی (T.V) پر دکھادیتی ہے تو حکومت کا کیا بگڑ جاتا ہے کچھ بھی تو نہیں بلکہ وہ اپنی ثقافت کو محفوظ رکھتے ہیں، صاحب یہ مرمت ہورہی ہے آتنا پیسہ لگے گا یہ رنگ کیا جارہا ہے۔ یہ ہے تہذیب...... تہذیب کو لے کر چلو کسی بھی مذہب کو فرقہ وارانہ مت بناؤ تہذیب بنادو ادب بنادو تمدّن بنادو دیکھیں کیسے تعصب پھیلتا ہے اور مُلکوں میں کیوں نہیں تعصب پھیلتا۔ بنا امام باڑہ...... اب چلیئے آصف الدوّلہ سے پوچھتے ہیں یہ بات...... یہ بادشاہ ایسا تھا یہ بڑا سخی تھا اور اس کے لیئے یہ نعرہ تھا کہ جس کو نہ دے مولا اُس کو دے آصف الدوّلہ۔ ہندو پان والے صبح کو اپنی دوکان کھولتے تو یہ کہہ کر کھولتے جس کو نہ دے مولا، اُس کو دے آصف الدوّلہ اور یہ نعرہ ہر شہر ہر بازار ہر گاؤں ہندو، شیعہ، سنّی سب کا نعرہ تھا، سب سے بڑی ہیڈنگ (Heading) یہی لکھتے ہیں آصف الدوّلہ کی تصویر پر جس کو نہ دے مولا اُس کو دے آصف الدوّلہ یہ نعرہ کیوں آیا یہ نعرہ اس لیئے آیا کہ ایک واقعہ سنا دوں تو ہزار ایسے ہیں۔ ایک بوڑھی عورت لاکھ جانتے ہیں نہ لال رنگ کی ہوتی ہے لاکھ اُس کی تسبیح بنا کر ہاتھ میں لے کر ایک بوڑھی بیوہ محل کے پاس سے گزری ہاتھ میں تسبیح پکڑی ہوئی لاکھ کی تسبیح بادشاہ نے کہا آپ کے ہاتھ میں کیا ہے کہا تسبیح ہے کہا کیا بات ہے کہا میں سیدانی ہوں بیوہ ہوں کہا تو تسبیح ہمارے ہاتھ بیچ دیجئے کہا یہ تو لاکھ کی ہے بادشاہ نے کہا ایک لاکھ دے دو...... اُس نے کہا لاکھ کہا ایک لاکھ دے دو...... اب سمجھے کافی ہے یہ کہنا جس کو نہ دے مولا اُس کو دے آصف الدوّلہ...... ایک ہندو غریب کسی چھوٹی ذات کا تھا دو بیٹیاں تھیں، دوست کے ہاں گیا رونے لگا کہا رشتے جتنے بھی آتے ہیں جہیز مانگتے ہیں تو

کہا کیا پریشانی ہے کہا میرے پاس کہاں اتنا دھن دولت ہے، دوست نے کہا ارے بھئی پکّے پُل پر شبِ عاشور تعزیہ رکھ دینا منت مان لو۔ جب حسینؑ کا تعزیہ رکھو گے تو بیٹیوں کی شادی ہو جائے گی کہا اچھا اگر میں داتا حسینؑ کا تعزیہ رکھوں گا تو بچیوں کی شادی ہو جائے گی۔ تعزیہ بنایا پکّے پُل پر لے جا کر رکھ دیا جو دوست نے کہا تھا، ایسا ہی ہوا، اُدھر سے شبِ عاشور آصف الدولہ تعزیوں کی زیارت کرتے ہوئے نکلتے تھے تعزیہ رکھ کر بیٹھ گیا وہ بوڑھا چراغ جلا کے بڑے بڑے تعزیئے تھے بادشاہ نے سارے تعزیوں کو دیکھا تو بادشاہ کی عادت تھی شبِ عاشور ہر تعزیے پر چڑھاوا چڑھاتے تھے، کسی نے کہا ایک بوڑھا ہے دور ہے تعزیہ لیئے بیٹھا ہے کہا وہاں بھی چلو......وزراء نے کہا ہاتھی اُدھر موڑ لو پوچھا کسی سے یہ بوڑھا کیوں چراغ جلائے بیٹھا ہے کہا اُس کی دو بیٹیاں ہیں اس نے منت مانی ہے امام حسینؑ کا تعزیہ رکھیں گے تو بچیوں کی شادی ہو جائے گی کہا اچھا چالیس ہزار اشرفیاں اس کے تعزیے پر رکھ دو جب وزیر نے کہا یہ چالیس ہزار اشرفیاں رکھی ہیں تو وہ سن کے بے ہوش ہو کے گر گیا۔ لوگ اُسے ہوش میں لائے بادشاہ نے کہا بے ہوش کیوں ہو گیا کیا کم تھیں چالیس ہزار اور رکھ دو دو بیٹیاں رُخصت ہوئیں کیسے چالیس ہزار اور اسّی ہزار مہارانیوں کی طرح رخصت ہوئیں کیا آصف الدولہ نے دیا ارے یہ میرے حسینؑ کا صدقہ تھا۔......آصف الدولہ کیا اور اُس کی دولت کیا اس کو تو نعرہ ہی یوں ملا تھا کہ حسینی تھا خادم تھا اُس در کا۔ سن لیا نہ آپ نے آصف الدولہ اب چلتے ہیں اُس کے پاس اور اُس سے ایک بات پوچھتے ہیں توجہ......چلتے ہیں اُس کے پاس اور ایک بات پوچھتے ہیں آصف الدولہ تیرے پاس اتنی دولت تھی بے پناہ دولت تھی ہُن برستا تھا سونا برستا تھا جواہرات برستے تھے ابھی نہیں سناؤں گا پھر رُک رہا ہوں پہلے یہ بتاؤں گا کتنا امیر تھا اندازہ ہو جائے کتنا امیر پھر

میں یہ بات بتاؤں گا پھر آپ کو لطف آئے گا۔آصف الدولہ کی والدہ جن کا خطاب تھا
بہو بیگم وہ زیارت کرنے گئیں کربلا جب حضرتِ عباسؑ کے روضے پر پہنچیں آصف
الدوّلہ کی والدہ کہنے لگیں فرات کہاں چلی گئی ہم نے سنا تھا کہ فرات کے کنارے
حضرتِ عباسؑ کا روضہ ہے لوگوں نے کہا صدمے میں فرات خشک ہوتی چلی اور بارہ سو
برس میں بہت دور چلی گئی پانی دُور چلا گیا شرما کر عباسؑ سے کہ جب ہم پیاس نہ
بجھا سکے تو اب ہم عباسؑ سے دُور جا رہے ہیں کہا بھئی یہ تو عجیب بات ہے روضہ فرات
کے کنارے تھا اب فرات دُور ہٹتی چلی گئی روضہ یہاں اور فرات وہاں۔کہا پھر......کہا
اِس فرات کو لاؤ یہاں روضہ عباسؑ کے پاس۔آپ لوگ زیارت کرنے جاتے ہیں چار
قدم آپ بڑھیئے جو فرات کی طرف کا دروازہ ہے اُسی طرف بابِ فرات ہے،جب
آپ روضے سے نکلے تو ایک پانچ چھ قدم بڑھیں گے تو فرات پہلے یہاں نہیں تھی خشک
ہو کے دُور چلی گئی تھی۔بہو بیگم نے کہا فرات کو یہاں لاؤ......دریا کو روضۂ عباسؑ کے
پاس لاؤ کہا کروڑوں روپے لگیں گے کہا سب ہم دیں گے۔عراق کے سارے
مزدوروں کو لگا دو کہ دریا کھودیں اور پانی کا بہاؤ موڑ کر اُس نہر میں ڈال دیں۔اور کربلا
کے قریب سے فرات پھر گزرنے لگے اب جو فرات موجود ہے جہاں مقامِ امام زمانہؑ
ہے جو لوگ زیارت کرتے ہیں اُس کے دو نام ہیں اُسے نہر علقمہ بھی کہتے ہیں شاخِ
فرات اُس کا دوسرا نام عراق کی ہسٹری (History) میں ہے نہرِ آصفی،نہرِ آصفی اس
لیئے کہتے ہیں کہ آصف الدوّلہ کی والدہ نے اُسے بنوایا حسینؑ کی زمین پر نہر آصفی
فرات کا دوسرا نام نہر آصفی اور وہ بھی دوسرے مُلک میں اُنھوں نے کہا یہ زمین جو
کھد رہی ہے روضۂ عباسؑ سے روضۂ حسینؑ تک یہ مٹی کربلا کی خاکِ شفا ہے کسی شہر کی
مٹی دوسرے شہر جاتی ہے کوئی کہتا ہے آپ وہاں سے آ رہے ہیں وہاں کی مٹی تھوڑی سی

دیکھیے گا۔ کائنات میں جس شہر میں جاؤ ہر جگہ۔ ہر جگہ حسینؑ کے شہر کی مٹی ملتی ہے صرف ایک شہر دنیا میں جس کی خاک دنیا کے ہر شہر میں ملتی ہے اُس کو خاکِ کربلا کہتے ہیں...... حسینؑ سے زمین منسوب ہو جائے تو ایک ایک چٹکی دنیا کے گھروں میں پہنچ جاتی ہے۔ کل عاشور کو آپ نے تسبیحوں کی زیارت کی ہوگی۔ یہاں کے امام باڑوں میں بھی خاکِ کربلا ہے۔ اب سنیئے۔ آپ ایک چٹکی خاکِ کربلا کو ترستے ہیں کہ مل جائے تاکہ ہم اپنے گھر میں برکت کے لیئے رکھ لیں۔ آصف الدولہ کی والدہ نے کربلا میں فرات کو کھدوایا۔ دو ہزار چھکڑے ٹھیلے بھر کر مٹی کھدی عباسؑ اور حسینؑ کے روضے کے پاس سب خاکِ شفا تھی کہا کروڑوں روپے ہم نے لگائے ہیں کھدائی پر مٹی ساری پھینکنا نہیں یہ سب ٹھیلوں میں بھر کر ہمارے لکھنؤ لاؤ۔ دو محل بنائے گئے کئی منزلہ اور اُس پورے محل میں کوئی جا نہیں سکتا تھا۔ پورے محل میں کربلا کی مٹی بچھادی گئی اور دوسری منزل پر نجفِ اشرف کی مٹی بچھادی گئی اور بادشاہ نے وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو پہلے میری پوری قبر کربلا کی خاک سے بنانا فرش ہو خاکِ شفا کا اور جب مجھے قبر میں اُتار دینا تو اوپر سے نجف اشرف کی مٹی کا کفن دے دینا۔ بادشاہ اپنے امام باڑے کے بیچ میں سو رہا ہے نیچے خاک شفا کا فرش ہے اُوپر نجفِ اشرف کی مٹی کا کفن ہے اور اُس کا تاج اُس کی قبر پہ رکھا ہے اب دنیا کے سیاح آتے ہیں، ہندو، عیسائی، یہودی، پارسی اور جب امام باڑہ دیکھتے ہیں تو وہیں چاندی کے شامیانے کے نیچے بالکل تعزیئے کے سامنے بادشاہ محوِ خواب ہے۔ توجہ ہے نا آپ کی۔ سب فاتحہ پڑھتے ہیں وہیں اُس کی تلوار رکھی ہے سرہانے تاج رکھا ہے۔ اُس مٹی سے جو کربلا کی مٹی تھی بادشاہ نے ایک مسجد بنوائی۔ لکھنؤ میں ایک مسجد ایسی ہے جو اوپر سے لے کر نیچے تک پوری خاک شفا سے بنی ہے پوری مسجد کربلا کی مٹی سے بنی ہے اُس کو کہتے ہیں مسجدِ خاکِ شفا۔ ذہن

میں ایسی چیزیں آئیں تو بادشاہ لوگ تو یہ سوچتے ہیں کس ملک پر حملہ کرنا ہے کس کو لوٹنا ہے کس کو مارنا ہے یہ کون سے بادشاہ ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہیں اور ایسے کام کر کے تاریخ میں چلے گئے۔ یہ کیسے بادشاہ ہیں۔ یہی بتانا ہے کہ یہ کیسے بادشاہ تھے سن لیا نہ آپ نے اب چلیئے آصف الدوّلہ کے ہاں اور اب پوچھیئے سب کچھ آپ لوگوں کے ذہن میں محفوظ ہے میں نے سارا پس منظر بتا دیا اب چل کر یہ پوچھیئے کہ تیرے پاس اتنا پیسہ تھا آصف الدوّلہ یہ بتا کہ تو نے کوئی لال قلعہ کیوں نہ بنوایا۔ توجہ...... اس سوال کے لیئے آج کی تقریر کی زحمت تھی۔ اگر آپ یہ سوال اور اس کا جواب سمجھ گئے تو حسینیت کو آپ ہمیشہ اپنے کلیجے سے لگائے رکھیں گے پھر حسینیت کو آپ اپنے سینے سے جدا نہیں کر سکتے اس سوال کے جواب کے بعد۔ آصف الدوّلہ تو نے اتنی رقم میں امام باڑہ بنوا دیا۔ شاہ جہاں نے تو قلعہ بنوایا اکبر نے تو آلہ آباد میں قلعہ بنوایا شاہ جہاں اور نگزیب نے تو آگرہ میں قلعہ بنوایا لاہور کا قلعہ بنوایا کیسے کیسے قلعے بنوائے کہ لوگ سیر کر کے دنگ ہو جاتے ہیں۔ تیرے پاس رقم تھی کیا ضرورت تھی امام باڑہ بنانے کی ایک قلعہ بنا تا اور لکھنؤ میں کوئی قلعہ ہے بھی نہیں۔ ہمیشہ دارالحکومت رہا آج بھی یو پی (UP) کا دارالحکومت ہے قلعہ وہاں ہے ہی نہیں پورے لکھنؤ میں ڈھونڈتے رہیئے قلعہ وہاں نہیں ہے۔ جہاں جائیے امام باڑہ جس گلی میں جائیے امام باڑہ اِدھر امام باڑہ اُدھر امام باڑہ ساڑھے بارہ ہزار امام باڑے ہیں لکھنؤ میں گلی گلی میں امام باڑہ۔ قلعہ ہے ہی نہیں کوئی۔ قلعہ کیوں نہیں بنوایا تو نے آصف الدوّلہ۔ جواب دے رہا ہوں بھئی جواب دے رہا ہوں...... آج کی تقریر کا حاصل۔ قلعہ بنوایا علاؤالدین خلجی نے مر گیا۔ جھنڈا ہٹا تغلق قوم کا جھنڈا لگ گیا۔ تغلق قوم ہٹی غلام خاندان آیا جھنڈا لگ گیا۔ مغل آئے مغلوں کا جھنڈا لگا مغل ہٹے برطانیہ کا جھنڈا لگ گیا توجہ، برطانیہ ہٹا کانگریس کا جھنڈا

لگا۔ ترنگا لگا گاندھی کا جھنڈا نہرو کا جھنڈا قلعے میں جشن ہوا...... جشن آزادی پندرہ اگست مشاعرہ ہوا نہرو نے اعلان کیا ہم آزاد ہو گئے جھنڈا انگریزوں کا ہٹا دیا اب قلعہ کے گنبد پر جھنڈا لگا ہے کس کا کانگریس کا۔ آصف الدوّلہ تو نے قلعہ کیوں نہیں بنوایا۔ کہا مر جاؤں گا تو جھنڈے بدلیں گے میرے امام باڑے میں بس حضرت عباسؑ کا علم نصب رہے گا، حکومتیں آرہی ہیں اور جارہی ہیں کوئی نہیں کہتا کہ ہر جگہ کے جھنڈے بدل گئے آصف الدوّلہ کے امام باڑے کا جھنڈا ہٹادو پتہ چلا جھنڈے قلعوں کے بدلتے ہیں صدیاں گزر جائیں امام باڑوں کے جھنڈے نہیں بدلتے...... ایک پرچم صدیوں سے لہرا رہا ہے، ایک پرچم ایک بادشاہ کا پرچم چودہ صدیاں گزر گئیں حسینیتؑ کا پرچم لگا ہے۔ پتہ لگا سب سے بڑا بادشاہ حسینؑ ہے۔ شاہ ہست حسینؑ بادشاہ ہست حسینؑ...... شاہ بھی وہی بادشاہ بھی وہی...... کیا حقیقت رکھتے ہیں یہ چھوٹے چھوٹے بادشاہ...... وہ بادشاہ زندہ رہ گئے جنہوں نے حسینؑ کی بادشاہی کو مانا۔ وہ بادشاہ مٹ گئے جنہوں نے حسینؑ کی بادشاہی کو نہیں مانا۔...... شاہی حسینؑ کی بادشاہی حسینؑ کی، پرچم حسینؑ کا اٹھانے والا عباسؑ...... اب کیا پریشانی ہے کوئی پوچھے علم کیا ہے کپڑا ہے ڈنڈا ہے چاندی کا پنجہ تانبے کا پنجہ پیتل کا پنجہ سونے کا پنجہ دھاتوں کا نہیں ہے پرچم کپڑے کا نہیں ہے ہر مُلک کا جھنڈا کپڑے کا ہے تو کیا ہوا اس میں کیا بات ہوگئی.......... اُس کی روح کو دیکھو.......... پاکستان کا پرچم دیکھ کر تمہیں کیا یاد آتا ہے۔ سنیتالیس، سنیتالیس میں مُلک بنا بس ہندوستان کا جھنڈا دیکھ کر کہا فلاں سن میں آزاد ہوا ہندوستان، ہر ملک کا جھنڈا دیکھ کر اُس ملک کی تاریخ یاد آجائے گی۔ کائنات کا ایک پرچم علمِ حسینؑ جسے دیکھ کر نبیؐ یاد آتے ہیں جنگِ بدر یاد آتی ہے، جنگِ اُحد یاد آتی ہے، جنگِ خندق یاد آتی ہے، جنگِ خیبر یاد آتی ہے، جنگِ حنین یاد آتی ہے، جنگِ کربلا

یاد آتی ہے، عباسؑ یاد آتا ہے۔ اس کی روح کو دیکھو۔ پنجہ کیوں لگالیا اس پر آپ نے یہ تو بدعت ہے ہاتھ کی شبیہ آپ نے بنالی گویا بت پرستی کرلی بُت مٹی کے بنتے ہیں بت اُس کو کہتے ہیں جس کے آگے سجدہ کیا جائے۔ ہم نے کبھی علم کے پنجے کو سجدہ نہیں کیا اُس کو تو بلند رکھا ہے نہ اُس کو سجدہ کراتے ہیں نہ ہم سجدہ کرتے ہیں وہ بلند رہتا ہے ہم بھی بلند۔ پنجہ کہاں سے آگیا۔ ارے بھئی پنجہ کہاں سے آگیا۔ چیزوں کو سجایا جاتا ہے اس میں کیا پریشانی ہے ڈیزائن بدلتے رہتے ہیں میں نے کہا مسجد کے میناروں کے ڈیزائن بدلتے چلے گئے۔ کسی نے نہیں کہا مینار کا ڈیزائن کیوں بدل رہے ہو۔ نادر شاہ درانی بادشاہ نے منت مانی تھی کہ میں اگر فاتح ہوگیا تو میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے روضے پر گنبد پر ایک سونے کا پنجہ لگواؤں گا سونے کا پنجہ۔...... کیوں اُس کے ذہن میں پنجہ کیوں آیا۔ اللہ نے یہ جو ہاتھ بنایا ہے نہ انسان کا یہ ہاتھ اُس کا نقشہ آپ کو معلوم ہے کیا ہے۔ یوں کریں آپ لکھا ہوا ہے اللہ ہر انسان کا ہاتھ خود پکار کر توحید کی گواہی دے رہا ہے۔ اللہ ایک ایسا ہاتھ بنا دیتا اللہ انسان کا یہ سب انگلیاں جڑی ہوتیں۔ یوں ہوتا سب کا ہاتھ اور سب پکار کر کہتے اللہ ایک۔ نقشہ بنایا ہاتھ کا اللہ لیکن بتایا جب پانچ ملیں تب اللہ...... اللہ تو لکھا ہی ایسے جاتا ہے۔ دیکھو میں جب بھی پڑھتا ہوں دلیل میرے پاس قرآن سے بھی ہوتی ہے اور حدیث سے بھی۔ یہ اللہ ہے ہر انسان کا ہاتھ اللہ ہے اب اگر ڈیپ (Deep) میں جاؤں تو تقریر کا رخ بدل جائے گا اور کل اسی پہ تقریر ہو جائے گی لیکن میں آپ سے کہہ چکا کہ موضوع اتنا طویل ہے کہ میں تھوڑا تھوڑا سب لے کر سنا دینا چاہتا ہوں۔ تاکہ ذہنوں میں ہر شعبہ محفوظ ہو جائے عزاداری کا۔ یہیں سے موضوع کہیں سے کہیں پہنچ جائے اگر میں ہٹ جاؤں موضوع سے لیکن موضوع رہے گا عزاداری، موضوع اتنا طویل ہے کہ میرے سامنے کتابوں کے اوراق

پھڑ پھڑانے لگتے ہیں میں روکتا ہوں اپنے کو کہ اِدھر اُدھر نہیں جانا بس ایک شاخ سے میں سناؤں لیکن میں کیا کروں کہتے ہیں اِس ہاتھ لے اُس ہاتھ دے۔ دنیا کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے کہ جو بغیر ہاتھ کے ہو۔ اسی ہاتھ سے خریدا بھی جاتا ہے اِسی ہاتھ سے بیچا بھی جاتا ہے۔ انسان اپنی خریداریوں میں اللہ کو گواہ بناتا ہے۔ خدا کے لیئے سمجھو شاید اگر تقریر یہیں ختم ہو جائے تو میں مجبور ہوں اور میں اپنے موضوع پر واپس نہ جاسکوں میں کیا کروں میرا دل تڑپ رہا ہے کہ میں اس کو سمجھا دوں جب موضوع سامنے آتا ہے...... اللہ نے آدم کو خلق کیا تو آدم کی پیشانی پر پانچ نور تھے، محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ، سارے فرشتے آدمؑ کے سامنے صف با صف سر جھکا کر کھڑے ہو گئے کہتے ہیں سجدہ اس لیئے کیا کہ آدمؑ کی پیشانی کے نور کو دیکھ کر صفِ ملائکہ سجدے میں جھک گئیں، جب آدمؑ اٹھے تو روز فرشتے اُس نور کی زیارت کرتے تھے تو آدمؑ نے کہا یا اللہ فرشتے زیارت کرتے ہیں نور ہے پیشانی میں۔ میں تو زیارت نہیں کرسکتا شیعہ، سنّی سب حدیثیں موجود ہیں اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے ایک بار اللہ نے کہا اچھا آدمؑ یہ پانچوں نور اُتر کر تمہارے ہاتھ میں آجائیں گے تو آدمؑ کے ہاتھ میں جب نور آئے تو آدمؑ اپنے ہاتھ میں زیارت کرنے لگے اب سمجھے کہ یہ ہاتھ اللہ نے ایسا کیوں بنایا تھا اس لیئے کہ پانچ انوار کو پیشانی سے ہجرت کر کے ہاتھ پر آنا تھا آدمؑ کے لیئے تو اب آپ کیا کہتے ہیں بچے سے کہو **"لَآ اِلٰهَ اِلا اللّٰه"** کیوں تو یہ انگلی کیوں اٹھی یہ یہ یہ کہو **"لَآ اِلٰهَ اِلا اللّٰه"** اس کو کیا کہتے ہیں کلمہ کی اُنگلی، نور یہاں سے چلا محمدؐ کا نور کلمے کی انگلی میں آیا علیؑ کا نور دوسری انگلی میں آیا دیکھو بِلا فصل ہے کہ نہیں۔ محمدؐ کا نور یہاں آیا علیؑ کا نور دوسری انگلی میں آیا، فاطمہؑ کا نور آدمؑ کی تیسری انگلی میں آیا حسنؑ کا نور سب سے چھوٹی انگلی میں آیا تو حسینؑ کا نور آدم کے انگوٹھے میں آیا، دیکھا محمدؐ اور علیؑ بِلا فصل اللہ نے نورِ حسینؑ کو

ادھر رکھا، حسینٌ مِنّی وَاَنَا مِنَ الحُسینؑ آدمؑ زیارت کرنے لگے توجہ، آدمؑ زیارت کرنے لگے پروردگار نے ترتیب یہاں سے شروع کی تاکہ اُس کو بچالے اور حسینؑ پہ یہاں بات ختم ہوتو انگوٹھے پر حسینؑ یہاں آئیں وجہ بتادے کہا وجہ یہ ہے کہ ہر انسان کے انگوٹھے کا ڈیزائن الگ رکھا ہے کسی کا نشان آپس میں نہیں ملتا۔ دنیا کا کوئی انسان چاہے کتنا ہی پڑھا لکھا ہو پروفیسر ہو پی۔ایچ۔ڈی (Ph.D) ہو دستخط کر کے اُس کو انگوٹھا لگانا پڑے گا۔ یعنی مجرم پکڑا جائے تو انگوٹھے کے نشان سے پتہ چلا حق کا اعلان اور مجرم کے جرم کا اعلان حسینؑ کرتے ہیں، حسینؑ پہچان ہیں جو حسینیؑ ہیں وہ حق پر ہیں جو یزیدی ہیں وہ حق پر نہیں۔ انگوٹھے کا نشان یہ ہیں حسینؑ۔ اللہ نے کہا محشر میں انسانوں کو کیسے پہچانا جائے گا اللہ نے کہا انگوٹھوں کے نشان سے محشر میں بھی حسینؑ، فوجوں میں بھی عدالتوں میں بھی گواہی حسین کی، حسینؑ جسے پکڑلیں وہ مجرم حسینؑ جسے چھوڑ دیں وہ معصوم یہ ہے ہاتھ...... نادر شاہ درانی نے کہا پنجہ لگانا سونے کا پنجہ نجف کے روضہ پر لگایا جڑاؤ جواہرات کا علم، پھر علماء کو بلایا۔ کہا نہ میں نے قرآن سے دلیل دیتا ہوں۔ علماء سے کہا پنجہ کی تاریخ لکھو۔ بچے جوان جانتے ہیں تاریخ کیا ہوتی ہے۔ ایسے لفظ سیٹ (Set) کر دینا کہ اُن لفظوں سے سن نکل آئے کہ یہ کام کس سن میں ہوا اُسے کہتے ہیں تاریخ ایک تاریخ ہسٹری (History) یہ تاریخ الگ ہے یہ شاعری کی ایک صنف ہے قطعہ تاریخ۔ ایک عالم نے قرآن سے فال نکالی آیت نکلی پنجہ کے لئے **"یداللّٰہ فوق اید یھم"** اعداد کو جوڑا گیا تو وہی سن تھا جب پنجہ لگا۔ پنجہ کی تاریخ قرآن نے بتائی، ید اللہ، اللہ کا ہاتھ سب پہ حاوی ہے اے رسولؐ جو تمہاری بیعت کر رہے ہیں وہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں **"یدا اللّٰہ فوق اید یھم"** قرآن کی آیت ہے کہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت ہو رہی ہے اے اللہ تیرا ہاتھ بھی ہے اللہ نے کہا

ہاں محمدؐ کا ہاتھ میرا ہاتھ محمدؐ کا ہاتھ حسینؑ کا ہاتھ اب کون مانگے کیونکہ اللہ کا ہاتھ نہیں بکتا، **یَدُاللّٰہ**، اللہ کا ہاتھ حسینؑ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ نہیں بکا تو دنیا نے کہا کائنات کا فاتح ہاتھ یہ بلند ہوا، یہ بلند ہوا، یہ بلند ہوا، لو علَم پر آ گیا تو جب تک علَم پر پنجہ ہے اللہ کی توحید کی گواہی دے رہا ہے اور اس بات کی گواہی کہ اللہ کا ہاتھ بکتا نہیں کوئی خرید نہیں سکتا ہاں اللہ کے ہاتھ پر بیعت ہوتی ہے...........

حسینؑ نے عصر عاشور کو اعلان کر دیا کیا مانگا تھا تو نے مجھ سے یزید۔ لے لیا۔ بتا فاتح کون۔ بتا فاتح کون، اور ہر سال یہ جملہ کہتا ہوں۔ یزید اتنی دولت لگا چکا تھا اپنے لشکر پر کتنا خرچہ ہوا یزید کا لیکن جو چاہا وہ نہیں ملا کون جیتا۔ حسینؑ نے جو کچھ خرچ کیا جیت گئے۔ دیا نہیں چھین کے دکھا لڑائی یہی ہے نہ۔ میں جیب سے رومال نکالوں اور میں کہوں یہیں رکھا ہوا ہے۔ آپ کہیں میں چھین لوں گا۔ میں کہوں رکھا ہوا ہے چھین کے دکھایئے اب یہ رومال ہے سارا مجمع آئے آپ لے جائیں تو آپ جیت گئے میں پکڑ لوں اور نہ دوں تو میں جیت گیا۔ فیصلہ ہو گیا نا کربلا میں۔ یزید نے کہا ہاتھ لے لو حسینؑ سے۔ حسینؑ نے کہا لے کے دکھا میرا ہاتھ میرے پاس اُس نے کہا سر لے لو...... کہا لے جا.......... لے جا سر میرا ہے کہاں لے جائے گا.......... ہاتھ صرف میرا نہیں یہ ہاتھ آدمؑ کا ہاتھ یہ نوحؑ کا ہاتھ، یہ موسیٰؑ کا ہاتھ، یہ ابراہیمؑ کا ہاتھ، یہ محمدؐ کا ہاتھ، علیؑ کا ہاتھ، حسنؑ کا ہاتھ یہ نہیں دوں گا...... یہ نہیں دے سکتا تجھے۔ اچھا یزید، محمدؐ کا ہاتھ علیؑ کا ہاتھ، حسینؑ کا ہاتھ محمد کا ہاتھ، زین العابدین علیہ السّلام کا ہاتھ محمد کا ہاتھ، گرفتار ہو کے بیٹا تیرے سامنے آیا ہے اٹھا اپنی فتح کا اعلان کر بھرے دربار میں کہہ کہ تمہارے باپ نے بیعت نہیں کی ہاتھ نہیں دیا چلو مر گئے وہ اب تم ہو اُن کے وارث اُٹھو میری بیعت کرو اور اعلان کر کہ حسینؑ نے بیعت نہیں کی بیٹے نے کر لی۔ تاریخ دکھاؤ...... سارے

جبر سارے اقتدار ساری دولت کے باوجود یزید حسینؑ کے بیٹے سے بیعت نہ لے سکا
جملہ دے رہا ہوں......

یزید سمجھ گیا جب بھی امام سے بیعت کا سوال کرو کربلا بن جاتی ہے......پھر بعدِ کربلا کسی حاکم نے حسینؑ کی اولاد سے بیعت کا سوال نہیں کیا تاریخ میں کہیں نہیں ملتا کہ کسی امام سے کہا گیا ہو کسی جابر بادشاہ نے کہا ہو بیعت کرو، ہر بادشاہ سمجھ گیا اگر یہ سوال کر دیا تو ایک اور کربلا بن جائے گی تو بتاؤ قیامت تک ہمارا حسینؑ فاتح ہے کہ نہیں۔انگوٹھی چھیننے کے لیئے انگلی قطع کی گئی، حسینؑ کے ہاتھ کو قطع کیا گیا، جب جمّال آیا چھپ کر رات کو شامِ غریباں کے وقت کہتا ہے ہم جب سے حسینؑ کو لڑتا دیکھ رہے تھے انگوٹھی پر نظر تھی.........انگلی کاٹ کر لے گیا دوسرا آیا ہاتھ کاٹ لے گیا کمر میں حسینؑ پٹکا باندھے تھے جو کہ رسولؐ کا تھا دوسرا اُس کو لوٹنے آیا حسینؑ نے اپنے ہاتھ کو اٹھا کر پٹکے پر رکھ دیا۔خود قاتل کا بیان ہے کہ حسینؑ نے اپنے پٹکے کو پکڑ لیا ہاتھوں سے تو حسینؑ کا ہاتھ کاٹ لیا اُس پٹکے کو چھیننے کے لئے۔بہن نے سب کچھ دیکھا بیٹے نے دیکھا اور یہی کہا۔یہی کہا بھیّا چادر ہوتی تو لاشے پہ اُڑھا دیتی.....اللہ جزاک اللہ بڑا گریہ کیا آپ لوگوں نے دس دن بہت روئے کربلا کے شہیدوں کو اب یہ پھر عاشور کے بعد مجلسیں منعقد ہیں، اب اُن شہیدوں کا رونا تو ختم ہو گیا دس دن علی اکبرؑ علی اصغرؑ کا ذکر تھا اب یہ دوسرا عشرہ ہے اس میں بے سہارا بیکس عورتوں کا ذکر ہے، زینبؑ کا ذکر ہے، اُمِّ لیلیٰؑ کا ذکر ہے، اُمِّ ربابؑ کا ذکر ہے، چھوٹی بچی سکینہؑ کا ذکر ہے، اللہ اللہ عجیب تھی یہ بہن اور عجیب تھا وہ بھائی ایسی محبتیں دونوں بھائی اور بہن میں، زینبؑ کا یہ عالم کہ مدینہ میں بھائی کہیں باہر چلا جائے تو انتظار کرتی تھیں کہ بھائی کب آئے گا اور جب تک حسینؑ آنہ جاتے کبھی حجرے میں جاتیں کبھی صحن میں ٹہل رہی ہیں بار بار پوچھتی، فضہؑ

میرا بھیّا آ گیا، میرا بھیّا آ گیا۔ایک بار ایسا ہوا کہ حسینؑ کہہ کر گئے کہ زینبؑ ہم سرِ شام آ جائیں گے، جب شام گزر گئی اور رات بھی گزرنے لگی بھائی نہ آیا تو کبھی حجرے میں جائیں کبھی صحنِ خانہ میں تھک کر بیٹھ گئیں صدر دروازے کے پردے کے پاس دروازے سے سر لگا لیا رات کافی ہوگئی تھی آنکھ لگ گئی وہیں بیٹھے بیٹھے سوگئیں رات گزر گئی کافی دیر کے بعد حسینؑ آئے دروازہ جو کھولا دیکھا ڈیوڑھی کے پاس بہن بیٹھی ہے بھائی کی آمد سے آنکھ کھلی تو حسینؑ نے کہا زینب بستر پہ آرام نہیں کیا۔کہا بھیّا جب تم چلے جاتے ہو تو بہن کو نیند کہاں آتی ہے۔میں تو تمہارا انتظار کررہی تھی کہا کب سے یہاں بیٹھی ہو کہا جب سے تم گئے میں اسی ڈیوڑھی پہ ہوں۔بھائی نے بہن کو پیار سے دیکھا شانہ پر اپنا منہ رکھ دیا کہا زینبؑ بھائی سے اتنی محبت ہے کہ باہر چلا جاتا ہے تو بے قرار ہو کر انتظار کرتی ہو، کہا کیا کروں بھیّا زمانہ تمہارا دشمن ہے۔بہن کا دل نہیں لگتا جب تک تم آ نہیں آ جاتے کہا زینبؑ کبھی ایسا ہوا کہ ہم گئے اور واپس نہ آئے تو کیا ہوگا کہا بھیّا یہ دن بھی دیکھنا ہے کہا ہاں زینبؑ عادت ڈالو، عادت ڈالو، ایک دن تو یہ ہونا ہے ہم تم جدا تو ہوجائیں گے دیکھ لیا بہن کی بھائی سے محبت اب سن لو بھائی بہن سے کتنی محبت کرتا تھا اور تمہارا لیئے دعا آخری جملے جہاں مصائب چھوڑے وہیں پر ختم کررہا ہوں۔ایک دن زینبؑ تلاوت کررہی تھیں قرآن کی اکثر جب تلاوت ختم کرتیں تو وہیں پر سو جاتیں۔ اُس دن جو سوئیں تو سورج کی کرنیں سیدھی پڑ رہی تھیں زینبؑ کے چہرے پر دھوپ بہت تیز تھی۔زینبؑ پر دھوپ پڑ رہی تھی حسینؑ آ گئے۔بہت روؤ گے جب یاد کرو گے میں بھی جب مقتل میں پڑھتا ہوں تو تڑپ جاتا ہوں، عجیب جملے ہیں دیکھا بہن پر دھوپ پڑ رہی ہے بھائی کو کتنی محبت ہے۔بہن سے بے اختیار اپنی عبا اتاری دامن پھیلا کر بہن کے سامنے سایہ کر کے کھڑے ہو گئے۔اگر کوئی دھوپ میں سو رہا ہو اور ایک دم

سے سایہ ہو جائے تو آنکھ کھل جاتی ہے ٹھنڈک جو ہوئی سایہ جو ہوا زینبؑ کی آنکھ کھل گئی دیکھا امام معصوم بڑا بھائی چادر کا سایہ کیئے ہوئے بہن پر۔ کہا بھیا یہ کیا اُٹھ کر کھڑی ہو گئیں کہا تم امام ہو بڑے بھائی ہو کہا زینبؑ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دھوپ تم پر پڑے اور میں سایہ نہ کروں کہا مجھے جگا دیتے میں دھوپ سے ہٹ جاتی کہا تمہاری نیند خراب ہوتی میں نے نہیں چاہا کہ بہن آرام کرے اور آرام میں خلل نہ آئے میں نے چاہا سایہ کرلوں اب جب تک چاہے بہن سوئے تقریر ہو گئی اُس دن سے زینبؑ دن بھر ٹہلتیں کوئی کام کرتیں بار بار فضہؑ سے کہتیں فضہؑ میرا بھائی مجھے کتنا چاہتا ہے میں سو رہی تھی مجھ پر دھوپ پڑ رہی تھی بھائی نے سایہ کیا اے فضہؑ کبھی ایسا موقع آئے تو میں احسان کا بدلہ اُتاروں کہ بھائی سو رہا ہو اور زینبؑ اپنے سر کی چادر اُتار کر بھائی پر سایہ کرے لیکن وہ موقع نہ آیا کبھی نہ آیا ہاں گیارہ محرم کی صبح کو زینبؑ بال کھلے مقتل میں آئیں۔ دیکھا بھائی سو رہا ہے اور دھوپ تیز ہے آواز دی بھیا سایہ کرتی مگر چادر لٹ گئی سر پہ چادر نہ رہی سایہ لاشے پر کیسے کروں..........

ہائے حسینؑ......ہائے حسینؑ......ہائے حسینؑ

یه کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب .

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان